

ناول

انارکلی

ایک تاریخی فسانہ
جس میں

شہنشاہ جہانگیر
شہنشاہ سلیم یعنی شہنشاہ جہانگیر
کا حال ایک دلکش پیرائے میں مندرج ہے

مصنف
حاکسار محمد الدین توفیق

مصنف

کام خانہ بہ بادی - تاج محل مشفق - غریب الدیار - غم نصیب سٹوڈنٹس

رام کہانی - حرف مطلب وغیرہ

جس کو

جگم رام کشن مالک کتب خانہ تجارتی و کارخانہ چٹری

بوٹی لوہاری دروازہ کٹرہ تارکشان لاہور نے

۱۹۱۴ء میں

صرف ٹائٹل پنجاب نیشنل سٹیم پریس لاہور میں طبع کرایا

نایاب کتب

چٹیان۔ اور دیکھتے اور چاہیں بنائے
کی نہایت نفیس خوش ذائقہ ترکیبیں
درج کی گئی ہیں۔ قیمت (۸۰) روپے
رہا سیمپٹیک۔ اس کتاب میں
ہر ایک طرح کی ربر کی مہر بنانیکا طریقہ
نشریح و بیان کے تمام قاعدہ و طریقہ
درج ہیں۔ قیمت (۵۰) روپے
آئینہ حکمت معروضہ لکھنؤ
یہ رسالہ بڑی سلیس و مشہور و معروف
فاضل کی علی تصنیف ہے۔ اردو و عربی
پبلک اس زبردست معارف کی فیض
تصنیف حیات انسان نے بالکل بے
پہرہ حق جتنے تہایت کوشش کے
ساتھ اس کا ترجمہ اردو سلیس زبان
میں شائع کیا ہے جس سے ایک معمولی
آدمی بھی قصد کے معاملات اور ضرورتوں
سے واقف ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ
دو رسالہ اور بھی ہیں۔ ایک میں علمہ و تجربہ
نیمہ۔ دوسرے میں ہر ایک کا تجربہ علاج
لکھا گیا ہے۔ قیمت باوجود ان تمام
فروبیوں کے صرف (۲۰) روپے

طبع متعلقہ علمات۔ یہ رسالہ
اہل پیشہ طب اور ڈاکٹروں کو جو جان بچ
نگر پولیس اور کیموں اور عام وقت کا بوجھ
کا رہا ہے۔ اس میں نہایت عمدہ اور قابل
قدر مضمون درج ہیں۔ چند مضمون کی
ناظرین کے پیش نظر ہے۔ ڈاکٹروں و کیموں
کو جو ایسی طرح دینی چاہیے۔ شناخت عمر
کماقت حیات و بعد مرگ۔ شناخت حیثیت
و پیشہ و بعد مرگ۔ خضاب مشدہ بالوں کی
شناخت۔ بکلی اور ہندو کی روشنی میں
آدمی کی شناخت۔ صرف و اتسام۔ و پانچ
و شش و شش و شش و شش و شش و شش
کی پہچان۔ شناخت موت۔ یہ علامات
شناخت موت لاحق۔ شناخت پھانسی
دے گی۔ پانی میں لاش کا رہنا۔ اور غرق
شدہ کی شناخت۔ باہ کا بیان۔ دوا کی
شناخت۔ غریب کلاس میں صد کارکیبیں
درج ہیں۔ یہ ایک بڑا بھاری مجموعہ
ہے۔ قیمت صرف (۱۰) روپے
مجموعہ لوازمات۔ اس قابل قدر
کتاب میں مرے۔ جلوسے۔ آچار۔

حکیم اسم کشن لکھنؤ شجائی لوہاری زہرہ کشن لکھنؤ

دیباچہ طبع ششم

تندہ ہونے جو بھٹا ہے اس میں قبل
 ذوق اب بھر گزاری کے لئے حاضر ہے
 اس کس پر سی کے زمانہ میں جبکہ اکثر یہ تصنیف و تالیف کو پہلک
 دروہی کا روناد پیش ہے یہ بات پہلک کے عادم نیاز مند ذوق کے
 پھر کم باعث فخر نہیں ہے کہ اس کی ناچیز کتاب مالک کی اب چینی
 یہ دیباچہ سے آراستہ ہو کر قدر دان پہلک کے تندہ فخر و امتوں تک
 ہے اس ٹرین میں یہ نسبت پہلے دوسرے اور چوتھے
 ن کے کئی نئے باب پر حوصلے گئے ہیں

۱۹۰۳ء

خاکپائے اہل ذوق

محمد الیٰ بن ذوق مالک اخبار کشمیر

محبت نامہ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

دکتر

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
۱	سیرتِ ستار و حیاتِ نجات	۳۳	۱۱	تاجِ عشق	۹۹
۲	سیر و مختار	۱۳۲	۱۲	محرمِ محبت کی رو بکاری	۱۱۱
۳	بڑی بگنی	۱۹	۱۳	مل کی مانتا	۱۴۱
۴	حق و دالہ رسید	۳۸	۱۴	اضطراب	۱۴۴
۵	آفتابیں روشن	۱۴۱	۱۵	زندانِ خم	۱۶۸
۶	یارِ دل کی چہ بیگیاں	۴۵	۱۶	خدا کی فیصلہ	۳۳۳
۷	بہرہ و افکار	۵۵	۱۷	انار کی تربت	۳۳۳
۸	بی زعفران	۹۷			
۹	قیدِ شہنائی	۹۷			
۱۰	ای	۸۷			



- 7 DEC 1972

ناول انارکلی

U Section
46
19

URDU STACKS

پہلا باب

سیر یو ستال، و حادۃ جالستان

چلا ہے میر گشتاں کو فوق نذر سز کجائے

میتے نہ ہوں دام وادار کہیں

الہ اکبر - میرا نعیم الطبع فرخندہ

قدم اشب تلم تاریخی مسافت کی تین سو

برس کی راہ سرعت سے طے کر کے اکبری

دورات کی اسی پڑھنے منزل پر جہاں شتلم

میں مہارے کا دل کا یہ وعدہ ایک قیامت خیز

تاریخی واقعہ قریح میں آیا تھا ایسے وقت

میں پہنچا کہ ابھی تک تمازت شمس کے

صبح کا دل پسند وقت ہے شام کی نادر وقت

مغرب کی بیتی ہر ان خوش الحان خوش

میں ضائع مطلق کی تیج و تمہیل میں

ہیں - اور اپنی اپنی دلدادہ سے

چوٹ کھا کے ہوئے دل میں انگلیں اور

دلوں سے پیہر اُڑدیتے ہیں - ایسے پڑا ہوا

آتش شہدات جو لطف لیا ہ بارہوی

پہنچا ہے یہ عید آتش کا ہونی -

پیشہ میں کہ غلبہ جیتی شدت کا تماشہ

کر غنیمت مسکرا ہے میں زکس ہے کسی طرح

کی طرح انھیں پڑا ہے بنیل جو کہ

تلف پر غم کی طرح بل کی کے را ہے -

عرض کہ شگفتگی و سر سبزگی نئے نئے

کر شہد مانیوں سے اہل نظر کو محبت کے

عظم میں اپنی اپنی طرف پیچھے پڑی میں جہاں

قدم اٹھانا و شوار ہے -

کر شہد دامن دل می کند کہ جانحات صبح

میں مہارے کا دل کا یہ وعدہ ایک قیامت خیز

تاریخی واقعہ قریح میں آیا تھا ایسے وقت

میں پہنچا کہ ابھی تک تمازت شمس کے

صبح کا دل پسند وقت ہے شام کی نادر وقت

مغرب کی بیتی ہر ان خوش الحان خوش

میں ضائع مطلق کی تیج و تمہیل میں

ہیں - اور اپنی اپنی دلدادہ سے

چوٹ کھا کے ہوئے دل میں انگلیں اور

[illegible]

<p>مردودہ ہوں خدا چاہے اچھی سی خبر ہوگی۔ والدہ۔ دیکھا چاہیے تمہارے آبا کے میں خدا فرستے مرزا اچھی سی خبر سنائیں۔ نادرہ۔ یا اللہ میرا جان کی خبر سنائیں تیرا کھڑا چڑھاؤنگی اور خدا کی مٹائی کرؤنگی حلق بھی بھر دے والدہ۔ پوچھتی تیرے منہ میں گئی شکر خدا ایسا ہی کرے بیٹی سینے سرفراز کر پھل کی طرح پالا اور پرورش کیا ہے وہ مجھے تجھ سے بھی زیادہ عزیز ہے لڑا لڑا ہم کو سرفراز کر دے گا۔ یا اللہ میرا سرفراز چھا اور عزت سے ہو۔ نادرہ۔ میں اسکا مطلب نہیں سمجھتی۔ کہ ابا جان مرزا حیدر علی صاحب کے گھر چھا جان کی عزت دریافت کئے کیوں گئے۔ کیا خدا نواز مرزا ابا جان اور حیا میں کچھ شکر رنجی تو نہیں ہوئی۔ بھی تو تیرے بخور ہی ہوا کہ چھا جان کا خط آیا تھا کہ کیا ہے ہنوز غمات نہیں ملی۔ پھر مرزا صاحب کے یہاں بیانی کی ضرورت ہی کیا تھی سدا اللہ علم یہ کیا سما ہے۔</p>	<p>جہاں روپس آئے دن تو بہت چڑھ گیا ہے دیکھا چاہیے کتنی دیر میں واپس آتا ہے نادرہ۔ میری اچھا مال۔ یہ آج صبح ہی وہاں جان کہاں گئے ہیں وہ تو اتنا سویرے منہ اندھیرے کیسے نہیں جاتے ہیں۔ آج ایسی کیا مجھ پر رہی تھی۔ والدہ۔ بیٹی کچھ ایسی ہی ضرورت ہے جو آج تمہارے ابا مرزا حیدر علی سے ملنے کو اتنا سویرے گئے ہیں۔ نادرہ۔ وہ ایسی کوئی ضرورت بھی جس سے اس قدر بے چینی تھی۔ کیا چھا جان کی عزت دریافت کرنے نہیں گئے۔ والدہ۔ بل دو چار سوچا یہ متروک ہو گیا نظر آ رہے ہیں کہ دل بے قابو ہو گیا ہے۔ آخر گھبر کر رہا ہے چھا کی عزت دریافت کرنے گئے ہیں۔ یہ کہ تمہارے چھا کی جلالت نصیب دشمنان کچھ ناساز تھی۔ نادرہ۔ یا اللہ میرے چھا جان اچھے بھلا اور سیکر با عزت کی جڑ لائیں۔ والدہ۔ بیٹی خدا اگر سے۔ آج صبح ہی سے میری باتن آنکھ بے طرح بھڑک رہی ہے اس لڑکی کا کچھ کتا کچھ کبھی اس نہیں آتا۔ نادرہ۔ اہل جان یوں تو خدا کی پوچھنی میں کسی کا چارہ ہی نہیں رہ سکتا چھوڑا</p>
--	--

مختار سے اباجان مرزا صاحب کے یہاں گئے ہیں۔ کہ اگر مرزا نثار علی آگیا۔ تو اس سے مفصل حالات معلوم ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ مرزا نثار علی آگیا ہے ورنہ اتنی دیر تھا کہ باواں مہر گزرتے مقرر تھے بلکہ واپس چلے آئے اور اب تک آگئے ہوتے چونکہ اگر باواں میں چھپا اور مرزا نثار علی

سہا پہ میں۔ اور مکان سے مکان ملا کر اور شاید مختار سے چپائے بھی یہ ممکن ہے کہ مرزا نثار علی سے میرے مشرح حالات معلوم ہونگے۔ یہ ہے مختار سے اباجان کو مرزا

صاحب کے یہاں جانا اور مرزا نثار علی کچا چٹھا معلوم کرنا ضروری دلائل می ہوا پس تاریخ جس میں سکے ہیں۔ خدا خیر کرے اچھی خبریں۔ مگر دل کینت بانگل

تا بونے نکلا جاتا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔ نادرہ۔ خدا کرے مرزا نثار علی آگئے ہوں۔ اور مرزا خرمیت لائے ہوں۔

والدہ۔ آمین خدا اب ہی کرے۔ نادرہ۔ دیکھتے تھے کہ کون سے دیکھ کر اباجان آگئے ہیں۔ حسبِ تکرار۔

اور کبھی قدس زاد آگئے۔ یہ ان کی آنکھیں کیوں انکسار میں۔ کیوں اب آپ کیوں ایسے پتھر میں اباجان کے

سے دست فرمایا۔ ورنہ آجکل کے بھائی تو روف علیہ السلام کے سے جیالوں کو بھی گھریں جھلواتے ہیں اب ہی مختار ابچا بھی مقدر کا دہنی ہے کہ جسے غیب سے ایسا ہر حال شفیق بنا بھائی ملا جو باپ کے پیارے پیارے دوست کرتا ہے پھر پھر خدا عزوجل نہیں ٹھک گزرتا اپنا منوس منہ کیونکر دکھا سکتی ہے

نادرہ۔ اب پھر مرزا صاحب کے یہاں اباجان خیریت پوچھنے گئے کیا چچا جان سے بذریعہ خط و کتابت یہ بات ناممکن یا محال تھی۔ مجھے تو تجھے کہ مرزا صاحب

کو چچا صاحب کی خیریت معلوم ہو اور اباجان کو نہ معلوم ہو۔ یہ بالکل آن ہونی بات ہونی بات معلوم ہوئی ہے کیا چچا جان کو مرزا صاحب

میر باجان سے زیادہ عزیز ہیں۔ والدہ بیٹی ابھی تمام خدا بانگل پچھو ابھی بہتیں اتنی سمجھ کہاں۔ جو تم ان معاملات کی نہ کو پہنچ جاؤ۔ خدا رکھے

اس کے لئے عمر بید۔ جان من بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کا بھائی دوسرا نثار علی ان دونوں اکبر تار سے بھائی

دوسرا تار والا ہے۔ اس میں اور مختار سے چچا میں ایسی دوستی ہے۔ جیسے دانست کافی روٹی کہتے ہیں۔ پس ایسی لئے

[illegible]

خونچکان و شکبار آئندہ کو جوئے خون پیا کر میرے کہ اس صدمہ اور درد و ایذا
تیرے بیوقت منہ پھیر لینے سے مجھے بھلائی سے نجات ہو جاتی مگر نہیں میں کیلی
نڈان اور بیکار ارجار نظر آتا ہے تیرے سینہ کوئی کر دل میرے لئے ہی تو آواز
بیوقت کے اندھ جانیسے میرا دل پھر وہ دن یہی ہے اور رقیب کے ایسا ذوق
مثل سہول اور بیکار کی پہنچ قاتل کھال ہے کہ میں جدائی کا کس کس سنگ ہم آذوق
آدمیر کے پیار و دل میں سے بچے بچوں کہ ہوینوالے میں ہم سب سے غمگین و غمگین
کی طرح بالافضا یہ تو نے مجھ سے کیسی بے وفائی اور کیسی بے اعتدالی کی ہو گئی
مجھ سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ آہ میرے سینے سے دل آئے کہ تو نے بھی مجھ سے
اس طرح ایک ایک منہ پھیر لیا ہے پیار سے بچ ہے سے آتش
رفیق حال میرے وقت پر نہیں کوئی شریک جنگ میں شہر کا منہ نہیں
ہمچا نہ تھی میرے وقت باز و میرے بڑی کے ساتھ میرے خونخوار رحمت کے شریک
میرے جان و مال و فرماں و رعیت بھائی میں تجھے کہاں دعویٰ کہاں تلاش کر دوں
میرے یوسف بانی قسمت کے کہ میری ایک کنوئیں میں بصورت ناشاد و ناخوار
ہوئی اب کہاں پاؤں لگا تیری مفارقت میں دور و کر آنکھوں کو دیدہ بے غریب
بناد لگا گیسے دیا کو لکھی امید ہے آہ اسے تیری فراموشی بھی نظر نہیں آتی کہ تیری
و وقت و صورت آجاتی تو میرے لئے تیرے

سینہ کوئی کر دل میرے لئے ہی تو آواز
دن یہی ہے اور رقیب کے ایسا ذوق
کہ میں جدائی کا کس کس سنگ ہم آذوق
کہ ہوینوالے میں ہم سب سے غمگین و غمگین
بے وفائی اور کیسی بے اعتدالی کی ہو گئی
مجھ سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ آہ میرے سینے سے
دل آئے کہ تو نے بھی مجھ سے
اس طرح ایک ایک منہ پھیر لیا ہے
پیار سے بچ ہے سے آتش
رفیق حال میرے وقت پر نہیں کوئی
شریک جنگ میں شہر کا منہ نہیں
ہمچا نہ تھی میرے وقت باز و میرے بڑی
کے ساتھ میرے خونخوار رحمت کے شریک
میرے جان و مال و فرماں و رعیت بھائی میں
تجھے کہاں دعویٰ کہاں تلاش کر دوں
میرے یوسف بانی قسمت کے کہ میری ایک
کنوئیں میں بصورت ناشاد و ناخوار
ہوئی اب کہاں پاؤں لگا تیری مفارقت
میں دور و کر آنکھوں کو دیدہ بے غریب
بناد لگا گیسے دیا کو لکھی امید ہے آہ
اسے تیری فراموشی بھی نظر نہیں آتی کہ تیری
و وقت و صورت آجاتی تو میرے لئے تیرے

سینہ کوئی کر دل میرے لئے ہی تو آواز
دن یہی ہے اور رقیب کے ایسا ذوق
کہ میں جدائی کا کس کس سنگ ہم آذوق
کہ ہوینوالے میں ہم سب سے غمگین و غمگین
بے وفائی اور کیسی بے اعتدالی کی ہو گئی
مجھ سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ آہ میرے سینے سے
دل آئے کہ تو نے بھی مجھ سے
اس طرح ایک ایک منہ پھیر لیا ہے
پیار سے بچ ہے سے آتش
رفیق حال میرے وقت پر نہیں کوئی
شریک جنگ میں شہر کا منہ نہیں
ہمچا نہ تھی میرے وقت باز و میرے بڑی
کے ساتھ میرے خونخوار رحمت کے شریک
میرے جان و مال و فرماں و رعیت بھائی میں
تجھے کہاں دعویٰ کہاں تلاش کر دوں
میرے یوسف بانی قسمت کے کہ میری ایک
کنوئیں میں بصورت ناشاد و ناخوار
ہوئی اب کہاں پاؤں لگا تیری مفارقت
میں دور و کر آنکھوں کو دیدہ بے غریب
بناد لگا گیسے دیا کو لکھی امید ہے آہ
اسے تیری فراموشی بھی نظر نہیں آتی کہ تیری
و وقت و صورت آجاتی تو میرے لئے تیرے

ہی ٹوٹ گئی۔
 اجمار بنی۔ اسے اب چھوڑا چاہا اور شکر
 اجمار وہی کہلے جیسے اس فرزند تم سے۔ اٹل
 ہرنگ لکھ چھوڑ کر تیرے لیے
 تیرے ہونے نہ دونوں کو ایک ہی گناہ
 فرخندہ بیگم۔ اسے اسے میرے تو ہوش
 اس تو میں جبر کے ستے ہی اس کے اتنی جی
 حواس نہ رہا کہ میں بدلتی اس مرحوم کی کچھ
 اور واقفیت بھی پوچھتی اہل اس مائیکر روز
 کی کچھ اور واقفیت ہے کہ تجھ کو تکلیف
 کیونکہ مہولی کس سے لگی اور اس دلہن کے ساتھ
 کو کسے دن ہوئے موت کی وقت کیونکہ ہوئی۔
 اجمار بنی۔ اسے اور کہیت کیا پوچھتی
 میرے دماغ کی بات لگتی ہیں وہ غلط
 زندگی بھر کے سب سے بڑے گناہ ہیں اب اسے
 میں یہ دعا دے رہی کروں کہ وہ غفور الرحیم
 اس کی مغفرت اور اسے عذرت رحمت
 کرے۔ تجھ کو تکلیف اچھی طرح ہوئی
 اجمار بنی۔ کچھ رحمت ہے کہ آخری دیدار
 پہنچ گیا تھا نہ ہوا اسے اسے گروا
 دل سے فراق۔
 سیم نے پوچھا کیا ایرانی پیدا کرنا تھا
 سیم نے کچھ تو پاس تھا پھر شکر تھا
 فرخندہ بیگم۔ مگر تم نے پہلے تو کچھ ایسی
 شکر نہ کہ اسے پہلی ہی بات کی ورنہ میں

خود ہی نہ اس کے پاس شکر ہی ہوتی ہوتی
 ہرے وقت بھی اس مرحوم کی دیدنہ میسر نہ ہوئی
 اسے یہ قتلہ تو مجھے تازہ یاد رہیگا مگر
 دل کے دل ہی میں اس کے دل کے
 پوچھتے ہاتھ نہ اتریں پھر دل کے
 اجمار بنی۔ حالت ہازک جو کیا کچھ دیر
 لگتی ہے اور یوں ہی تو پہلے ہی ہے۔
 ہازک اندام بحیف و عمل تھا۔ بیماری کی سخت
 سنے اور بھی رہا سہا خون چوس لیا ہو گا
 پھر کیا تھا۔ موت عالم کا داؤں چل گیا
 نادرہ۔ جیسے جیسا جیاب میں قسمت
 جلی کسے جیاب لکھ لکھ روئی۔ اٹ اٹ
 کلیجہ منہ کو آتا جاتا ہے اور ول خون ہو
 کر انکھوں سے بہا جاتا ہے۔
 اجمار بنی۔ چلو مٹی مکان کے اندر چلیں میں
 وقت یہاں مہتر آنا سب نہیں۔ گو مکان
 کی چار دیواری ہی اسے لگاتی ہے
 درو دیوار سے وحشت برس رہی ہے
 دل امتہ آتا ہے۔ جگر شق ہو جاتا ہے
 مگر اس وقت اندر چلتا ہی مناسب ہے
 کیونکہ اگر لوگوں کو خبر لگ جائی گی تو پرستے
 دونوں کا نام لک جائے گا۔
 اجمار بنی کے ایسا اشارے
 سے یہ دونوں ماں بیٹی سیٹھی
 اٹھ کر گھر میں گئیں۔ اس مکان کا احاطہ

اتنا بڑا اور وسیع مقام کہ اس میں ایک
چھوٹے سے باغیچے کے علاوہ پانچ سات
اودھ بھی ہے اور آباد ہے انھما زینتی کا
مکان اور باغیچہ ان گھروں سے کھینچا ہوا
ہے جتنا باغیچہ ان گھروں سے ہے اور آہ بیکار
اسی آواز بھی آتی ہے اسی مکان تک محدود تھی
اس لئے کسی اور کو اس مکان کی طرف نہ پائی
بلکہ سے انھما زینتی زنا خانہ میں مگر وہ کمرے
تیار کیا گیا کرتے تھے۔ آخر میں وہ لیکا کی راہ
نے مکان سے نکل کر احاطہ کی اور اور عورتوں
کا دل دہلایا۔ یہ وہ درد انگیز ہیں اور
قیامت خیز تر نہیں بلکہ وہ اپنے گریہ و
کی وجہ مدم کر کے ختم کر لیں وہ دل بیاں
شریک حال و خریک حال ہوئیں۔
بیچارہ عبادتی مہتمم مردانے مکان میں
بیٹھا ہوا ہے۔ آئینہ بہار ہے۔ کہ کچھ
بعد وہاں یہی سی حیرت انگیز و آتش فشاں
منظر نظر آئے گا۔

دوسرا باب

سیر و شکار

چلا آج جو تو سیر و شکار کو منظر
کرتے ہیں نظر کا بھتہ تھا کوئی

تمام ہونے کو ہے سرلی سوار ہو کے
گھومتے پر سوار ہے۔ ہے تھلید سے

طوفان مٹو اور ہے بگولے بلند ہو کر چاروں
چاروں طرف اندھیرا پھیلا رہے ہیں بیچا رہا
ہو کہیں غبار کے توں اور ہوا کے تاجوں
سے بلبلارہیں ہر گز نہیں آگے کان ناک
کے ساتھ وہ بلبل کیا ہو رنگ گل کی بھانسی
بیل کے ساتھ یا بلبل کا نازا شوق کھول کے
ساتھ کئی عوام چور اور دزدان باریاں اس تہ
اور تیز اندھی آئینے پہلے ہی منزل پر پہنچے۔ یا
کسی آئینے پہاڑ گزین ہوئے وہ گویا بیت ہی پہنچے
ہے اور قسمت کے وحشی نکلے گریہ حشران ہی کا
نوک کے جہاں گھر سے تھے وہیں کاپ سے تھے رزق
کراںپ رہتے تھے اور یہ کہہ رہے تھے ج
رہیدہ بول دلائے دے بغیر گذشت
مگر حیرت سے مصیبت کے بارے
ابھی راہ ہی میں تھے ان بکسیروں کی تو وہ
بھی پلید ہوئی کھنڈ کی پہاڑ۔ ہزار کھانسی تے
ہیں انھما کھنڈ کا رہنے میں چھینکتے ہزار آہیں
تھے میں منکروں وہاں چھپاتے ہیں۔ مگر ایک
کے ذرہ اس بلا کے تھے کہ ہمدردی کی
گو میوں کی طرح آتے تھے اور یا تہی چشم کو
چاند ماری بناتے تھے جن سے آگے کان کان
اٹے جاتے تھے۔
تمام ہو تیکو ہے۔ مگر آفتاب عالم تاب ہے
وقت سے پہلے ہی اس طرفان سے تھلید
ہو کر اپنے نونہلی چہرہ پر گردی آگیا تھا ٹاپ

<p>تعب و دل کی ہے اور اس کی نیند نہ چھینے والی کر رہی جی بڑی عالم اسکا نگوہ بند کئے ہوئے ہیں ہم سہم کر رہی کے گوشہ کی طرح سست گئی ہیں تیار کی نئے چشم زدن زمین و آسمان پر اپنا قہقہہ کر لیا اور کولہ ہلکا نہیں سکھ بھاؤا دے باقی مانہ حصہ کو بھی شیب کا شیب رنگ لباس پہنا کر ظلمت کدہ بنا دیا یا طرفہ اعلیٰ میں تمام جہاں نیند و ناز کا شات ظلمت بار ہو گیا۔ یا اللہ یہ طوفان ہے یا قیامت کا سامان ہے۔</p> <p>تمام ہو نیکے ہے۔ ہو کے تندہ تر ہو کر اس خاک کو جو ایسی آنتوں کی لمبی لمبی نظارہں ہاتھوں کے زبردست اور چوسے بڑے پاؤں گھومتے تھے سمجھوں گاڑیوں چھکڑوں بہیوں کے پیروں اور کھڑوں انسانوں کی دلی دلی چالوں سے روندی جا رہی تھی۔ اور اگر آسمان پہ پہنچ رہا ہے جس سے چرخہ نیل نام تھے ہوئے دل بادوں سے شامیا لے کر بالکل پٹے بن میں چھپا لیا۔ اسب دیکھنے والوں کو اسکی آسمان کے پیچھے ایک اور آسمان نظر آتا تھا۔</p> <p>شیم ہو نہ کو ہے۔ لیکن اس قیامت خیز عشرت نگر طوفان میں نظر بازوں کو کچھ ایک نظر آ رہا ہے۔ جو ایسی نکسا فاسد ہے کہ اس میں نہ سوار اور نہ چھپا سکا</p>	<p>کے شور و غل بہنگامہ زمانی اور رفتاری سے زمین و دل جاتی ہے اور ہمال ہو ہو کر ہر صفا ہو چکی انکے سپاہانہ اطوار صاف بتا رہے ہیں کہ یہ رنگیتا غل چلنے والے مسافر کی طرح سرے پاک خاک آلود ہو کر کرو و غبار۔ ہا صراہ ماہ گذر ہو رہی ہیں اور زمین کے چپقلوں کو غمگین کر رہی اور اگر خاک فرسا کر ہے میں۔ یہ سوار و پیدل و نیزہ تلوار و پیروز اور ڈھال ہندو وغیرہ سے اور بھی جتنے ہوئے ہیں علاوہ اس شکار کے اور بھی سامان تیار ہیں اور یہ کل کے کل خریفہ بیرون شکار ہیں۔</p> <p>تمام ہو نیکہ ہے اس ظلمت بار آندی میں جو ان سرو و نکو بیہم کر توالی جو ان سرو کی معلقہ بار تلوار میں چمکتی ہیں یہ وہ برق برق دھنیں ہیں جو سرگرم کو اپنی شعلہ باد برق و شہی سے روشن رہتیں کرتی ہیں۔ بیلہ یہ وہ شورش و غل باب طبع پر کالہ آتش ہیں کہ جو اپنے عاشق کش حسن کی چمک دیکھتے ان واحد میں اس بجلی کی طرح جو تھپ تھپ ٹوپ اندھیری میں ہر جگہ تاثیر ہو کرے تا بانہ اور حد صحر بھر رہی ہو اور جس کی آواز پست آسمان و زمین میں ہو جاتے ہیں۔ اس غبار سے یہ ہے آسمان کا جو ہر جگہ آتش کر رہی ہے تمام ہو شکر ہے۔ لیکن اس ہونگ ٹل</p>
--	---

وہاں بیرونی ظلمت ہاڑنہی میں یہ چمک لکھی گئی کیونکہ
 ہی تاں لکل اس کے نہیں نہیں اس غبار کی تیار کی
 پورے فنک سرب و کھا و کھا کر دھوکا دے ہم میں
 وہ ان جوان خوار تہوار کی چمک ہے جو نابری کا
 ہم بھر رہی ہیں۔ اور اور دعویٰ سے کہہ رہی ہے
 کہ ہم آئندہ تیار دہم نہیں بلکہ دھن کی خوشی کی
 پہلی کی طرح گئے اور شہاب ناقص کی طرح
 ٹوٹنے میں دو چار قدم آگئے ہی ہیں غریب
 یہ وہ خوفناک بین ہیں کہ جہاں شمع مستی
 کو جلائے اور چمک چمک کر نکالوں
 کو خیرہ کرنے والی برقی بھی بار بار تڑپ
 کر دلی وہاں ہی ہے۔ اس منظر کے
 لطف یا کیفیت کی مصیبت کچھ اور بھی
 دل پر سب اور سپاہی کے چہرے دل سے
 پوچھتے ہیں کہ جو صبر کہ کارزار کے بیٹھے ہی
 ہمیت دھونے والے مڑکوں میں سینہ بہر
 ہو ہو وہ خدا صبر کہ اس وقت یہ میدان بالکل
 میدان انگڑا رہے ہیں چھوڑے پر خار ہو رہے
 جیسے ہوائے تندگی طوفان بے خبری
 گواہی شام ہو نیگو صبر سے۔ اور کچھ
 دن ابھی صبح ہے۔ مگر اس باقی دن کو
 تاریکی کے قبضہ میں لا کر اچھا خاصہ
 توراہی رات کر دیا ہے۔ کیونکہ تاریکی
 چاروں طرف کالی کالی گھمٹاؤں کی طرح
 بچھا رہی تھی۔ اور غبار کے غبار سے ہوا

کے زبردست عقیدوں سے توالا ہو کر کسی بھی
 ہوئی زلف کی طرح پھرتے تھے اور دھواں مار
 پھرتے تھے۔ ایک سے ذرا جوڑا اور کچھ کوٹیں
 سناکتے تھے وہ کھوٹیں خار کی طرح کھٹک کر
 ہر ایک کو باخاطر ہوتے تھے اس پر مبارکباد برقی
 کہ اور بھی اگر وہ غبار کے نکلنے کے لئے بار
 بار کھاتے اور گلے مان کرتے تھے مگر
 مرض بڑھتا گیا جوں جوں ہوا کی
 انکی تمام کوششیں رائگاں جاتی تھیں۔
 آخر رحم خداوندی نے جوش میں آکر اور
 ان تمام آفتوں کو سر میدان شکست
 فاش و بیکرانہ رخ پیر دیا۔ اب کیا تھا
 آندھی سے تند ہوا اور تند سے مہولی ہوا
 رہ گئی مگر اس کے ساتھ ہی رعد کی کڑک
 پہلی کی چمک اپنا رنگ جگمگائی اسی
 عالم میں ہمارے تیز ویر میں نظر سے گزرتا ہوا
 صاحب زاوول۔ درباریوں روساء
 عظام و معزین کی ہجرت میں ایک سی
 رشک تھا باہر و لعزیز صورت و چہرے
 پیسے و بچھے ہی بیباختہ منہ سے نکل گیا
 بالائے سریش زہر شمشدی
 لطیف ستارہ بلندی
 یہ وہ پاکیزہ صورت تھی۔ جس کی توراہی
 پیشانی سے جلا و جلال نمایاں صورت
 اور تپاں نمایاں تھے سر سے تپا ہی

رعب وواب ٹیکس راہنما قیامت سے سطوت
 وطنہ کٹر کشتائی ظاہر ہو رہا تھا۔
 اب ہم ایک انتظامل ازباده تکلیف ہندوستان
 پہلے بتا دیتے ہیں کہ یہ سکندر صولت وارا
 خاندان خلیفہ کا ہاؤس قدیم ہرمنت ششم و چراغ
 اور سکندر ہرمنت شاہ فلک بار کا جلیل الدین
 اکبر کی جاہ تھا اور اسکے ہر کا یہی صاحب علامہ
 ابو الفضل فیضی۔ تھائی نہ کو کشتاں و غیرہ
 حکیم ابو الحسن علیہ السلام و غیرہ سیر برادر
 تو درمل خلیفہ مصطفیٰ
 یہی ان کین علیہ السلام اکبری نورتن سے
 شکیں پاورۃ التاج جیسے جاتے تھے۔ اور یہی
 وہ کیسار و دنگار و یکساں دیار تھے
 کہ چٹکے علم و فضل کا طوطی قیامت تک
 شکر نشان عالم رہیں گے۔
 اس طوفان کی مصیبت و تکلیف جس
 طرح اکبری نورتن کو پہنچ رہی تھی۔
 دیا ہی شہ شریا جاہ بھی محسوس فرماتے
 تھے۔ کیونکہ آج کے ناک۔ کان منہ وغیرہ
 یہی ناک سے گوہر علیہ غلظت ہو رہے تھے
 اسی جھجلاہٹ و غیض و غضب کی
 حالت میں شاہ و سی جاہ کی زبان دریا
 سے بہت ہی سخت و ظالم کلمات بے
 ساختہ نکل رہے تھے۔
 اب آندھی کچھ کچھ کم ہو چکی تھی۔ اور
 ہوا مٹی سے کچھ تیز چل رہی تھی۔ لیکن کبھی
 کبھی ہوا کا تند و تیز جھونکا بھی آجاتا
 تھا اور بجلی بھی جھپک جھپک جاتی تھی
 بالکل بھی اگرچہ رہے تھے جس اتان حیران
 تک سب وہل جاتے تھے۔
 شاہ ذبیحائے رحیم مان نکلیں مخاطب ہو کر
 کہ اچھا راجہ صاحب ہلو ریں ہندو کی تست آپ ہی
 ان معائب بانی سبائی و دھوا رہیں ان آپ ہی
 اس خطا کے خطا رہیں یہ سننے ہی راجہ صاحب
 حاکم برحق پان ہوئے۔ اور سارے معائب
 انکان سطر کاوڑ۔ مگر وہاں کی جرات! سنبھل
 کر وہ معقل جواب عرض کیا۔ کہ جس کا
 جواب ہی نہیں۔
 خداوند نعمت! جب خدا مہر حضور
 گھر سے روانہ ہوئے تھے تو نہ آندھی تھی
 نہ طوفان نہ گرد و مٹی۔ نہ غبار بلکہ مطلع
 انوار ہو رہا تھا۔ آسمان کسی کے جوہر کی طرح
 نکھڑا ہوا تھا۔ سورج کسی کے روئے
 انور کی طرح منور تھا۔ کسے خبر تھی۔ کہ اس
 صحرائے بیابان جنگل و میدان میں
 عین ایسی کیرت ناکہاں یہ آفت
 خیز طوفان آجا ٹیگا پس اگر ایسا ہوا بھی
 تو مفیت یزدی رضا کے خداوند ہی
 کا اقتدار و قدرت فرماتا تھا پتے کہ جس میں
 کبھی کبھار ہی نہیں غلام غیب دان

تو تھا ہی نہیں جو حضور اقدس سے پہلے ہی ہو کر
 و قیام اجداد قبیل کی باتیں کوئی احسان نہ کر سکتا ہے جو کہ
 جان لیا خیر و کفر کو شہادت بہر حضور کے ہے
 ذوال کبریا کی برکت سے اندھی وغیرہ سب ارفع درجہ کی
 اور شہرہ پہنچا بھی ابنا غافل قریب ہی ہے۔ انشاء اللہ
 ہم پر میری نیت جاتی ہے۔ خاطر فیض مایہ
 مہینوں فرماتے بھلا یہ تو فرمائیے بعد
 یہ تو رشاد ہو کہ اس تقاضا آفات سوار
 حادثہ ارضی کا کوئی دوسرا وار ہو سکتا ہے
 ہرگز نہیں۔ یوں جو کچھ حضور پرورد
 فرمادیں۔ اس پر مجھے سر ہیتم ہی ضم کرنا
 واجب نہیں۔ نہیں!! عرض کیا۔
 بلکہ عین عرض ہے جسکی تضا کا کفارہ
 ہی نہیں۔ مگر یہ بھی عرض کر دینا چاہیے
 جانہ ہو گا۔ خدا کی مرضی میں کوئی دخل
 نہیں ہو سکتا۔ پس مجھے کسیا
 خبر ملتی۔ کہ یہ کیفیت طوفان حضرت ادر
 کی کج عالی کو منہض کر دیکھا۔ درم میں
 بھی شکار نا بکار کا نام تک نہیں لیتا
 البتہ اس قدر غفلت کا میں حضرت علیؓ میں
 کہ حضور نایم لشکر کو جس نے تاج
 شکار کی ابتدا کرکے دکھا جسکی ہمتی کا
 شہم قیام ہی سے خدا شکار ہو گیا۔
 شہادۃ تبارک و تعالیٰ کہ اس وقت
 کہ اس وقت میں حضور ادر کے آفات و تاراج

منہض تو حضور کر دیا مگر بطف شکار نے
 ساری کسر بھی نکال دی۔ انشاء اللہ آج
 تو شیر و چیتے وغیرہ کے لشکار سے بالبرکت
 و اتہال بہت ہی محفوظ و ضرور ہو سکے
 اور چشم بد دور آپ نے بھی حزب جوہر
 دکھائے۔
 راجہ یہ سب حضور ہی کے اتہال اور حضور
 حضور ہی جو ہر شے کی برکت ہے و زمین
 کیا اور ہر سے جوہر ہی کیا۔
 شاہد و بجا ہے۔ اے راجہ صاحب کسی دلجو
 بات یاد آئی۔ جو قریب جگر توڑ گئی وہ یہ کہ
 سفر از بنی تیبہ رفتن خیال نذرین بقال علیؓ
 ہلکے لکھنے کی طرف علیؓ تیرے طینت میں خبر
 دہشتی لشکر نشان سونق بزم و بزم رزم
 جوان رعنا حسین بکیت کی سیرت سکی
 منزلت پر حقیقتہ شوق تا موت بہر شہر
 ہے۔ بھلا ایسا ایسا عرصہ محسوس تو کیا
 و کا و جلیس ہے بہا کہاں دیکھتا ہے
 اس کے اس کے سفر فرزند ہی۔ تیرے جواب
 کہ اگر تو میری چینی پر چھرا مار کر دے گی
 ہے۔
 اے راجہ یہ سب شاہد ہوا۔ سفر فرزند
 سب سے پہلے کہاں دیکھتا ہے شیک اکی
 جونی کی دست پر حقیقتہ شہادۃ تبارک
 حقیقتہ شہادۃ تبارک و تعالیٰ کہ اس وقت

آشوکے بدے خزن روئے دیا آتشوں کی جوتے
خزن تباہے نریجا ہے۔

بادشاہ کو جو نیکو مذہب و ہر ملت کے حالات کی
تفہیم تھی وہی تھی اسلئے اس بیان کو روشنی

اسنے میں بھی پھر دہرے چکی بادل کی گرج اور علی
کی کوئی کنگا دل ہانکے اور ساتھ ہی مرسو مار پائی بھی
برستے لگا شاہ عالم تہامتے فرماؤں مارچ کا حکم دیدیا
سورسے ڈور لگور ڈور بکشت چھوڑ دیا۔ اب
پھر تھے اسقدر تیز خاستے تھے کہ ان کا پیٹ زمین
لگ لگ جاتا تھا اور ہر چھپے رہ رہ جاتی تھی پتھر زون
میں کل اور کین بدلت مایہ دین مملکت میں شہر علی
پایا کہ اسے شہر تہمت عمر میں اقل ہوئے شاہ عالم کے
آجیہ بچوں میں سے بچہ نزل کی۔

میں لائیکے نے خرمندہ آفتاب جہاں
باد دہلی شمس السماء ملاتا آواز دہلوی کی
مختر سے چند فقرے ہدیہ تاخیر لکھے
جھاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ چند روز
کے بعد تیلہ عالم سے مہائی میں گئے
اصلاح کی رسموں کو سلام کر کے مسافر ورمی
رخصت کر دیا۔ عیدوں سے زیادہ یہ حسن
نور ورمی اور ہندی بہت اردوں کی دعوہ
وہ عام ہوتے لگی شبن کے ہوتے اور خصلت

اپنا بہ دانی شاہ خاور کو ملک نشیب نے
تہمت ناش دیکر تمام عالم میں اپنا
ستار کیا تھا اور ملک محمدم کا وٹکان بچا
مقام۔ سلطان شاہ نے بھی خراسان پشاور
کو قریب دیکر اس کوہ میں پناہ لی تھی
اور بارہ گفتوں کی تارگی یا تہم کر دیا تھا
اکبر نزل میں لڑتے اور خاص خاص
در بکین اور بارہ دایہ بین گھر بار کے سوا کسی

کے ساتھ عہدہ بڑے مارچ جہاں پہنا کھڑکی
اور گڑھی سر سے باندھی میارک کھڑکی
یا سمجھ لگن کو ایک مکر پوجا کی برمن سے پیشانی
پر میکا لگا یا یہ جوہر نگار لگن آفتاب میں باندھ
کر اور ہر بادشاہ نے تخت پر بٹیم رکھا اور ہر
رسم شبن ہندو کے مطابق کرتا ہی میں بڑا اور
ہول بڑے لگا دو سو گوارا آفتاب پر سے

اور بکین اور بارہ دایہ بین گھر بار کے سوا کسی
اور جگہ جہاں پناہ لیا تھی۔ یہ مہرل
یا عمارت ہو وقت ذہانتش و تارکشت
سے دہرین پناہ تھی۔ دور اس میں کھر
سے کم تھیں جو انیس سو سے چاندنی کی کہ سیٹیاں
ہر وقت تھی تھیں۔ جو کشتانی فصل و تیلہ
کے لگا دو سو گوارا آفتاب پر سے

جگہ تھیں۔ اس پناہ و خیر اور بہت ہی
علاقی چریں حرم اور حرم چریں جلال
جو تھیں۔ والد کے ذہانتش و تارکشت
اہل و بار کو بڑا کر دیا۔ جو کشتانی فصل و تیلہ
کی وہ آگ سٹی۔ کہ کھر تارکشت کھر تارکشت
آتش کو سے بنے اور حکم اس کہ آگ اس کی

قیامت تک نہ بچنے پائے صبر و خیرنگ سے پاؤں کیا کوئی کاظم اندیل بیو دیا جائے کہ اسکے بھائی کی معزز اور پایا آئے اور کتب آسمانی پیش کر کے لکھے مطلب
 یہاں تھے اور بزرگوار کی تصویریں پیش کیں (شاہ
 نزدیک کا دل چونکہ کوناگون محراب و بوقلموں قرار
 کا جزو تھا اسلئے کہ غزل کی تمام بدش و زیبائش
 تمام تعلقہ پیشہ و اوقات خاص انگریزی طرز کے
 تھے کہ سیوں کے درمیان ایک بہت بڑی
 خوبصورت چیز اپنی و نظریہ پیش
 دکھا رہی تھی۔ جس پر اکثر انگریزی
 دعوت ہوا کرتی تھی۔ اور تمام انگریزی
 نفیس و لذیذ کھانے چنے جاتے ہیں
 اس مصلح کا ہمت بھی ایک اعلیٰ درجہ
 کا انگریزی تھا۔ اور یہ تمام کھانے اسی
 یقین قبر پر کارنگریز کے اتہام سے واقف
 میں تیار ہوئے تھے۔
 پس اس وقت بھی شاہ سکندر و بیگہ سے پہلے
 اور حکم ہوتے ہی کھانا تیار کیا گیا۔ اور
 سب نے طبیعت قاطر رکھیا۔ جب کھاپی
 فراغت ہوئے شاہ عالم پنہ کے دل میں
 سترل میں پھر مرحوم و مقور سرفراز بیگ کا
 خیال مدخل آیا اور آخر منہم ہر گناہ سپنے
 حقدار و دیار سے شغاب جو کر رہ گیا۔
 شاہ و بیگہ۔ عاجز و سرفراز بیگ کی بیوقوفیت
 موت کا بچنے نہ تھی و مطلقاً نہ تھے
 میں چاہتا ہوں۔ کہ جس کے بھائی کی بیوقوفیت

اسی اہمیت کی وجہ سے جن حضرات کو میری رسائی
 اختلاص و مودہ اپنی آرا و رائے ظاہر کریں مطلقاً نہ کریں
 تمام اور لیکن خردا کیوں و ہمارا عایدین عاقبت میں
 ایک زبان ہر عرض کیا کہ قبلہ عالم و عالمیات ہر طرف
 کی جوامد کی کالونج دسواہلی بیوقوفیت موت کا حشر
 کا فرو تنگدل ہی گونہ ہوگا۔ ورنہ یہاں لوگوں کی
 فرد و بقیر دنیا نظر نہیں آتا۔ جس کے علم سے
 معلوم اور حدائی سے مبہم نہ ہو۔
 جس کے علم کے غلجہ خوار جفا شہار نے ہم سے
 جرات۔ شجاعت۔ وایر سکا۔ مرہا تھی۔
 بہادری۔ ہرانی۔ و معبرتی۔ بدلہ سبھی۔
 بطیفہ کوئی۔ صاحب چربی۔ بزم ادا۔ بزم ہوائی
 وفایت دیاقت کی جیتی جاگتی
 تصویر جمعیں کی۔ اگر مرزا اعجاز بیگ کو مرزا
 فتادہ کو حضور انور کی قدر افزائی و
 شرفا وازی کر سے قواسم اپنے بھائی
 عزیز کی بنے وقت موت کا صدمہ تریاق
 اگر ہر سہا سائے۔ پچاوس کے آئینہ بیوقوفیت
 جانی بھلا حضور و ذالندہ اللہ کی اس
 روئے برضا ضیائے کس کیفیت کو و اختلاص
 یا کفر و بیوقوفیت ہے
 شاہ و بیگہ۔ عاجز و سرفراز بیگ کی بیوقوفیت
 موت کا بچنے نہ تھی و مطلقاً نہ تھے
 میں چاہتا ہوں۔ کہ جس کے بھائی کی بیوقوفیت

انشاء اللہ نہیں۔ آپ کی خواہش ہی ہے سبب نہیں۔

راجہ۔ دھوب ہو کر کھانا جھوٹا لالہ کی راس کے کچھ خاصہ فرما کر دے کہ وہ بھی بھڑکے ہو سکتا ہے نہیں۔ نہیں۔ جانتا دکلا نہیں

سرفراز بیگ کا بھائی۔ بھائی بیگ ہر طرح اس سرفراز بیگ کا مستحق ہے۔ اور حضور اس کے یہ رعایت ہونا لایا ہے۔ تاکہ اعزاز بیگ کو حضور پر نور کے اطاعت و عزایاں کی

دلچسپیاں دوسو زیاں صبر جمیل کا کام دیں۔

شاہ ذبیحہ۔ بیٹے راجہ تو ذوق مل صاحب

بہتر تو یہ ہے کہ آپ صبح اٹھتے ہی سب سے پہلے اپنا درمن تھوڑا کر یہ کام کیجیے کہ صبح

راہور کے نام ایک سفیران مابین مصلحت عداوت

فرمایا ہے کہ وہ مرزا اعجاز بیگ کو معجزاں

و مطلق انجمن اب کے دربار میں حساب آخر

ہوئے اور خلعت و منصب معاہدہ

سے سرفراز ہونے کا مژدہ ہے۔

یہ مرزا کر شاہ کیوان جاہ سنے دے بار پر جاہ دست

کیا۔ چونکہ راجہ بادشاہ بھی اپنا لوریا بدھ تھا

مستحقا کر جی کاشی۔ اس سلسلہ کے

پہلے آپ قیام کو کوٹہ خط و سرور خشتہ بھر لیا تھا

تو ذوق مل نے سیر سے اندازہ میرے سب سے

سلاطین ہندوستان کے حکم نہیں اور انہماک

کی تکمیل اپنی صوبہ پر کے نام فرما کر

بھیج دیا جیسا مہنوں ناظرین برحق قریب

محضی یا پر شیدہ نہیں۔

تلمیذ باب

بگڑی ہوئی

لکڑی بن جاتی ہے یہ نفعی خدا کا باب

تا کہ ہم پہنچیں بیکوین عالیشان سپر ترمان اسکاٹے

لیکنوں کے حالات و خیالات نہ ناچا ہے

جیسے آپ سے روتا اور سر پرت چھوڑا تھا

اور جس باغیچہ اور محل کا تو آپ پہلے باب

میں ماحظہ فرما چکے ہیں۔

یہ وہی پائیں مٹا ہے جس میں غش

پہنچ کر سیر سیر ہو کر چلا گیا ہے

میرا دل اور پیروں پر دود و دھوک اس

تساوی علی و غریب جو ہو سکتا ہے

پیشی ہوئی ہیں کہ ان کے پیراں

اسی آتش مہر و جگمگ شمع ہرگز

نہیں غمناک ہیں کہ غم ہوتا تو دل

اس باغیچہ سے باغیچہ میں جاوے شمس

نہایت تو یہ ہے بجا ہوئی ہیں

جیسا کہ تو ایک کیڑا ہے۔ جیسے

چھوٹے مہر سیتھی گشتہ چھوٹے

درخت لگاتے تھے ہیں۔ جہن کی متعدد

شاخیں تیار ہی ہیں کہ ہم لیکس دوسرے

سے اس طرح لکھ کر وصل یا رکا کر

انہیں جس طرح کسی حرم میں نصیب کے بغیر شوق پرورد کرتے ہیں وہی وہی ہیں
 مدت کا کچھ نہ ہو شوق کی بات کیا جس طرح ہمت سے اپنے قد میں جہان کے روز میں رخ نگاہوں
 مجھ پر ہو سکے وقت کی بات تو جرم کے بعد معاف کیے گئے ہیں لیکن یہ چاہتا ہے کہ وہ کسی حجاب و حیرت
 کی نیکی سے باہم تر سے شوق سے تر ہو جائیں
 تمام ہونیکو ہے نیکی کو بیاہرہ میں عید کریں گے
 کی باتوں کی باتوں کی باتوں میں ہنگام مقرب ہیں
 توں نے کلام کرم میں ہمدرد ہے زمین کے دھڑلے
 پر ہوا کے جھرم پڑھ کر رہی ہیں غفلتوں
 بادوں کی اندیدی نظر کسی کی سیاہ اور
 کہنگو اسے لیسے لیسے گیسوں کی بلاش
 لینے کے سنے جڑی بے نزار تھی دوشی
 ہوا کی وہی۔ مگر وہ دوست انار کے دوشوں
 بل کے سے رہے ہیں۔ انہیں خواہر
 میں نہیں لائے۔ کہ یہ ہیں کون بلاتیں
 توام کا وقت ہے کسی کا زمانہ و اسرار
 شہب زنگ لباس میں۔ کسی کی پیاری
 پیاری آنکھوں پر ہے پیار سے نہیں رہا
 سہنہ اور کسی شہب زنگ و ہوا و نظر کے تیز
 کے ساتھ لگاؤ پیدا کر کے دوسرے سکھوں
 پر تر تہ کا کام لے رہے اور منہ سے یہ نکل رہا
 ہے تاش سے
 شریکین آنکھیں پر دکھائیں کسی مجرب سے
 سحری نادان و غافل حجاب و نظر آیا ہے
 سیکڑوں شان جہاں کی مشتاق نظر
 دھن کی شان میں یہ کچھ ہے جانیں

میں چھپایا جاتا ہے۔

اسے یہ کہنا دربارِ روح افزا میں ہے کہ جسے
حسن پسند و نکلیں جاہلیں پھر کچھ نہ جانتی ہے
اسے فیضی و حلیوں و ہر پیر میں ہی تو ایسے نہ ہو
جسکو اپنے ندرتوں پر چمکا کر اس آتا ہوا دانت کے
درد و دل کو وقت جگر کا کھراغم گوش دے سنتے ہوں
اسے عشق نہیں شکر تو کی ہے، اعتنائی ہے پرواہی
کا خنجر بے نیل ہے۔ جو رز و مندوں کی
آرزوں اور نامزدوں کی امر و دل کا خون
بڑی بے دردی سے نکالتا ہے ہر دیا سے
اور عاشق جگر تمام تمام کر یہ پکارا سنتے
میں سے ذوق

پہلے تیرے عشق میں ایلان پر بنی

بھری آجی کی میری جان پر بنی

تمام کار و تہ ہے بلکہ خوش حال خاتون اور

ایک فرشتہ فعال لڑکی ایک پختہ سی پر

میتھی ہوئی ہے یکدوم سے ہنگ پر ایک

و جہ خوش و متع خوش اخلاق خوش مذاق

خوش میرت خوش ہنیت۔ شریف نسب

جان بیجا ہوا حق سے متعلقہ کہ مایہ

مگر اس معصوم صفت ملکوت صدمت لڑکی

کے پیار ہمارے چہرے سے مریخ و مریخ کے

انوار تمام اور مانی اسے جگہ جیسا ہے اندر و غم

دو بانیاں ہیں ہر دو بانیاں شہنشاہی میں

ہندوستان کے دل کی کشش میں مٹا جاتی ہیں آرزو

ہے گوشت و سرکہ بھلی بھلی انگلیں رات تین بڑی

ہے مگر اسکو لڑا انداز پکار پکار کر کہہ رہا ہے

کہ کہی ہمار سی دل پر یا تہ ادا میں عالم سوز

شرارتیں مخر مخر کر کے چلیے غم کے دل

عالم پامال کرنے میں قیامت و معائنی

اور فتنہ فتنہ جگایا مکی سہ میطر

بھی کہ عالم لطفی ہے لیکن پھر بھی فتنہ ہے

یہ عالم اور آفت و عاصی کا جہم جہم ہر گاہ

والہ اگر آپ ایک من اپنی نیکی اس صوفی

کو دیکھو۔ تو آپ کو حاف معلوم ہو جائیگا

کہ ان انداز و عجزہ کرشمہ شومعی ادا۔

حیا۔ اس ناظرہ و فریب دو شیرہ

چاند زیمب سے جاو و بھرے من پر اپنی

جایوں نثار کر رہے ہیں۔ گو گھوٹ گھٹ گئے

اس دل پر یا من کو (قدتا) دلربائی سے

میدور کر رکھا ہے۔ مگر حبب کی گئی جان باز

دلدادہ سر کیف و قیاب ہو کر ادرست

ہوس و از کر سے تو پھر دیکھئے کہ یہ پیاری

پیاری بصورت کیسی قیامت افزائی

کرتی ہوئی ہوک نئی بڑی پر سی پیکر و بہن

کی طرح جہم جہم کرتی ہوئی گھوٹ گھٹ

سے باہر نکل آتی ہے جیسا جملہ آپ کے دلوں

کے ساتھ ہی سلوک کر دیا۔ جو جیوں و جیوں

دھڑکتے ہوئے سے بھاگتا کیا تھا۔

آزاد ہے۔

آزاد ہے۔

خود شاہ شریا جاہ کے در وقت پر حاضر ہو کر شاہ
تیدان چلے کی تہ تیوی صاحب کر میں اور وہ کہیں کہ
شاہ عرس پائیگاہ کا کیا ادا ہے کہ اپنی طرف سے
اس عالم میں کوئی حرف زبان پر نہ آئے
پائے میرے خیال میں تو وہ عدل و انصاف
ہو گیا کسی آپ کو محروم وہاں سے پھر سے دیکھا
بلکہ عجیب نہیں کہ وہ عادل و بار دل علاوہ
آپ کے محروم عزیز و بھائی کی ملکیت کے
کے جا کر دست ب بھی آپ کو بدر کر کے
ہاں کہ تگووی حقیقت ہی کیا ہے اور
جائید کی بات ہی کیا ہے۔

اعجاز نبی۔ بیشک مجھ ہی اس غیور
شہنشاہ سے ایسی ہی امید ہے۔ بلکہ
اس سے بھی زیادہ

فرخندہ۔ آپ ہم اند کو شش شروع
کر دیجئے۔ اور شاہ سکندر جاہ کے در وقت
پر حاضر ہوئی فکر کیجئے۔ دیکھئے تو پردہ
غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے امید تو خدا
کی ذات سے بہت کچھ ہے کیونکہ وہ خود
صہیب بلا سبب ہے کسی کی محنت و کوشش
و کوشش اور کوئی نہ کوئی سبب پیدا
کر ہی دیتا ہے۔ کیا آپ نے سنا نہیں

خدا خود میرا سنتا رہا ہے
ناورہ بیگم۔ فرقت کدے ہیں ہے اباجان
اگر ہوا سے شاہ گردوں پناہ لے آپ کو بچا

حیطر جاہ سنگر تداروں ایک ہے
یوں میرا مجاہد بھی تہ تیویں کیا ہے
ناظرین نگہ بین آپ تو خود ہی تار کے پونے
کہ یہ فرشتہ خصال نازنین ناورہ بیگم ہے۔ اور
وہ خوش حال تاقون فرزند بیگم کی والدہ محترمہ
اور خوش رو خوش خلق عتیق مرزا۔ اعجاز نبی
اسکا در محروم ہے ان میں سے جنوں ان تہ تیویں
پیشوں ان تہ تیویں میں تہ تیویں سے غم
الم کی ایک ہی حالت ہو رہا ہے اور یہ انصاف
نہاں اس وقت باقی تصویر چنے ساکت
و صامت دیکھتے ہیں۔ کسی کو لب کو
بھی حرکت نہیں۔ آخر انکی اس سکونت
کے غنچہ کو اعجاز نبی کی نسیم کھامی
کی بیماری نے یوں شکستہ کیا۔

اعجاز نبی۔ داپنی غمخواری با سے کیوں جی
سر مرزا نبی نے جو گروہ۔ بی۔ فتح پور بکری
میں ملان بنوے میں۔ نہیں معلوم ان کا
کیا انتظام و اہتمام کیا گیا اور آپ وہ کس
جگہات میں۔ شاہ عالم پناہ نے بھی مجھے
یاد دے فرمایا۔ اور میں خود تحریر کرنا نہیں چاہتا
کیونکہ مجھے غم آیا کہ سنے سے روک رہی
ہمہ جیران اور ششدر ہو رہا ہوں۔ کہ کیا کروں
کیا نہ کروں کیا نہیں اور شہی چڑھ دینا تو کر
جو خود ہوا جوں تمہارا کیا رہا ہے۔

فرخندہ بیگم۔ میری رائے بھلا تو یہ ہے کہ آپ

جان (جہاں کچھ آبدیدہ سی ہو کر) کی جگہ
 جاگیر منسوب جانا دیا و حضرت فرماوی۔
 تو کیا ہو گا اور سے ہمیشہ کیلئے جدا ہونا
 پر نہ بنگلہ اور اپنے پیارے وطن کو خراب
 کہنا پر بنگلہ اور یہ مکان اور یہ احاطہ اور
 یہ گلزار سب کے سب میں رہ جائیگی
 اور میں پائے قسمت کی بود و باش پر مبر ہونا
 پتے سے نکالے۔
 اعجاز بی بی۔ اے بی بی، اگر شاہ علاء الدین کے
 الطاف حضور تو سے ہمیں اپنے سایہ
 عاملت میں لینا پسند کیا تو یہ تو ہونا ہی
 ہے۔ کہ یہ سب تمام حق میں ہی رہا ہے
 اور ہمیں اس خدمت کی سکونت اختیار
 کرنا پڑے۔
 فرزندہ حکیم۔ اے بی بی، اس دنیا کا یہی عالم
 ہے۔ کہ یہاں سے کوچ ہوتا ہے۔
 وہاں مقام ہوتا ہے۔ یہ مکان کا نشان
 رہتا ہے۔ یہ مکان کا مکان رہتا ہے۔
 یہ چار دیواری سرسبز غلطی ہے۔ اور سزا پانا
 فنی ہے۔ کہ جو اس چند روزہ زندگی
 میں خدائی کرتے پڑتے ہیں۔ پانچ ناپائید
 ہوئے کو جو دنیا دیدہ ہیں تو اپنے تمام
 کار و بار اس بدوردگار جس نے میں
 پیدا کیا سینہ سے چھوڑ دیا اور وہی بے نیل
 ہو گیا۔ اور ابھی تک وہی ہے۔

جان (کہیں پر فغان کش روح افشا بائیں پر غم و غم
 کی آگ کی مٹی میں بیچ و بیچ پیاری پیاری ہندوں
 کا دل آگت بگل چھلکی کی آواز میں دھن دھن کی آواز
 یہ مویا درنگ کی تو شکر کی یہ ہر ہی لیل
 کی نظر باری یہ خضر صبرت و دلفریب رویش
 یہ گلوں کی دلفریب قطا میں یہ دل پسند
 تنہائے داسے نہاں مرغعات چمن کی
 دلکش بول چال یہ قمریوں کی کوکویہ
 فاقہ گلوں کی حق سرکہ یہ سرو شفا کے
 بوسے ہی قیامت یہ ہندوں کی روینی
 فرحت اور آہ کیا یہ نار فریق بیمار کے
 راحت و رخت بھی جیسے سرخ سرخ
 عزت تنیق بھول اور دلربا کلیاں جو
 میری بھول کی طرح شک سنگل ہو رہی
 میں۔ اور جن کے لعل لعل موتی کیسے
 دے میرے ہندو کے لعلوں کی
 طرح جھلک رہے ہیں۔ سب کے سب
 مجھ سے آنکھیں چپا کر میں رہ جائیگی
 بسے اسے اچھے تو ذرا شے پھولوں
 خصوصاً اس کی دلگیر کلیوں سے
 ایک خاص جگہ ہی نہیں بلکہ
 ولی انس ہی ہے اسے میری جان
 اور تیرا میرا روح افیر سقیمتہ ہے
 یہ کہتے ہیں کہ اس کے آگے میری جان

میں تفسیری - ہوا تفسیری - مکمل تفسیری - چمن تفسیری - کرکھی تفسیری -
 فرشتہ و بیگم - مٹی - ترم - تاجہ - سبک - قیامت - پا - فرشتہ و بیگم - مال - امیری - مٹی - خدا تہا -
 فرشتہ و بیگم - مال - امیری - مٹی - خدا تہا - فرشتہ و بیگم - مال - امیری - مٹی - خدا تہا -

پھر کئی کچھ یہ کہ نہ کہ سبہ لعل کو راہ مولا ناموس تو کیا، نہایت بری اور گستاخانی ہوئی است۔

یہ بات ہے چنانچہ متہد اہل اسلام نے اگر کوئی ایسا جادوئی اور مہیا را ہے کہ میں اسے مضموم بھائی، عزیز بھائی، فرزند اور بھائی لائق نکالیں بھائی بے زبان بھائی درج ہو جائیگا۔ وہ لڑائی میں سمجھ کے قربان کے مرتے ہیں کسی دولت و ثروت و تروت

ماوراءِ پیم - اہل جان و
علاج تہیں وقوعہ پایہ کرد
عجائز بینی - بی بی تم عاشق کہ رہی ہو - نور
میر اول - یہ کیوں کہ گوارا کرے کہ گوارا کرے

۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہمارے دوستوں اور دلچسپوں کے ساتھ مل کر
 سید باکر کے گناہ ختم اس قدر ہی
 آج کے دن کے لئے یہ ہے کہ

1. The first part of the document is a list of names and addresses, which appears to be a directory or a list of contacts. The names are written in a cursive script, and the addresses are listed below them.

جہاں کے معدول اور کیموں کو خیر باد کہہ کر اکی
 کی طرح ویش کی زندگی پہنچ جائے تو تیرے
 یہ کیا تھا کہ ہمارا بھی کولن میرزا اور انگوٹوں
 میں، سنو ڈیڈ ہائے یہ رقت انیز درو دیگر منتظر
 دیکھ کر ان دونوں ہاں پٹی کا دل بھی بند کر گیا اور کٹی
 حنیفہ ہوسکا۔ ان خبر تو کئی ہفتے سے چھوٹ
 دل غمناک دھڑک چاک ہو گیا۔ پہلو میں نشین
 کلبہ میں درد و اقلہ آنکھیں جوئے حزن
 ہوئیں پھر کیا تھا۔ گھر میں کمرام پڑ گیا۔
 وہ سینہ کو پی ہوئی کہ زمین و آسمان کی
 گئے۔ آخر ہمارا دینی بھی اپنے بھائی کی عمارت
 مہاجرت اور بیوہ کی موت سے
 بے اختیار ہو کر عورتوں کی طرح ڈارہیں
 مار مار کر اور سسکیاں لے لے کر رہے
 پیچھے چھوڑے اور چھوٹی بیٹی لگا۔ یہ
 درد انگریز مشر خضر نگارہ کوئی دس ہی شٹ
 رہ ہو گیا۔ کہ اتنے میں ایک اور عورت
 جیسی وضع قطع ذیل خوں۔ تراش خراش
 پوشش و لباس جبار ہی تھی۔ کہ ہونہ ہو
 یہ سسی متوسط خاندان کی عفت آباد ہے
 ہوا سی احاطہ میں رہتی ہے۔ اس وقت
 ماتم پر ہی کیلئے آئی۔ گوا رنگ شہر کے
 اکثر مشر زہا جان و خاتون تقریباً گریٹ
 مگر چونکہ ابھی تاسداس ساختہ ہوئی
 اس فرما سے پر سادہ سینے والوں کا

نامتا نگار تھا۔ اسلئے اس عورت کی بیچاری کو تار
 پاؤں و رنگ یہاں آئے اور اتنے غم دالم میں شریک
 ہو گیا موقوف ہی نہ تھا اتفاقاً کسی بی بی دلسوزی
 دو مہر دی منتظر تھی۔ اب چونکہ تمام ہو جانے
 سے کوئی بھیڑ تھبت کئی تھی اور اعجاز بھی
 اپنے مردانے مکان میں بدھیت کر چلا گیا تھا اسلئے
 اسے یہاں آئے اور ان غم نشینوں کی دگر بیاں کر گیا
 ہفتہ آگیا۔ یہ یہاں آئے کو تو آئی لیکن اس کی
 نرم دلی و رقتی، قلبی نے یہاں کا
 درد انگریز قباحت پر نہ سنا غم نے سامنے
 اتے ہی اسکی آنکھیں پریم رنگ فتن
 جگر فتن کر دیا۔ یہ بیچاری کسی اور کی ہمدردی
 کی کئی عورتیں ہیں جبے قرار ہو کر انہیں
 صاف ماتم پر بیٹھنے والوں میں مل گئیں
 رہتے رہتے اس غریب کی آنکھیں اور با
 خون ہو گئیں۔ جب خوب دل کے بڑا
 نکل چکے اور کچھ داس کا ہوئی تو اس نے
 استقلال سے کاھلیا۔ اور اپنے آسنو
 پونچھ کر ان مال بیٹی سے سستی دیکھیں
 امیر بابت۔ غم دیکھیں۔ اور ان کے دل
 سے صدمہ جاکا کو بھلا بھلا۔ مگر انہیں
 ایسا طیف و عقیف صدمہ تو پہنچا ہی
 نہ تھا۔ جو نیست بگیم مر اس آئینہ عقیفہ
 وہاں ہے یہ کہ عیالے بھول جاتا۔ یہ کرب
 یہ بیچاری اس طرح ان کا دل بھلائے

اور انکا غم غلط کرتے لگی۔

تر میتھ بیگم:۔ فرشتہ خاتم کو علیحدہ لیا کر

بھلا اب اس روئے چیتے یا گریہ و شک سے کیا دل

آپ تو آپ مگر نادہ کی طرف اشارہ کر کے اس

سفر کو اکی کا دل تو نہ دھلائے۔ خدا نخواستہ اگر کونسا

نفسا کا کلید دل گیا تو پھر قیامت ہی بھلا دیکھا

خدا کیلئے اس ہی کی جان کی تو سن نہ ہو چکا اور اپنے

ہاتھ تو اسے پھان نہ بھیجے۔

ہاں اگر آپ کے اس شور و نشین بیاہتم دارم سے

بہرہ آئیے یا دہاں نیکی ابید و ہم ہی ہو جاتی تو میں

نکوڑی سی کبھی آپ کو نہ روکتی۔ بلکہ جہاں تک

ہو سکتا آدیا کا ساتھ دیتی۔ خطا معاف

آتا۔ پھر آپ ہی فرمائیں

کہ آپ لی یہ سلیز کوئی دھبہ کا دی جا ہے یا

بے جا۔ میرے نزدیک تو محسن بے سود

ہے۔ آپ یہ بھی مد نظر رکھیں کہ اگر گریہ و

دکھ اس کا کوئی نتیجہ ہوا تو یہ کاروں سراپا

دنیا ہمیشہ کیلئے ماتم سرا ہو جاتے۔ اور

لوگ اپنے اپنے حزیروں اور پیاروں کے

لئے آسمان سرا پرہا لیتے اور بین دکھا

سے محشر پر آ کر دیتے چنانچہ میں بھی

اپنے دور نظر سمت جگر کیلئے معاری

عمر و کس میں رہتی اور یہ گریہ و زاری

کرتی کہ ملک پرنس کی سمجھ جاتی دہلتی جی

مگر یہ بالکل یہ نتیجہ نظر آیا آخر سنگ صبر

چھاتی پر رکھنا ہی ہا۔

خدا را آپ بھی صبر و شکر کیجئے نادہ کی

طرف دیکھئے اور اسکے حال را پر رحم خدا نخواستہ

اگر کہہ کر سکا نہ فاسدول ہم کیا تو پھر پیتے کے

دینے پر جائینگے۔ اور اس وقت کر کے دہرتے

کچھ بھی نہ بن پر گیار اور تاسف کہ نا پرتے سکا

میں پھر آپ سے ہستی ہوں کہ اس ماتم و کھرا

کا کوئی نتیجہ نہیں مرثیہ الا آپ کو اب قیامت

میں نہیں مل سکتا چاہے آپ رو رو کر خون بہا

کیا اپنے غری کا یہ سچا صبر نہیں جاتی

غری اگر گریہ میسر نہ ہو وصال

صد سال بیتوں بہ تنہا گزرتیں

بیگم صاحب فرشتہ بیگم اس احاطہ میں

اسی لقب سے پکاری جاتی و قیل

اگر دوتے پیتے بال کہو لٹے چوڑیاں

چور کرنے حقہ عقبتی کرنے سے دوہری

بڑے سا کیا۔ کو خیر باد کہنے سے مرے

واسے واپس آجئے یا ایس جب ایسا

ہیں اور میں حید و نکا سے مرثیہ اہل

کے دل حواری کیسے لیتے ہیں یا اگر

متدی عجیب ہے۔ اس کی ہر ہر ادا اسے

والے وہ ہم دلی کر عفت۔ یا اگر

اس کی کسی کو میر سے دا سٹے بیٹی

تیسرے یا اگر دوسرے کے رشتہ دار ہو

دل سر نہیں ہوا نہ شکر

<p>ایسی وہاں گئے کچھ لمحے کے ہر کائے وہ سے دھن خوشی تو ہوئی۔ کیونکہ حق بحق رسید گما ماملہ تھا بے شک کیا۔ اور نہ اس ادب سے وہ فرمان پیش کیا جس کا مصنون یہ تھا۔</p>	<p>مرزا علی ابنی صاحب حضور ہندگان علی استغالی کی بارگاہ فلک پناہ</p>
<p>گوڑ جس کے لئے وہ بہت ہی خوب کھڑا ہوا تھا بطور انعام کے دیئے۔ و خوش خوش یہاں بھی وہی جاکر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے پاس سے گھر کر کے دیوانہ خانہ کو تیل گئے تھے۔</p>	<p>نہ فرماں و اس پر سے نام نہ نہ ہوئے کہ نگہ اور شاہ والا تہا نہ ہو گیا۔ اور اس کے پاس سے گھر کر کے دیوانہ خانہ کو تیل گئے تھے۔</p>
<p>مرزا صاحب نے آئے ہی اسی عالم میں فرمان شاہی کا مصنون سب کو سنایا۔ اب یہ بیچارے عجیب کش اور لجن میں پڑے۔ نہ چاہے نہ تاق نہ پاسے ہاتھ دل بار بار بھی روتا ہوا تھا کہ اسے بھائی مرحوم ہی کے دم تھم سے نہ گلی کا گھر کی رونق اندر باہر چیل پہل تھی۔ اب میری فرحت کا شمع میری مسرت کا شکر کہ یہی</p>	<p>ہوئی تھی نہ دوسرا شمس تھے شاہ عرس پائینگان کو آپ کے سریت بھائی مرزا شرف زادی کی جہان مرگی پر سمت امنوس لا انتہا ہاں ہوا چو نہ مملات قضا قدر ہیں۔ کسی کو چارہ نہیں، تیلے وہ جو بھی حیدر و شکر فرماتے ہیں۔ اور براہ ہمدردی آپ کو بھی اس کی نمائش ہوتی ہے۔</p>
<p>کمال کی کمال ہو گیا۔ ہی دولت و شہرت لیکر کیا کرونگا۔ مگر ایک طرف فرمان شاہی کا دیدار دوسری طرف تاق نہ کا و عذرہ۔ وہ ان روح ہوا تھا کہ کہیں شاہی عدل کی کمی شاہی کتاب کا مقرب ہوتا رہے۔ آخر نہ تہا۔ خرابی بھولی کی صلاح و شہرت سے یہ بات قرار پائی کہ ہر چہ یاد باد صیحاں سے نہ اتنا ہوا ہی نہ ان اور قیام فرما ممکن ہے</p>	<p>اور آپ صبح بکر دم معدل و عیال فرج خدا دار الا تملک کبر آباد و ہما یوں نبیا و شریف کے حائیں۔ تا شاہ و می المقدس رشک چہ و آپ کی کرسی نشینی کی رسم قدیم کے موافق اپنے حضور میں خواہیں۔ اور آپ کو مستطاب نصا بہت کا خاص اپنے دست مبارک سے پہنچا زیادہ نیاز۔ یہ فرمان پڑھ کر مرزا صاحب کر</p>

چوتھا باب

حق بہ حق دار رسید

کھاؤ گوشت و مہقان بہ آسمان رسید

کہ ساہو پرورش آنتا چل آسلاطانی

صبح گئے سات بجے ہو گئے آسمان کسی

کی عین عین کی طرح اب کے ٹھونگت

سے نکل آ یا ہے۔ اور مطلع کسی کی رو

الوار کی طرح مطلع الوار ہو رہا ہے۔ کیونکہ

اس کے کچھ سی ویر پیسے اکیر آباد فرخ

بتیاد کے تمام گلی کو پچے میں بارش کے

سبب اس بنات و فراط سے پانی

یہ راتھا سکہ گویا آخر و تھار لہریں لے راتھا

یا طرناں طرح پھر دنیا کی تر حمد و تاراج

یا غار گری کا بیڑا اٹھا کر تہی پافرانی ہی

ہیے ویکھد کچھ کہ اپنے پرنر میں کہہ

ہجے کہ نہ ہی مانے نہیں میارے دیدہ

اتکبار کے پرناے میں۔ بارش کی

حقیقت ہی کیا۔ یہ انہیں کہ بول رہا ہے

میں۔ خدا کیلئے سے

حضرت قاضی سے کہہ دو کہ منجھال کے نشی

آج طوفان کی خبر دیدہ شدہ دینا

خبر نازک خون بہا ہے پاکھی گلی اندام کا

نے اپنے خدائی پاؤں دھو رہے ہیں

گو خبر نرم سے شربت نہیں پر دیا ہے

تاریکی

۳۰

سب کے حصول کے کسی کے اولس جہا فرار

ایک گیا ہے اسلئے اس نے عقلیں کے پردہ

اس میں چھپا رکھا مو۔ اپنی چٹیل اور اسے کبھی

کبھی ان کر دیتے ہیں توقتا تان جنگل کو وہ جلوہ دہر

سچا تھا جو حضرت موسیٰ کو طور میں پانظر آیا

چوڑا کے ہاتھ ابھنے شاق کے ظمن

صبر و سکین کے بہر نکسے میں ذرا

بھی تامل نہیں۔ جیہ کہ ہمارے انداز کی

موظف۔ حضرت اسان شاہان

پوری کرواتے ہیں۔

جلو نا دیکھا نا ظمن عالم کو بھرنکنا

یہ آب و تاب برق نگاہی میں لگتی

چونکہ آسمان اس وقت یا نکل نکلا

ہے۔ اور قدرت کے چہرے کا رے گور

غبار دیکھا کہ وہ دلف پیدا کر دیا ہے جبکہ

جس کا مزہ دیکھنے والوں ہی کے دل

سے پوچھنا چاہیئے۔

دربار اکبری اس وقت گرم ہے اکبری

نورتن و دیگر راکیں پر فن موشاہ عالم پناہ

آئینہ تیرل میں رونق افروز ہیں۔ ملا باو الحسن

(دو پناہ) کی یاد سب کے دلوں میں حکین

سکے ہی سے ہر جزا و شست بند کی گور تری

پر معرور ہو کر ان حضرات سے جہد ہو

تیاہ تیرا ہوا ملا ہر دھج کی طراعت بتی

تیرا تھی۔ صاحبہ حضرت الہیہ کو کہہ رہے ہیں

بے چین ہوتی ہیں اور اسی بیانی کے عالم میں غور سے نہ تامل نہ حیل نہ تامل میرے
 ملک میں کے لئے پروانہ روانہ ہوئے ہیں مگر اس سے اب فضل اور فیض نے اکمل تفسیر کی
 ہیں کہ غیر ناشد کے کانون تک جوں تک نہیں حقیقت ہی کیا ہے اور انکی ریاقت اور قوت
 رنگی آنا اور صاف و بار بار ہوا پرستہ۔ آخر تباہ ہوا کیلئے میرے ملکہ و کمال مجھے سامنے اب فضل
 و بجاہ سے تنگ اگر یہ تحریر و رات قربانی۔ اور فیضی کو اپنی بے نیسی پر نامہ ہونا
 اپنی خردمانی و عالیہ پر تحریر و رات قربانی۔ پڑھا۔ اور دیاے خجرات میں ڈوب
 اللہ اب خرنارجی بھی اختیار کر لی۔ اللہ اکبر ہوا کرتا چاہیے بعد سب۔ دے سے فیضی
 سیکڑوں فرماں جانشین اور آپ سالک الہام سے دور سکت ہے۔ اں دین اسلام
 کہیں گھاس آ رہیں کھانے یا اب فضل اور فیضی کی تہ میں یا اندر اپنی اتکمل و کبھی
 چوہیں گئے مجھے تو آپ سے یہ امید تھی اور اپنے کانون متناہر گزرتے۔ مگر
 جلیلہ ضرور ہمارے ہو چیتے۔ ورنہ آپ کا پرانا گوارا نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کے
 سنے یا دینے کی مجھ میں کیا کسی مسلمان میں
 تاج پیراہ جم جاہ اور اس کے تاب ہو سکتی ہے۔ جیت تک ہندی کو یہ
 اور کہیں ضرور گناہ کے مذہبی خیلاست یقین نہ دلا یا جاوے گا۔ کہ حضور پر
 سے سمجھتا تھا۔ حال حاضر و ہمارے سے سمجھتا عالمی نے تو یہ سہی۔ اور فیضی و فیضی بھی
 چہرہ تھا۔ کیونکہ ہمارا قربانی اور اسلام و ہمارے کلمہ طیب پر ہر صدق دل سے
 پر قبول اسی کے ثمر ملے گا۔ منہی اور مسلمان ہو گئے اس وقت تک یہ دعا اگر
 جیتی چہرہ کر گئی تھی۔ اب ہمارا حاضر و ہار ہی سے مستدری سمجھا
 ہم سے زندہ دل ماکو شاہ کچلاہ جاتے۔ مگر ہندی ہندوگان حضور کو اتنی
 کے مذکورہ صدر فقر سے کہاں چین تک کھف اور دینا چاہتا ہوں کہ ہندوگان
 لینے دیتے تھے۔ ان فقر و کے پڑھتے حضور للہ فیض بیان بھی دے تو یا اللہ
 خرم خرافت میں نگہ لگائی آپ کے خدائے مہربانی ہر طرح قرآن نازل ہوا ہے
 ورنہ آپ نے ان کی فتنہ جو اب یہ دیکھ لیا۔ ہندوگان ان حضور میں بھی سمجھتے دکھائی
 حضور ہندوگان عالمی پر راضی ہو جہت و تباہی اور نہ یہاں قوت پیدا ہو گئی ہے یہاں
 کہ مجھے شرف حضور ہی حاصل کر رہے ہیں

دہشتہ سچا ویاہ اب اپہا نہیں اور آپ کے عقیدے
و دہشتہ سچا ویاہ

یہ بندہ درگاہ تو میرے پاس سے ملکہ نظر و دل سے
جلیم کو جانتا ہے۔ وہاں بیٹھا ہوا بندگانِ مخلص

جہان و مال کو وعادیا کرے گا۔ ہاں نیت
ایسوی بھی ہے۔ تو جبری ہے۔

پھر میں نے ارخدا لایا۔
واللہ ایسا مہم ختم الکلام

مہمہ بند، درگاہ خاکیاں تہ زمین
دیوان حسن عقیلی عثمہ۔

دربار میں ملا کا تذکرہ ہی ہو رہا تھا۔
 کہ حسن اتفاق سے اس پیر کو ملا کا مندر

بابا اسکریدیشہ، پنہا، جسے ابو الفضل کہتے
نشاہ جیم جاہ کہتے ہیں، خند پشانی سرف

بمقامت شایان شاہ مندر حیاہ کو ملائے
چلے جاتے کا سخت مال اور ملائی چکیوں

سے جو اس سے آپ سے عقید پر
لی وہیں۔ فیضی ابو الفضل

مکرهای تحریر رضا است مخبره

Handwritten text in Urdu script, likely a signature or a note, located at the bottom of the page.

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

متل ہوئے جو کد عری نے اٹھائے یا
بند کمال حصہ کو اس صبر سے بھی کچھ حصہ ملے

تو پیغمبر خدا صلواتم کو ملا قصا حبیب کوئی باب
بندگان حضور میں نہیں تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اپنا مذہب علیحدہ کیا اور کسی کی پیروی نہیں کرتے۔
 ہیں۔ اور اپنے عقیدہ و ابا کے پیچھے نہیں

مذہب کو خیر باد کہہ کر وریا بد فرماتے
ہیں۔ خادم حضور کی انہیں بس چاہتوں

سے یہ تنگ خوار قدیم و بیمار والا میں
حاضر مہنے سے مہر انکسار رتبہ کی طرح

میری کہنت سے دو روزہ گزشتہ تھا

دیکھ ہی اس فقرے پر تودریار
میں بڑا تھق چڑا کہ شاہ صہم جان

ہاں نہیں پرستے کہہ دیا جاتا ہے
مگر کیا جاتا ہے میری شہری خواہش

میرے فخری خیال است میری اسلامی
دش میری ہمدی طرح لقیہ میری رہے

چند روز اگر زندگی میں نبھسکاں تو میرے

ہاؤس کے لیے ایک کمرہ دیا گیا ہے۔

وہاں سے اس کی طرف سے ایک چھوٹا سا خط آیا

نارنگی بہت ہی قوتور ہوتی ہے۔ کیونکہ
یہی دوسرے پتروں کے پتہ چنوں کا ستر
بالغ و کمال ہے۔ کیونکہ اس کی طبیعت خشک و
گرم ہے۔ اور اس کی رائحہ خوشبودار ہے۔
اور اس کی پتوں کی شکل گول ہے۔ اور اس کی
پتوں کی رنگت سبز ہے۔ اور اس کی پتوں کی
پتوں کی پتوں کی پتوں کی پتوں کی پتوں کی

نارنگی بہت ہی قوتور ہوتی ہے۔ کیونکہ
یہی دوسرے پتروں کے پتہ چنوں کا ستر
بالغ و کمال ہے۔ کیونکہ اس کی طبیعت خشک و
گرم ہے۔ اور اس کی رائحہ خوشبودار ہے۔
اور اس کی پتوں کی شکل گول ہے۔ اور اس کی
پتوں کی رنگت سبز ہے۔ اور اس کی پتوں کی

نارنگی بہت ہی قوتور ہوتی ہے۔ کیونکہ
یہی دوسرے پتروں کے پتہ چنوں کا ستر
بالغ و کمال ہے۔ کیونکہ اس کی طبیعت خشک و
گرم ہے۔ اور اس کی رائحہ خوشبودار ہے۔
اور اس کی پتوں کی شکل گول ہے۔ اور اس کی
پتوں کی رنگت سبز ہے۔ اور اس کی پتوں کی

نارنگی بہت ہی قوتور ہوتی ہے۔ کیونکہ
یہی دوسرے پتروں کے پتہ چنوں کا ستر
بالغ و کمال ہے۔ کیونکہ اس کی طبیعت خشک و
گرم ہے۔ اور اس کی رائحہ خوشبودار ہے۔
اور اس کی پتوں کی شکل گول ہے۔ اور اس کی
پتوں کی رنگت سبز ہے۔ اور اس کی پتوں کی

نارنگی بہت ہی قوتور ہوتی ہے۔ کیونکہ
یہی دوسرے پتروں کے پتہ چنوں کا ستر
بالغ و کمال ہے۔ کیونکہ اس کی طبیعت خشک و
گرم ہے۔ اور اس کی رائحہ خوشبودار ہے۔
اور اس کی پتوں کی شکل گول ہے۔ اور اس کی
پتوں کی رنگت سبز ہے۔ اور اس کی پتوں کی

کہ آپ غل اپنے مرحوم بھائی کے اس تاج اولیٰ
سلسلہ کی شہزادہ ثابت کرنے اور پایداری
کی خوشنودی مزاج کے عادات حاصل کرنے
میں ہمیشہ سامعی رہے۔

جب شاہ ذبیحہ نے اپنی تحریر نو پریم کی
تومر صاحب کے کمرے پر کر بجا حوت و ثنائت
پر عرض کی۔

مرزا صاحب نے علیحدہ جھوڑ کا اقبال و

جہاں تا بہ دور و رخشان و ستور

ہے یہ منکر احسن کا تمام خاندان

تمکیر و جھوڑ فیض ظہور ہے۔ اپنی

تہا جہیز خیز میں یکہ جان و دل بھی تاج

حضور و لاپر شاد و قمران کردیا نگر کو میں

و انوار دارین سچ ہے اور سچے گاہ اور

جہاں و دل سے احوال اپنے سفر ذکر

اسکے یہ سچ میر اور دھرم کا ذکر اذکار

سر کردار پر شاد است ہو اور سب لوگ

اپنے بے تیا گاہ کو خدمت ہوئے۔

پانچواں باب

سچے سچے سچے

انکھ میں چھلے لیتی ہے

اے عالم نقصا سے لیتی ہے

مجانہ کی کامیں ملک کا صاحب نصیب

خاتمہ القاب حاصل کئے ہوئے آج دھرم

سال و خندہ قال ہے۔ اب رفتار میل نہار

امت و روزگار کے سبب بھائی کی موت

و نہ صدمہ جو کشتیو جانکاہ صدمہ صفت

کسی قدر کم و فراموش ہوتا جاتا ہے مگر میر

بھی جب کبھی مرحوم بھائی کا خیال آ جاتا

ہے تو انکھیں پکریا کیلے تمام گریہ جاتا ہے

فرخندہ یکم و نادرہ یکم کے آندو ہی صبر

و تحمل کے اپنے دامن دل سوزتے

پونچھ پانچے ہیں۔ ان بھی نہ اب وہ جگر

کا دھما سے نہ دل خوشی نہیں نہ بیکار فی

الحمد کہچہ تسکین سی ہر کئی ہے جس میں

جس قسم کا الزام اتھام عاید کرنا انصاف کی

گردن پر سراسر جھری پھرنا ہے کیونکہ

ابتدا سے اخیر میں سے سارا عالم میں

جیسے اپنا دامن پھیلا رکھا ہے

کہ جوں جوں انقصا سے زمانہ تنقہ

ہوتا جاتا ہے مرنے و انصاف و حادثات کی کلفت

و کلفت بھی کم بلکہ اوقم ہو جاتی جاگیں۔

اگر قدرت الیہ نہ کرتی تو مرنے والوں کا

ساختہ دنیا سے مرنے والوں سے کہیں بارہ

نظر آتے اور پھر کے کارخانہ کا نہایت

بالکل مفصل و مصل ہو جاتا ہے۔ پس

جب الیا نہیں سے تھن غمزدہ یکمیں

کو نام و صفیہ یا پھر دیگر ناؤں مضمون

سے آیتیں نکلتا نہیں ہے ترکیب ہے

<p>افغان سرحد پر کسی پر خوشی سے ہم پیر یہ بھی آرزو سے کہ تیراں جائے حسن اتفاق سے ایک دفعہ شاہ فرید بہا کی نظر فیض اثر نادرہ بیگم پر چا پڑی دیکھتے ہی دنگ ہو گئے دیر تک اس کا حسن چرت خیز و منزل جمال انگیز آگست بیدار تیرا کائے۔</p>	<p>دفعہ رفتہ میں الملک بھی شاہ اثر یا جاہ کا اس قدر مقرب و منظور نظر ہو گیا اور اس نے اپنی جاں فانیوں سے شاہ سکندر جاہ کے دلیں اس قدر جگر کی کہ اکثر لوگ اس سے شاہ کیون جاہ کی مریخ کا بال تصور کرنے لگے۔ فرزندہ بیگم و نادرہ بیگم کی کدو بھی شاہی عمارت میں بے درک کوں ہونے لگیں عورت پخصت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگی</p>
<p>پیار سی نادرہ کے طوق میں اس وقت تک نظر سول چاند جھلک رہے تھے۔ شباب نامہ ان کی تھل سینہ کے انبار پر چرن اور چرن پر غنچہ پی تھی۔ آرزو اور انگلوں کیوں آئی تھی۔ موصلا اور دلوں کی حضانہ تھی۔</p>	<p>اور شاہ سلیمان جاہ ا لطاف حسد دانہ پر صحتے چلاتے تھے۔ اور صریح دلوں پوٹی بیگمات شاہی کے دلوں میں بکتی جاتی تھیں۔ خصوصاً نادرہ بیگم نے تو حرم شاہی میں تو سکھ بھایا کہ تمام بیگمات اس نے</p>
<p>جب شاہ عالی جاہ کی نظر اس جاوہر نظر پر پڑی تھی۔ اس کی بال بھی اس کا لطف کھڑی تھی شاہ اللہ بھی کچھ بیٹی سے کم نہ تھی۔ انکی بان کی ادائیں بھی کیسی دولت دلوں کے چھلکے چھڑا دینے میں ذرا بھی</p>	<p>ویدار کی منتظر اور اسکے ایک نظر دیکھ لینے کی دل و جان سے شائق رہتی تھیں بیگمات گھنٹوں اسے اپنے پاس بٹھاتی اس کی پیاری پیاری باتیں سنتی۔ سنسنی۔ کسی دل بہا تیں۔ اور اس کے خدا دادا</p>
<p>گھات میں تھا مہتا کو بھی مارا کرتا تھا کو اس وقت بیٹی کے شعلہ حسن کے آگے ان کا چہرہ حسن شمار تھا پھر بھی شہید دلوں کی خرم منتی کو یہ رنگہ بیٹے ہیں برق عاطفت سے کم نہ تھا</p>	<p>بان پر قربان ہوتیں۔ اور کیونکر نہ ہوتیں بہاری پیار سی نادرہ کا حسن و جمال ہی اس غضب کا تھا کہ دیکھنے والے کیلچہ ہی تمام ہیتے تھے۔</p>
<p>شاہ کی قیاد و بجاہ سے نہایت تھکتے تھے سے ملحق ہو کر نادرہ بیگم سے مدد مانگتے کہ تم کس کے گھر کی چٹیم چٹیم سے جاؤ کہ تم</p>	<p>چاند کو ہلکے جیسے کہتے ہیں لوگ اس پر شاہ کو کار شاہ ہوتا اس کی ہر ہر آواز پر ہر چٹیم سے آواز ہوتا اور یہ کہتے تھے۔ احسان</p>

[illegible]

سید علی حسینی

100-100000-100000

شماره ۱۲۱

مجلس شورای اسلامی

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران

المرجل قسامة ما نى من وادى

بسم الله الرحمن الرحيم

الشيخ محمد بن عبد الله بن محمد بن عبد الله

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِي الْحِجَّةِ إِذْ أَنَا مِنَ الْمُنْزِلِينَ

میں نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ ایک بار

فہرست کتب

مجلسه ۱۰۰

کتابخانه شخصی حضرت مولانا

شاه قلیک پاشا خاں واد پشیمانی
 واد پشیمانی واد پشیمانی

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

وہ جس کی نگاہ سے نہ کبھی جاسکے

مجلس العلماء کرام سبب حضور ہی کی کینہ
لاڑی ہے دورۂ ہجرت کو تو عین

چند روز بعد از وفات از سر به پستی که تیرا می باشد

تو جس انسان کیجئے نام ہے نامزد و کیا ہے

ایسٹے بجائے نادر و بیگم کے شمس الدہا بیگم
مملکت شاہی کی بیگمات پر جاری ہونا چاہیے حکم
صادر رہے ہی، اس کے بعد زبان پر یہی آجاری
ہو گیا معین الملک نے بھی سنا اور دل سے پسند کیا
اور اس کے بعد اس کی نظر خوشی سے بہت ہی شاد ہو
بیگمات شاہی میں اب تو اس عطیہ
مطلوبی اور اس عواطف و جہرانی پر
کچھ کچھ چم بیگمیاں ہونے لگیں، چنانچہ
دو بیگموں کا مکالمہ ناظرین کے سامنے پیش
کیا جاتا ہے۔
خورشید جہاں - بی خدا ہی خیر کرے
کچھ سنا ہی؟
خجستہ زبان - میں نے تو آپ کا کچھ
نہیں سنا، غرضیت تو ہے۔
خورشید جہاں - حریت و دیر بیت
کے بھروسہ ہی نہ رہ گیا۔
خجستہ زبان - تم تو پہلیاں کہاتی ہو
میں میں مطلق نہیں بوجہ سکتی۔ کچھ
کہو گی آخر معاملہ کیا ہے
خورشید جہاں - وہ کیسی نعمتی بنی جاتی
ہیں۔ گو با کچھ جانتی ہی نہیں اس لئے
کل میں چل پون چلی ہوئی ہے وہ نہ
پتہ رہے ہیں اور آپ کان میں تیل
جس کے بجا جیتی ہیں۔
خجستہ زبان - ادھر اب میں سمجھ گئی

شمس الدہا و اموات تو نہیں کہہ ہی ہو ہو رہے
ہیں معاملہ ہے
خورشید جہاں - جی ان ہی معاملہ کے آپ
سمجھتی کیا ہیں یہ کوئی ایسا ولیا معاملہ نہیں سمجھ کر کھانا
جیسی نثر بھی لکھ رہے۔
خجستہ زبان - سچ کہتی ہو۔ اس شوہر تو نہ پا رہے
شاہ و بیگم کی بڑی گہری نظر نظر رہی تھی دیکھا
چاہیے یہ اور کس کس کل سمجھتا ہے۔
خورشید جہاں - بعض تو یہ ہے کہ یہ موٹی دنیا
بدن شاہ و بیگم کے منہ کی اور سر جی ہوتی جاتی
ہے ایک دن غرور رنگ لائے گی۔
خجستہ زبان - دیکھا چاہیے یہ خدا کی ہر
کیا تھا امت اور کس پر قہر لائے۔
خورشید جہاں - گو مجھے اس کے جتنوں
اچھے نظر نہیں آتے، مگر یہ پوچھو تو خاص
ایمان کی کہیں گے ایمان ہے تو سب کچھ
نگوڑی کو خدا نے صورت ہی ایسی و لغزب
دی ہے، چہرہ و پیار سے تو دور کنا رہے
شہانگہ جہاں خدا کرتے ہیں۔ تم ہی ایمان
لگتی ہو۔ کہ کبھی ایسی پاکیزہ و دلر با صورت
دیکھی تھی۔
خجستہ زبان - یہ سب سہمی گئے بھی نہیں
پتہ رہے ہیں اور آپ کان میں تیل
اپنی ناک کشوائی جائے یا دوسرے
حسن و خوبی پر اپنی عیش و عشرت مندا کر دی

خورشید جہاں۔ یہ کون کبخت کہتی ہے کہ آپ اچھی صورت کبھی اور کبھی پڑے ہندوستان کے اسکے اس آتش جن چرخ گل ہو جاتا ہے انکس جہاں میں سے تم دیکھتی رہی ہو کہ اس مژدہ کی روشنائی کو کون کر دیں۔ میں تو کبھی ہوں کہ کچھ نہ کچھ اس بلا کے بے درمان کے ذریعہ کا بندوبست ضروری بلکہ لازمی ہے

جھنڈہ زمان۔ بیشک۔ مگر کیا کیا جائے پٹر ہے۔ میں۔ اعلان ہو رہا ہے۔ معاویہ ہو رہی ہے یہ سب کیا میں بندہ کیوں کی نشانیاں میں اس کے دیکھتے ہوا ہے کیا۔

جھنڈہ زمان۔ مگر میں تو یہ ضرور کہوں گی کہ جب اپنا ہی سونا لگو تا تو پر کھاوا اکا کیا دوش۔ اگر ہمارے مدلل شاہ مژدہ کی

دیکھنے لگے۔ تو پھر میں کون پوچھے گا جب ہم ان کی آنکھوں سے گر گئے تو پھر تو اس خاک میں ل جائیگے ہمارا اور کیا نتیجہ ہے

خورشید جہاں۔ سچ کہتی ہوئی یہ سب ہمارے بد قسمتی کے شرشے اور بد نمختی کے

شکوے ہیں۔ جھنڈہ زمان۔ اچھی سب، تو سب ہمارے مانا شاہ بھی اس قدر مڑے میں اس کے کہ او

دیکھا نہ تا وجہ پٹ اس ہندی کو کیس پیر نام شمس اللہ علیکم بخش دیا۔ یہ گویا محبت جتاتے اور لگات

دیکھا لے کا پہلا زنیہ ہے۔ خورشید جہاں۔ بوا بتقدیر ہے کہ ان مژدہ کے تون و دھل اس مطلق اعتبار میں جہاں

یہ دیکھو نہ کچھ ہزار ہشتیوں کا کھانا تار ہم خاک میں ملا کے ہوئے اسلحہ میں خورشید جہاں۔ یہ ناگاہ چلی فرشتہ بھی اپنی وصیاء (نکاح) کی روک۔ تمام نہیں گئی۔

جھنڈہ زمان۔ روک تمام کی کیا ہے کیا دیکھا روک تمام کر گئی وہ پوری دلال

ہے۔ اس کے سونے کی چیز یا اللہ کی کہ جسے پیا چاہے وہی سہاگن۔
ہے۔ کسی نے بھی عصری قتال میں بات جھستہ زمان۔ خدا کی قدرت کل کی
ماری ہے۔ جو وہ مارے۔ مفت کی تو چھو کری اور شوکت۔

قاضی کو بھی ہلاں ہوتی ہے اسے کیا خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا
کرتے کے کاٹا ہے۔ جو وہ اب اتروالہ سے حرکت ہوا ہے اسکا ذکر کیا اپنی اپنی جگہ
منہ پر دیا۔ اسکو مسجد ہے منگویت خانہ

خورشید جہاں۔ خیرہ تو کوئی عجب ہے صابو اپنی اپنی قسمت ہے
اور تو کئی بات نہیں کیونکہ شاہوت کے لالی جھستہ زمان۔ اسے ظلم کر دھون سے
نہایت گھوڑی ایسی ہی ڈالواں ڈول ہوا فرعون بے سادہ ان بوہی ہے خدا ہی ہمارے

کرتی ہے مگر یہ تو کہو کہ کیا کاوی بھی خیرن نشاط کو اس برق جہاں سونے کے آتش
چھن گئی۔ اور خدا بخو انتہ وہ ہمارے حوں سے پچاٹے اور آئی گری بھن پر ہوں پڑے
دھارہ نہ لگی۔ خورشید جہاں میری دے میں تو

جھستہ زمان۔ ابھی تک تو شاید یہاں تکا بڑی بیگم تو بھی اس میں شریک کرنا
نہ بہت نہیں پہنچی مگر یہ بیل و ہنار چاہیے۔ سو مان سے ہی اسے پناہ چاہیے
ہے تو ان پہر جہاں میں کا گیا آہتیار ہے۔ کیونکہ جو بات ہمارے لئے ہے وہی

خورشید جہاں۔ یا اللہ تو اس قطعہ ان کے لئے جیب یہ ہے تو وہ ضرور کوئی
کوہ فتح ڈول کر۔ نہ کوئی مقبول تدبیر اس بلا کے ٹالے
جھستہ زمان۔ پورا تم اس پھیل کو آسمان کی نکالیں گی۔

کا نازہ چٹائے دیتی ہو۔ تاکہ اس کا صبر جھستہ زمان۔ میری بھی بچاں اسے ہے
عالم فریب ہی نہیں۔ مگر ان پھیل پائی اور امید و شوق ہے۔ کہ وہ اس مانگے علی
میر کی بات شاہی میں کوئی نکالیں گی کی پورے پورے بھری لگی۔

لکھائی یہ تو تمہاری انکل تانہ خیالی پھری خورشید جہاں۔ ان۔ ان۔ ان۔
ان کو خبر کرنی چاہیے۔ حرکت نہ کرے
خورشید جہاں۔ یہ تو اس کا ہے خدا کے نہیں بلکہ انہیں انقدر اوجان چاہیے۔
اس کے گیسو پر جو ہے اس کے دل پر اس کا ہوا ہے اس کے سر پہ اس کے

چڑھالیں اور تیری بڑی عزت دیاں پائی نظر آتی ہیں
 جھنڈے۔ اہل بہن عزیز دیکھ لیں یہی اپنے ساتھ
 لینا میرے نزدیک اس کو نہال کی جڑا بھی بولنا ہے
 تاکہ یہ بل بندھے ہی نہ چڑھنے پائے۔
 منہ صبر کہ دیر تک آپس کچھ پٹری پٹھا
 کی اس دہشتیں النساء بیکم جو تمام حرم
 بنائی گئی آنکھیں پٹی پٹی کسی کو ایک
 آنکھ بھی نہیں بھاتی رشک و حسد و غش
 کی آگ پہا نکسہ کی کہ دسی سروگل
 اندام میں پر محلات سلطانی کے ادنیٰ اور
 بلب اسما۔ فریفتہ قمری منظر شریفہ
 کائنات کی طرح جھنڈے اور غار کی طرح
 یہ رنگ و رنگ دیکھ دیکھ کہ اس بچہ کی
 سے اوقوں کے بھی غوطے اڑنے لگے اور
 رنگ و نق و کیمپ شوق ہوتا تھا۔ اتنی اس کی
 اندامی دقت حسی پر اس پٹہ گئی۔
 اب بچے دیکھئے اس بچہ کی اس کے خاں کا
 پیا سا نظر آتا ہے۔
 اسے اختیار پایا۔ یار۔ جیسے ذوق محو ہو
 جیسے ان دو سن پناہنے جا نا وہ عدد لگا
 شمس النساء بیکم کی طبیعت کچھ ایسی سا
 واقع ہوئی تھی۔ جو سادگی پر رچی ہوئی
 جیتی تھی۔ سادگی کی وہ قیامت دنیائی
 خوش و خرم تھی۔ جو ہر سادگی کے ساتھ
 انکھ تھک لڑ پان ہوتے۔ اسے اسیر مینے

میں شہزادیوں اور شہزادوں سے مزاج و مذاق
 کی بات کر رہی تھی جو کہ بہ شہزادیاں اور
 شہزادوں کی ہوتے ہیں۔ اسے من و جمال میں ایک
 شہزادی کے کہہ سکتی تھی۔ مگر ہائی تو یہ ہے کہ اگر یہ
 شہزادیاں اور شہزادوں اسکا من کی ترقیوں
 شمس النساء بیکم شمس بچہ شمس
 اندام میں پر محلات سلطانی کے ادنیٰ اور
 بلب اسما۔ فریفتہ قمری منظر شریفہ
 کائنات کی طرح جھنڈے اور غار کی طرح
 یہ رنگ و رنگ دیکھ دیکھ کہ اس بچہ کی
 سے اوقوں کے بھی غوطے اڑنے لگے اور
 رنگ و نق و کیمپ شوق ہوتا تھا۔ اتنی اس کی
 اندامی دقت حسی پر اس پٹہ گئی۔
 اب بچے دیکھئے اس بچہ کی اس کے خاں کا
 پیا سا نظر آتا ہے۔
 اسے اختیار پایا۔ یار۔ جیسے ذوق محو ہو
 جیسے ان دو سن پناہنے جا نا وہ عدد لگا
 شمس النساء بیکم کی طبیعت کچھ ایسی سا
 واقع ہوئی تھی۔ جو سادگی پر رچی ہوئی
 جیتی تھی۔ سادگی کی وہ قیامت دنیائی
 خوش و خرم تھی۔ جو ہر سادگی کے ساتھ
 انکھ تھک لڑ پان ہوتے۔ اسے اسیر مینے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دلکش و دلربا شکل تھی اب کیا تھا آنکھ میں لڑ

یہ پڑ مذاق و مزاج اس کا بھی اپنے نہیں تھا
میں ٹھوکر لگا تھا کہ بڑی بیگم صاحبہ کی آمد آئے
اسکو چشم زدن میں متشکر دیا لیکن بڑی بیگم صاحبہ
ساتھ ایسی باتیں داخل ہے اپنی تھیں اسلئے یہ
جلسہ فرار و رہم برہم ہو گیا کچھ تو دھرمادھر
چلی ہوئی اور کچھ تو تنگ کردم بخود ہو کر
وہیں رہ گئیں۔ مگر ہی محلات میں ایک
ایک محل کے اندر مقید مکان مگر سے
کو تیار کیا رہا۔ یہ صحن وغیرہ ہوتے ہیں کہ
بجول بھیل کتا کسی طرح یہ جانا نہیں
بڑی بیگم صاحبہ کی آمد سے جلسہ بند کر دیا
بیگانہ پڑی اسے تو شمس النساء بیگم ایک بالافاضل
میں بھی پہنچی۔ بالافاضل اصل میں بڑی بیگم صاحبہ
کا خزانہ سب کچھ تھا۔ یہ تو بڑی بیگم صاحبہ
اکتیس برس آدمی لڑائی وقتیں شاہزادہ سلیم
جو حسن پسندی میں تیس و فراز کا بھی
اشہاد تھا وہ اس وقت اپنی والدہ کے بلنگ
پر لیٹا ہوا تھا۔ اسے بڑی بیگم نے اپنی والدہ
سے کوئی خیر نہ تھا کہ وہ کبھی اور بیگم کے
تشریف نہ لائیں۔ اسلئے شاہزادہ صاحب
انہیں انظار میں اس بلنگ پر لیٹ گئے
مگر ایک ایک کسی کی چاپ نے انہیں
بڑھایا۔ انھوں نے ایک عورت سے
نہایتی دو پیاری پیاری شمس النساء بیگم کی

لکھن میں تیر نظر دونوں کے حمل کے بار ہو گیا۔
اور شمس النساء اور دھرمادھر پارہ اپنا بیگم دولوں
تھیں سے آگاہ نہ گشت بدندان رہ سکے تھے
شمس النساء بیگم عجب غصی میں جھنی۔ اور دھرم
بڑی بیگم صاحبہ کا خوف پٹے جا بیگمادھر اور دھرم
دھیا پہاں مٹھ نیکے خلاف اعتراض نہ کر سکا
ایسا۔ اسلئے اسے دال سے قدم اٹھا بیگم جرات
نہ ہوئی۔ اور ایک کونے میں چھپ رہی۔
شہزادہ۔ یا اللہ میں اس وقت عالم حجاب میں
ہوں۔ یا اللہ بداری میں یہ میرے ساتھ
بجلی سی کیا گونگی۔ کیا آفتاب احمدان
سے اڑا۔

یکلے بنتے ہی شمس النساء کے ہوش و حواس
خاک ہو گئے شرم سے آنکھ پکار سی گونہ میں
دوسرے طرف نہ پھیر اور بدلت سیٹ کر
چپکے سے بیٹھ گئی۔
شہزادہ۔ وہ اسکی ہی نہیں یہ تو اب آپ کو
ہی تباہ ہو گا کہ آپ کس گلستان جن کی بہار اور
گلستان کی بہار کو اس بوستان شادیت کے
گل بے خار ہو۔

شمس النساء بیگم نے دیکھے کی آنچل سے اور
بسی متوجہ پایا اور انھیں نمی کر لیں مارنے خرم کے
پسند سے تر تر ہو گئی نہ جائے رفتن نہ پاک
ماذن کا معاملہ تھا۔

<p>شہزادہ وہ ایک نشہ زد شدہ و شہسوار المداں مند چھپا ہلی او سے تو اور بھی دل چھین لیا اندر حجاب خفا کیلئے پردہ سے لقمہ ہاتھ سے پردہ اٹھا مرتے کو ماہ شاہ مگر خیر اگر انکو منہ چھپانا منظور ہے تو لیجئے میری گردن بھی تم ہے کیونکہ آتش نہ کو چھپائے نہ میرے قتل کے لئے شمشیر بے نیام ہے جہرہ حضور کا اور اگر اس سے بھی زیادہ احتیاط مدنظر ہے اور چھپا ہی بہتر ہو تو پھر دیر نہ فرمائیے سے ذوق آئیے آنکھ کے پردوں میں چھپا دل چھپا یاں بھی کچھ ڈر ہو تو خدا نول میں چھپو شمس النساء یقین نے ہم کر اور بھی اپنی نظریں میں میں گزروں اور بارے خوف کے تھر تھر کاٹنے کی شہزادہ اندر سے جھانکے یہ تو جھانکشی نہیں ہم سے مرید کے کیلئے اتنی چھپا ہے اسے اسے ذوق یاں لب پر لکھ لکھ مخزن اضطراب میں وال اکہا خاموشی تیری سبکے جواب میں شمس النساء سخت مجبور ہو کر اکہا اد جاننا ہے شہزادہ عالم بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں میں اتنی یہ حرف آپکا حق فن یا بھولان ہے ہنر ہون اسے یہ تو آپ سیکر دل سے پوچھیے چھپا کی تو کو نظر نہ دینی ایسی تو کدالادون دانت سے دھلیا جہاں اجمان سے تعلق</p>	<p>خدا کے لئے ایک بار تو پھر دیکھ لو کیوں مجھے چھپنا تو کچھ بھی ہوا کے دل دور کر وہی خود ہنر کر ہے تڑپ رہی ہے۔ دیکھا تھا ایک نظر تو دنیا من گڈر گئی اب دیکھیں کیا وکالتیں تھیں اب نہ دیکھا شمس النساء۔ شہزادہ عالم آپ سے کیا دشاہ ہماری بنام میں اور ہم آپ کی رعیت خیر خواہ میں آپ کا غور اور فکر سے کام میں تو آپ ظاہر ہو جائیگا آپ کو اپنی ہر چیز چھپا کر ہم مخفی ہو گئے رہیں۔ شہزادہ۔ اندر لکھا تیریں تقریر ہے۔ شمس النساء۔ یہ سب آپ کی ذرا دلوا ہی ہے در نہ ہم ایک غریب رعایا ملک حوا چھوڑیں ہمارے خطہ مرتب ہو کر لازم ملکہ ملزم ہے شہزادہ۔ یہ آپ اپنی فکر اندر کتنی جہاں میں نہیں مگر میرے نزدیک تو آپ بھی قلم و دستور اور حالت دیو کی کی یہ تیرہ میں در نہ کتنی کھیر دی اسطو پو پلو یہ فتح نمایاں نہ جا لے ہوئی فرمائیے یہ سب یا چھپا شمس النساء۔ ملکہ شہزادہ عالم چیز تو ہے یہ زیادتی اور تو حفظ مراتب کو کام نہ فرمائیے اور کچھ تیریں حالت زار پر ترس دکھائیے میری دل ٹسکتی سے آپ کو کیا مل جائے گا کہا آپ نے سنا نہیں سے آتش بت خدا کو تو تو ذرا اپنے مسجد کو راستہ دل کو نہ توڑیے خدا کا مقام شہزادہ۔ (رجائیں) گا</p>
---	---

رجائی ہوں ناگزیر لگا چشم تار کا
 یہ سرخ دل شکستہ ہے اک تعلق تار کا

چارہ ہی کیا ہے کہ عظیم بدو در آپ کی کیوں گئیں
شمس النساء بیگم - خدا نہ کرے میں ایسا
کرے پر مجبور ہوں - پتھر اس کے کہ میں اپنے والد
کا حضور کو نام نشان بنادوں ایسی بے شرم مجھ
بے غیرت کا ذوق مرزا مرد و بھرتہ ہے اگر مددور
سمجھ کر صاف فرمائیں تو نہایت انسب ہے
شہزادہ - میرے نزدیک تو آپ کا اور آپ
کے والدین کا کوئی ترکہ کا ندام نہیں ہے
بلکہ مغزو مباحثات کی جگہ ہے - اس لئے
اپنے قیامت خیز و اندازت آئیکہ کا صدقہ
یہ تصویر ہی اتار دیجئے کہ آپ کس بسج شہزاد
کی روشن اختر ہیں - ورنہ میں آپ کو
یہاں سے ہٹنے نہ دوں گا - اور ایسا یہ تو بتائیے
کہ کیا آپ کے والدین سلیم سے قطع ہو گئے
کو ناپسند فرما سکتے ہیں - ممکن ہی نہیں
شمس النساء بیگم - بیشک وہ آپ سے
ہوئے - عند حسین - جمیل - سلیم - تین
مہذب - عاقل - فاضل شہزادیکو ناپسند نہیں
کر سکتے مگر اس بے حیائی اور اس رسوائی
کو بھی ہرگز نہ گنہگار نہیں کر سکتے - کیونکہ
یہ باتیں شرافت کو بے لگائے اور نجات کو
خاک میں ملائے ہیں البتہ دولت و شہرت
کے بھر کے وہی لوگ ہو سکتے ہیں - جو
شہرت و دولت کے دلدادہ ہیں - بھلا وہ
کہاں ہو گئے جو صرف عفت و عفت اور

پالدا اپنی وسعت کے سقیت میں اور شرافت
و نجابت کے فریقہ ہیں - یہاں سے والدین
تو خدا کے فضل و کرم اور شاہ سلیمان جاہ
فیض نعم سے ایسی دولت پر شاید حقولیں لگ
نہیں - شہزادہ بہت اچھا ایسی سمی - مگر
جیسے تک آپا یہ نہ جائیگی میں آپکا پندہ چھوڑے گا
چاہے قیامت ہو جائے آپکو صرف یہ بتا دیتے ہیں
عذر ہی کیا ہے کہ آپ کس خوش قسمت باپ کی خوش نصیب
بیٹی ہیں اور دلالت شہادی میں کس قدر بے امان ہو
شمس النساء بیگم - خیر اگر آپ اسی پر ادھار
کھائے بیٹھے ہیں اور میرا بیچا نہیں چھوڑوئے
تو میں مجروری تھا کہ دیتی ہوں کہ میں آپ کے
مغزوہ معین الملک کی تخت جگہ ہوں
اب تو مجتہدیں بی بی :-
شہزادہ - اخاب نہ کہئے - کہ آپ مجھ سے
مظہر مہین الملک کی تخت جگہ کو نظر
میں لگے بلکہ شہزادہ کی چیز شہزادہ کا
کبھی نہیں چھوڑتا - اسے کسی سے بخشنا
سکھایا ہی نہیں - اس وقت تو آپ شہزادہ کا
شکار ہو رہی ہیں نہ خوشنا چہ مہنی -
بھیدی - اللہ سے دھکی - دھکیے کہیں
آپ کی یہ دھکی آپ کا یہ شکار نہ کہو بیٹھے مگر
اس وقت تو خیر سے آپ ہی حیرت و اس کے شکار
نظر آ رہے ہیں - خدا ہی خیر کرے -
شمس النساء بیگم - جی ہاں بندہ نواز

<p>شہزادہ۔ درخوف ہو کر نہیں نہیں خدا گواہ ہے مجھے کوئی اور گمان نہیں میں آپ کو</p>	<p>پہنچا رہتا ہوں کہیں خدا نخواستہ قصد کی ضرورت تو لاحق نہ ہو۔</p>
<p>بھید سی۔ وہ بیگم صاحبہ۔ اب تو آپ بھی کھلیں نہیں نہیں یہ صرف میری سبب سے صاف</p>	<p>بھید سی۔ وہ بیگم صاحبہ۔ اب تو آپ بھی کھلیں نہیں نہیں یہ صرف میری سبب سے صاف</p>
<p>فریاد کیا میں نہیں سمجھتا تھا کہ خواب ہو کر ہی آئے ہیں۔ اور نہ میری جانب کسی قسم کی تامل کی گئی</p>	<p>فریاد کیا میں نہیں سمجھتا تھا کہ خواب ہو کر ہی آئے ہیں۔ اور نہ میری جانب کسی قسم کی تامل کی گئی</p>
<p>شہزادہ۔ اب تو حضور کا سودا خرید چکا ہوں آپ کے ہونے کا فائدہ اور کی ضرورت ہی کیا اور اگر</p>	<p>شہزادہ۔ اب تو حضور کا سودا خرید چکا ہوں آپ کے ہونے کا فائدہ اور کی ضرورت ہی کیا اور اگر</p>
<p>بچ بچ چھوٹے سودا خرید رہے ہیں چنگا ہونا ہزار گمان کی بڑی ضرورت کہ کسی کیلئے جھگڑا تو چکا</p>	<p>بچ بچ چھوٹے سودا خرید رہے ہیں چنگا ہونا ہزار گمان کی بڑی ضرورت کہ کسی کیلئے جھگڑا تو چکا</p>
<p>پہنچا اس پیار کی بیماری ضرورت کا صدف نشی بات اور تبادیل کی کہ غما ہی مملات میں</p>	<p>پہنچا اس پیار کی بیماری ضرورت کا صدف نشی بات اور تبادیل کی کہ غما ہی مملات میں</p>
<p>تشریف لائے گا سبب کیا ہے کسی اور نام سے آپ کو کیا غرض۔</p>	<p>تشریف لائے گا سبب کیا ہے کسی اور نام سے آپ کو کیا غرض۔</p>
<p>شہزادہ۔ اللہ کے بھولانے اور مجھے غرض نہیں ہے تو کس کی بخت کو ہے۔</p>	<p>شہزادہ۔ اللہ کے بھولانے اور مجھے غرض نہیں ہے تو کس کی بخت کو ہے۔</p>
<p>شمس النساء بیگم۔ آپ تو ناحق بچے جو جاز کر پیچھے نہ گئے۔ اس کی تو میں کوئی</p>	<p>شمس النساء بیگم۔ آپ تو ناحق بچے جو جاز کر پیچھے نہ گئے۔ اس کی تو میں کوئی</p>
<p>حضور رتی ہی نہیں دیکھتی۔ مگر آپ کی صدی طبیعت کبھی نہیں ماننے دینگی</p>	<p>حضور رتی ہی نہیں دیکھتی۔ مگر آپ کی صدی طبیعت کبھی نہیں ماننے دینگی</p>
<p>اس سے مجھوری نام بھی تباہ دیتی ہوں۔ اچھے کثیر زبونی کا پہلے تو نادرہ نام</p>	<p>اس سے مجھوری نام بھی تباہ دیتی ہوں۔ اچھے کثیر زبونی کا پہلے تو نادرہ نام</p>
<p>تھا۔ مگر عطیہ سلطانی میں شمس النساء بیگم عطا ہوا۔ اور اب بھی مشورہ خاص خاص</p>	<p>تھا۔ مگر عطیہ سلطانی میں شمس النساء بیگم عطا ہوا۔ اور اب بھی مشورہ خاص خاص</p>

صاحب کو حاصل ہے جبکہ ساتھ کبھی کبھی میں بھی نہ فرمائیں۔ بیٹھے بیٹھے میرے طرف نا احوال
 جی ٹیکم صاحب کی خدمت میں کاغذ حاصل کیتی ہوں۔ کہے ہیں کہ مہرجان اور ہرگز نہ گستاخانہ ہونی نہ فرشتے
 یہی غایت عملات شاہی میں ہماری آمد کی ہے کی اسید بھی نہ رکھیں۔
 در نہ اور کوئی غرض ہے نہ غایت۔
 شہزادہ اسے پیار ہی میں النابیکم انو آپ کے نہیں کرنا لیتیں۔ کہ چھوٹا ہی پاک ہو جائے
 جن دیبا اور اسے دربار کا چہرہ پر پور پور ادا دل شمس النابیکم۔ دمتا شہزادہ کو خدا سیلئے
 چل گیا ہے اور اچھے چھے دین اور ایمان بلکہ سب ایسا خوشنود و خوشنود کلمہ تو آپ کے منہ سے نہ
 جہاں کھو دیا کہیں کا نہ رکھا میں اپنے آپ کو نہ نکالیں اور آپ سے استعدیادہ نہ مہجائیں کیا
 خوش نصیب و خوش سمجھوں۔ کہ حسن ان بیان شہزادہ کی کہیں احمد بیٹھے۔
 طرح آپ کی دلریا اور رعنائی ہے۔ ہمیدہ کی۔ کیوں ٹیکم صاحبہ آخر محبت
 میرا دل زبردستی چھین لیا ہے اس طرح آجی گئی تاہل دل بدل راہیت اس کو کہیں میں
 آپ بھی اپنی اس دلریا صورت اور شہزادہ۔ جان جان انقطہ آن بان
 اس دلکش آن ویان کی خیرات میں ہی نہیں۔ بلکہ دین و ایمان ہوش و حواس
 چپکے سے اپنے دل بھی میرے حوالہ کر دیں عقل و خرد سب کچھ کھو بیٹھا نہیں نہیں
 تاکہ مجھے کچھ تو تکلیفیں رہے ورنہ علامہ بلکہ لٹ کیا۔ اور نا بھی کہاں آپ سے
 مرفرت بعد دو مفاقت سے میں جان و بار عشق میں۔ اسکا تو ٹیکم صاحبہ نے
 بے خار ہونا نظر نہیں آتا ہے اسے وہ وقت کچھ جواب نہ دیا کہ مجھے نظر کر کے اس نے
 نوشتے سے ہوا ایک حرف بھی ہرگز نہیں کم کے لئے چپکے سے چلی گئیں۔ کہ شہزادہ
 جو پیشانی میں لکھا تھا میری پیش آیا دلدادہ نے لپک کر غریبیں ٹیکم کا دامن
 شمس النابیکم۔ شہزادہ عالم۔ عیسا پکڑ کر کہا کہ پیاری آپ نے میری ایک
 معین الملک کی لٹکی تنگ خاندان ہونا بات کا بھی الفت و محبت سے متا ہوا
 کیونکہ پسند کرے آخر محبت اسلامی عزت جواب نہ دیا۔ اپنے آپ سے اپنا ورو دل
 شہزادی یارہ و رواج زمانہ بھی کوئی چیز ہے۔ کہا اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ کے جلوہ میں نے مجھے
 یا نہیں دلا کہ آپ میری خاندانی شرافت پہنچو کر دیا آپ کے جمال بے مثال نے مجھے حزن
 و سلطانی قدر و منزلت و بہ گناہ کی چراغ رخ و مسکن ہلال کر دیا آپ کی بے اعتنائی

کچھ اور ان کی باد میں نے میرے باغ غیش
 و گلشن و عشرت کو نذر مردہ و پامال کر دیا آپا کی
 سچھی نکاحوں نے مجھ پر وہ تیرے سائے کا لالہ
 مگر انہوں نے آپ کی سنگدلی و تم شکاری آپ کو یقین
 نہیں کرنے دیجی مئے اگر کوئی تدبیر ایسی
 ہوتی کہ میں اپنا مینہ شکاف کر کے آپ کو
 اپنے منہ و منہ پر دم دل کی حالت دکھا
 سکتا ہوں ہر چند آپ کی دشمنی باتوں نے
 میری دشمنی دیا دوسری میں ذرا بھی مروت سے
 کام نہ لیا مگر میں پھر بھی ناامیدی کو اپنے
 پاس بٹھکتے نہ دوڑ گا۔ کیونکہ میرا دل اپنے
 نوٹ لیا۔ یا میرے دل پر آپ کا جادو
 چل گیا تو ممکن نہیں کہ آپ کا دل بھی میرے
 دشنہ مہبت کا زخمی نہ ہوا ہو۔
 یہ دو مری بات ہے کہ آپ کی مہبت
 دیر میں ظاہر ہو یا آپ اسے اپنے پیلوں میں
 دیر تک داب رکھیں۔ اور ضبط سے کام
 لیں۔ مگر ایک دن حضور رنگ لائے گی
 چاہے آپ اس پر لکھ صبر و حیرت کے آری چلائیں
 آپ کو میری جان کا قسم آپ کے نزدیک
 کوئی چیز نہ سہی۔ آپ تباویں۔ کہ مجھے
 اپنے ناکید و مایوس تو نہ ہونا چاہیے۔
 اگر ایسا ہے تو آپ خیال فرمائیں کہ اس وقت
 آپ کے ملک و ناموس کی بریادی اور آپ کی دنیا کی
 اور سوا کی بالکل میرے قبضہ و اقتدار و جیٹھ و اختیار
 کیونکہ خدا نخواستہ آپ سے محبوب دلا جا رہا
 کر دیے کو صرف یہ الزام پہنچی ہے کہ آپ
 میری موجودگی میں بالآخر نہ پر تشریف
 ہی کیوں لائی۔ فرمائیے ہے نہ۔ میرے
 مطلب اور میرے ذہب کا موقع۔
 بھجید سی۔ جی ہاں۔ کیوں نہیں امانتا
 ہوں۔ پیر و مرشد کیا اچھا موقع اور کیا عمد
 محلات ہے!!
 شمس النساء بیگم۔ دغوت زدہ ہو کر
 اور لگاوت سے سلا کر کیوں آپ بھی
 تو عشق کے چھبے میں آ چکی ہیں۔ شہزادہ
 عالم انسان کو اس سبب الی سبب
 سے کسمپسی مایوس نہ ہونا چاہیے۔ کہ اسے
 سبب پیدا کرنے میں ذریعہ بھی در
 نہیں لگتی۔ یہ کہہ کر اور اتھ چھٹکا کھینچے
 ہی کو مٹی۔ کہ شہزادہ نے پھر اتھ فغاں لیا
 اور کہا کہ۔
 شہزادہ۔ یہ دل میو آپ کی نذر کر چکا۔
 آپ کی فرقت میں یہ مجھے چین نہیں لینے دیکھا
 پیرے سے مسطر۔
 تڑپاڑپک چھٹی میں خون دل ہوا
 اسے بھی آپاڑپک جائیے خدا کیلئے
 شمس النساء بیگم۔ کیا اور اسے دغوت
 سے اچھا۔ میری راضیت آپ کے پاس
 پھر لے لوگی۔

خوش روز و جوان حسن کی پیشانی میں پر
سجاء و جمال و خرمست و قبال کا ستارہ بانہ
کے ستارہ و شمس و شمس و تابان نظریہ طبع میں
نور کا تاباں ہے یہ سحر آینی انکھ چلیو میں
شعاع نکست کا جو دلیاں پر سحر کربار ہی میں
نہا جیو کے دست و قوت شد و شکل کی مدائی نے

جیواں باب

پاروں کی چھ سکتیاں

ستارہ سہاری راہ کے اپنی
جہیں ہیں سو بھی ہیں ہم نرا شے میں
نور کا ہے رخسار چمن ایسی

میں نے اس وقت بھی سے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

در کائنات کماست که یک نگر قمار دارم (تلفظ است)
 محسن میں جس کو چشم پارسوس کو نشان دلیلا
 پسو کو عارض جانان پنج کو دین گل دریاں
 و منو بکو و بر تنیل و بر جان کو گیسو سے سبتر
 چکھ کر یوں کو لب و لبلا کے کو ساغر حیا
 خیال کر کے شیخ و نایب کمار استے اور
 کی یہ اضطراری حالت ویکھو شیخ کمار
 رخاں عین قمار کے عوض نام اور زمر کے
 کے پر سے آہ و نال کر رہے ہیں۔
 در کائنات کماست۔ پوسل اور پتو کماست
 کے نظر سے اپنی تروتازگی سے عجیب
 و عجز افزا بہار و کھار بہت ہیں۔ اور ان
 خوش آب قطروں کا ہنر سیرتو کیا و
 بکھریوں پر نظر آ جاتا اس کے کاشانیہ
 ہے۔ کہ اس باغ کو مونس کو کمر آ جاتا ہے
 بکھا۔

1. *Chrysomelidae*
 2. *Chrysomelidae*

نور کا شمع کا ہے ہمارے یہ دلوں کو غیر
 نوجوان علم کھائے اور دل بندھا نہیں دیتا
 میں نے جن کے ہندیں خلد میں اس وقت اس کے
 زیر پا ہے اور یہ انکی روش روش کی سیرت سے
 کیفیت تازہ اور سرور بے اندازہ اٹھارہا ہے میں
 بظاہر تو یہاں دل کی فرحت اور دماغ کی طرف
 کے تمام مادیات میں چٹا پن یہ سیرت پر بارے گلو گلو
 پیار کی نگاہوں سے دیکھ دیکھ کر اور پیار سے
 اوتھار گئی جیسا کہ وہاں میں رکھ دیتے ہیں گلو گلو
 رہ رہ کر لئی دلی راز کا صاف پتہ چل جاتا ہے یہ
 کسی عقیدہ لائیں حل یا کسی شکل کی
 مشکل کشائی کی اور جیٹھن میں زلف یا
 کی طرح پریشان ہیں اور سودا گروں
 کی طرح کسی امید کے برائے کی امید پر
 سرگردان ہیں۔
 ان میں سے ایک تو ہمارے اس
 ناول کا نقش ناطقہ شہزاد سلیم ہے
 اور اسی کے چہرے سے حال ہے
 زیادہ آئنا نمایاں ہیں۔
 دوسرا نوجوان شہزادے کا غمخوار
 اور لنگوٹیا یا رخواجہ محمود ہے۔
 ایسی شہزاد کا لنگر سیتش تو ہی کیا نہیں
 جو سرگوشیاں ہو رہی ہوں وہ کسی
 پر سکوت معاملہ میں ہو رہی ہیں ہندو
 ہمدانی پیاری پیروں کا تہہ کرہ ہو رہا ہے

ایک ظالم ظلم دوست اسے شہزادہ جانی
 اس تیرے پیار سے وہ پیری کو میری خانہ
 دل سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے
 ان اسے جذبوں تو ہی ایسا اثر دکھا
 کہ وہ پر سی پیکر حذر ہی اپنا دل قتلے
 بے چین ہو کر جھج جھج کر گئی آجائے تاکہ
 یہ ظالم منہ کی کھا جائے۔
 خواجہ محمود جی کیوں نہیں۔ ذرا کا
 گڑھا میں منہ وہ دیکھئے اگر آپ کے
 جذبہ دل یا کشش متصل میں ایسا ہی
 جذبہ یا کشش ہوتی تو پھر روتا ہی کھلے
 کھانڈا لھر بیٹھے ہی سر سے اڑا دیتے
 شہزادہ۔ بھئی تم تو ناطق ہیں سر پر آنا
 ہو نہیں ملو کب کی کسر نکال رہے
 وہ اچھی ہمدرد سی اور اچھی دوسری کی
 اچھی حضرت شمس النساء کی محبت میری
 رگ دگ میں سرایت گئی ہے جو مجھ
 کسی طرح جدا ہی نہیں ہو سکتی
 اور اپنا تو یہ مقولہ ہے۔ ج
 پھر جی میں اس سے مجھ سے میرا خدایا
 خواجہ محمود شہزادہ عالم ایک سچ سچ وہ
 ایسی عین میں جہین ہے کہ جس پر آپ
 سا کہہ دو خوش و غریبہ و سیتہ ہو گیا۔
 وہ کرٹ ایسا پیچیدہ معاملہ ہے جس میں
 آپ کے مزاج کو اس قدر پرانہ کر رکھا ہے

شہزادہ۔ یعنی تم ذریعہ پادشاہی اور اس
آئینی طرح انصاف جائے ہو بعد میں تم سے
جائداد و ملکوتی سمجھوں اور اپنا پراگشہ پسند
سمجھیاؤں بیشک میں نے ایک آپ صاحب سے
اس راز کو دیا کہ ہم ملک کو نہیں ظاہر کیا اور نہ ابھی
تک اسکا موقع اخذ آیا ہے جب نہ ہی اب ہی
کہ جسے کافر اور احمق کا نظام شمار نے اپنی تیغ
اور انوں خنجر غما سے دیکھ کر میرے قناع
صبر و شکیبہ سے کڑوا کر لیا۔

خواجہ محمود۔ احاد تو یہ نہ فرمائیے کہ دل
کلیں گھڑیے۔

شہزادہ۔ ابھی حضرت، صرف دل ہی نہیں
کھڑ بیویا۔ بلکہ صبر و قرار شاہ مانی
و کامرانی محبت و مسرت حبیب کا خون
ہو گیا۔ اس بات کو اسے بکریہ ذرا سی اضطراب
بے قدری سے کسی اور میں فرو نہیں آتا
سے آتش

تقتنی حال نہیں ہے اپنا
کچھ محب و مشک کرتا ہے

خواجہ محمود۔ صبر ہو۔ کیوں نہ ہو مرشد
خوب ہی مزہ میں آئے غیبی رنگ لائے
کھا سکتے نہ غیا عیال یہ تو انشاؤں کو کہیں
سما و نظر سے نظر نہ گئی۔ و کس طرح ہر قسم
نے آپ کا ہوا دل اپنی عباد و بھری
نکاحوں سے قہر کر لیا۔ ذرا میرا

شہزادہ۔ بھائی جان کیا کہوں کچھ کہتی ہی
نہیں ہستی۔ اسے گھر بیٹھے ہی لٹ گیا پس
اسے زیادہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ آتش
نام لے سکتے نہیں محبوب کا
کیا کہیں کشتہ پس سفاک سے
خواجہ محمود۔ بعد کچھ تو فرمائیے اگر فرمایا
تو آپ کے درد کارمان کیونکر ممکن ہو گا۔

شہزادہ۔ اسے یہ تو پوچھو ہی نہیں
کہ کس قیامت خیز آفت انکیز فتنہ دوران
آفت چہاں لے میرے دل و جگر میں آرام
رجین عیش و عشرت پر چھاپا ماوا بند
درد و فتنہ ہے اور سلیم ہے کہ سہ میطر
تو نے اسے درد و حزن سا بتو دیا۔ وراہ
اسے شکسار کیا کہنا۔

خواجہ محمود۔ بعد کیونکر نہ پوچھوں کیا نہیں
پوچھا ہوا نہیں خیر اگر تہدد نہیں۔ تو
خدا شہزادہ سے میداد نہیں کیونکہ وہ
میں نہیں وہ کہ تک کہتے شکسار تو نہیں
شہزادہ۔ بھئی قسم۔ ہے خدا سے پاک کسی
کہ میں آپ صاحب دل کو اپنی تہدد ہی نہیں
بلکہ چاٹا دار غار ہی بہانہ سوار نہ ہو
آپ بھی ایسے چلے دیوانہ پر نہ لایا کہ اس
سے اس میری رشتہ کی بہت
خواجہ محمود۔ ڈر رہا ہو کہ اسے کیا کہنا

وہ ایکسپریس اور ریل کے ذریعے
 ہوتی رہے ہیں وہاں بھی میاں میں
 کے ہوتے ہیں اور جہاں کاتھو مل کے ہوتے ہیں

سید و ستمی ہائے اسکا اکل جمع پائیا اور بدینہ خیرا کر

جس اہمورت و حسن صیرت کو ضائع و خرابی سے ہے اس

پوستہ میں کوٹھارے کے بغیر یا سہمے رشتہ کی و دلربائی
کا پتہ ہے شرفی و قیامت افزائی کا خاکہ ہے

اپنی رو چھپا کر ان کی تصویریں بن کر چلیں
مرے پاؤں تک اپنی آپ ہی نظریں سے

[illegible]

و من و از این عیش و عشرت آرام و چین سب
اس آرام جان از رحمت روح و الهی بر تو نمانی

میں نے ان کے لئے یہاں ایک مسجد بنوائی ہے جس کا نام ہے
شاہانِ عالمیہ جس کے گھر میں ہے

... اور کیا خدا تعالیٰ سے پہلے جواب دینے کے لئے کہ
 جانی ہے کہ بچھڑا پڑتی ہے جو بچھڑا ہے کہ پہلے اس کے اس وقت دورانی کہ ایک ہی ہے کہ
 جتنا سے دریا کی اتنی وہ لال اور لری اتنی دلی ہے ہرگز نہیں بچھڑا تو نہیں کہ وہ چالاک کا لڑا ہے
 لگاوت اتنی تھی چری سے چری ہی جہاں لینے باہر لال میں ہی چھپا رہے باہر کی چری سے چری
 پر سے طرح آ رہی ہے اب آپ ہی فرمائیے سید و قمر کو بھنگ لگی اب پھر نی چپک ہی نہ دھکا
 کہ میں اپنی فرشتہ فریب ہوں ہر شے میں سے کیا کیا رنگ اور صف بچھڑے اپنے چاہ کے کوئی نہیں
 کیونکہ کچھ نکلتا ہے اسے اسے میں تو کہیں ہنسی کہ اب بچھڑا ہے مجھ سے کہ میں نہ آتی ہوں
 کیونکہ میرے پاس کی چاہ تیاں ہی آسمان میں بھی لگا تیاں دلی میں ہو چکا دیکھا گیا ہنگام
 جیسا کہ تو اس سے پہلے گھر میں بولیا ہے خواجہ محمود - ہزارہ عالم پناہ - اب اکب
 درہ دم لیں یہ اسے واسے تو یہ تار چڑھ دیں اور دیکھیں کہ پر وہ غیب سے کیا ظاہر
 ہوا اسے کیا حافظ صاحب کا آپ کو یہ شعر یاد نہیں - پھر ہنگام یہ شعر آپ ہر وقت ہر غفلت
 میں یاد رکھیں اور اس کے جتنی بھی شعر یاد رکھیں ان کا شعر یاد رکھیں
 حافظ شیرازی
 یوسف گم گشت دادا یدہم کھان غم مجور
 کلیہ افران شود روز گشتان غم مجور
 شہزادہ - اس کے کتب کی عیول پھر کر دے
 میر کی کتب کی کچھ انتہا بھی ہو سکتی ہے
 میری حال میں نہیں رہتا کہ وہ اس کے
 خواجہ محمود - یہ سچ ہے کہ
 میر کی کتب کی کچھ انتہا بھی ہو سکتی ہے
 اور اس کے کتب کی کچھ انتہا بھی ہو سکتی ہے

تو میری راستے مانٹے یہ روزہ رکھا جھگڑا ہی
 چلک جائے اور اپکا پرانہ بھی موقوف ہو جائے
 شہزادہ - بہت اچھا فرمایا ہے۔ نکلی اور
 پوچھیں۔
 خواجہ محمود - اہی حضور یہ کسی انا دھڑکی
 راستے نہیں ہے جو حضرت تبارک کی ہے۔
 یہ بڑی پیچیدہ روزنی ہے کہ کھول دینے کو
 معاشیہ روزہ پڑھنا اور پڑھنا پڑھنا ہے۔ اور
 پوچھتے پھر تے نظر آئے کہ اس چچی کی راستے
 کے یوں تبارک میں پیچیدہ عذر ہے
 شہزادہ - تو مجھ سے منہ سے کچھ فرمایا
 چکی کہ وہ دن بھی کی لئے جایا گیا۔ آپ ہی
 دیکھیں اور یہ شخصیں بھی اس وقت عطف ہیں
 اچھی معلوم ہوئی ہیں۔ کہ یہ تدبیر کا وقت
 ہے دل لگی کا نہیں۔
 نہ چھوڑ گشت باد بہا ہستی راہ لگ اپنی
 چھوڑ گشت باد بہا ہستی راہ لگ اپنی
 خواجہ محمود - اچھا آپ کی خاطر تبارک دیتا
 ہوں۔ مکتبہ نہ ہو چیت۔ مگر پہلے یہ تو فرما
 کہ احسان باریکنا یا نہیں اگر نہ مانے تو منہ
 دیکھا کہ آگیا ہیں نہیں چھوڑے نظر آئے۔
 شہزادہ - ہمیں انہوں کے عطف دینے کا
 مرجع ہے جب دیکھو نقد و در کی طرح
 نہ نہیں کرتے ہیں ہی رہتے ہر بات کو
 انہوں کی خدمت بنا دینا کوئی بات نہیں

اچھا آپ کے احسان کا ذکر آگیا کہ سر
 لواتو بتا دیکھئے۔ جو کچھ فرماتا ہو۔ فرماؤ۔
 خواجہ محمود - شہزادہ اور عالم بیچ تو یہ ہے
 کہ وہ راستے سے جیسے شکر آپ کی پاچھیں
 تھیں وہ جاہل رہا اس جانب کا وہ۔
 شہزادہ - کہنا چیز سے آپ آج اپنے گھر سے
 میرے گھر سے کی تعلیم کر چکے تھے جو طرح
 انہوں کو کچھ پیچیدہ ہے جس کے اپنے خدا
 اگر تبارک تبارک تبارک تبارک تبارک تبارک
 کا تو ان کے ہر کارب کا وقت صبر فدا کا ہے
 اور ان کے تبارک تبارک تبارک تبارک تبارک
 آتش شوق تیرے گھر سے
 خواجہ محمود - کہ تو ہوں اگر میرے ہے
 پر عمل آئے گا تو شہزادہ بات شہزادہ بات
 کی انھوں نہیں آپ کے خلق مبارک سے
 اترا جائیگا۔ اور مزہ لینگا کہ آپ تمام زندگی
 لب چاہا کر نیکی۔ تر ہی یہ کوئی ایسی کو چیا
 راستے نہیں ہے یہ بڑی چھٹی اور
 مزید رہا ہے۔
 شہزادہ - (بہنمیدار) اب تو آپ کے مالے
 عیسائے اور ان گھائیال میں ظہر معلوم
 ہوئی ہیں۔ خروانا ہو تو فرمایا نہیں ہوتا
 نہ کھاتے۔
 خواجہ محمود - ۸۱۹ یہ مجھ رہا ہے کہ
 آپ کی ان خبر دیکھیں۔ میں نے اسے زندہ

آئے ہوئے بندہ تیس آٹھ گنا مال بیاروں کی خوش آگاہی
 تو عجیب کیا کہ کچھ کہہ گذریں۔
 شہزادہ۔ اچھا یہ جانی جان میں کی خوش آمد کر رہا ہوں
 اور میری میمنہ آؤ گا اب تو میرے منہ سے کچھ فرمائیے
 خواجہ محمود۔ مال آیا آپ دھندست پر آئے اب
 ضرور کچھ رنگا۔
 شہزادہ۔ اچھا میری دولت اور خواہ
 خواجہ محمود۔ ارشاد و رشاد جاتے میری بلا اللہ
 میری تڑپ ہے کہ آپ اس بد نظمی الفت اور اس
 ہر سبکی میں کو دعوت ہی نہ بنایا کیجئے کہ رہے بس
 نہ باجے باندھی یاد وہ باجی چھوٹا ہے جہاں آپ
 لکھوں دل لکھوں پتے ہیں۔
 شہزادہ۔ وہ اچھ خوش بہ مختار
 قربان آپ کے اس دستور سے اور میرے
 آپ کی اس صلاح سے۔ والدہ بڑباجی ہیں
 کھل گئیں۔ اسے ظالم یہ تو صلاح نہ ہوئی
 بلا ہوئی۔
 خواجہ محمود۔ میں نے تو آپ کو اپنے
 زعم میں ایک انیک صلاح دی ماننے نہ ماننے
 کے آپ مالک ہیں۔
 شہزادہ۔ مجھ پر پڑے آپ کی اس کے اندر
 اور جنم میں جاسے آپ کا مشورہ میں بازا یا
 آپ اس جہان میں اصلاح اور دل شکن
 مشورے سے۔
 شمس النساء اور پھر اس شمشالہ کی
 ایک ظالم ظالم دوست۔ اسے سنو یہ جہانی دشمن
 یہ ہے پیر و تیری مرث کو میری خانہ دل سے نکالنے
 کی کوشش کر رہے ال اسے جنبہ دل تو لے لے
 ایسا اثر دکھا کر وہ پیری پیکر خودی اپنا دل نکالے
 بے چہر ہر کچھ حکم کرنی آجائے تاکہ ظالم کی آگاہی
 خواجہ محمود۔ جی ٹیکوں نہیں! ذرا کسی
 گڑھ میں منہ دہرے رہتیے۔ اگر آپ کے
 جذبہ دل یا کشش مقص میں اب ہی
 جذبہ یا کشش ہو تا ہے تو میرا نامی کا بیٹا
 مقابلہ کر دیجئے ہی مرے نہ اڑاتے۔
 شہزادہ۔ یہی تم تو ناحق میرا سر پھر آؤ
 ہو۔ نہیں معلوم کب کی کسر نکال رہے ہو
 وہ اچھی عہد روی اور اچھی دلسوزی کی
 اچھی حضرت شمس الفت کی محبت میری
 رنگ رنگ میں سرایت کر گئی ہے جو مجھ
 کے کسی طرح سے ہی نہیں ہو سکتی۔ اور
 اپنا تو یہ معقول ہے۔
 پھر میں اس کو مجھ سے مراد چاہے
 خواجہ محمود۔ شہزادہ عالم کیا سچ سچ وہ
 ایسی حسین راہ جہیں سب کے راجہ ترپا سا
 گھر و خوش و خرم و رفیعہ و تقیہ ہو گیا۔
 شہزادہ۔ مال الدار آپ مجھ کہتے ہیں
 دماغ چاہے ہم چاہتے ہیں۔ دیکھا ہے کہ
 پیکر لینے نہیں آیا۔ کہ وہ عمل اندر آ گیا
 شمس النساء اور پھر اس شمشالہ کی

<p>کونے دل چلا اپنی دولت میں ادیان اس غار گروہ میں اپنا سے چاہے اور کیونکر نہ نہ ہو جائے۔</p>	<p>شہزادہ - اچھی جناب یہ تو شاعری پس جب یہ نامکون و حال ہے تو پھر تم حق</p>
<p>تھلائے رخ بھی کیونکر پر مٹاں بن بیٹھے اور اس سوہنی اور فریاد نہ ہو جائے۔</p>	<p>خواجه محمود - شہزادہ عالم آگہ قلمی ایسا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کیا پتہ</p>
<p>جوت میں درود - وہیں میں میں تربک - تربک میں سرور یا حبیب</p>	<p>ہی بے زحمت ڈال ہے شہزادہ یہ واقعی چہ معنی! اچھی برندا</p>
<p>یہاں میں صدف میں صدف میں صدف شہزادہ - اس سے مراد خدا ایسی</p>	<p>پیارے کالوں کی سرخی سنبل سے باول نہ گین لنگھوں کا حجاب ابرووں کا لکھن</p>
<p>آپ شاید ہی فرمائے جائیگا۔ اللہ اللہ کسی طرح آپ کے کانوں پر جوں ہی نہیں دیکھتی اور یہ حکم کی تو ایک ہی ہوئی</p>	<p>معتق کی کشتہ سازی ہونٹوں کی رنگینی وہ کی آنکھ نہی کمر کی نزاکت نزاکت کی بھٹ بھٹا فست آگینہ ادا دل</p>
<p>آپ پڑھ سکتے ہیں اس میں ار سے مراد وہی شہزادہ ہے جو یہ کہہ رہا تھا</p>	<p>کہ سب زچشم عینوں یا بد دید آپ بچا ہے اسے ناقد کے ہاتھوں سے</p>
<p>یہ کہہ رہی تھی کہ کونسی کونسی پیارے میں شہزادہ کی یاد میں</p>	<p>نوا خیم محمود - ہاں اللہ آپ نے تو اس نہا پاکے سبب میں شہزادہ کی یاد میں</p>

<p>و نہ جیسے ذبح کر دیا تا تمام بھیرے ہوں۔ میں انکس کا گھر کوئی ایسا دیکھ تو ہے ہی نہیں جہاں کی بل گس سکے یا کبھی کوئی چال چل سکے مجھ تو پھر خستے نا امید رہی ہوں یہ ایک صورت نظر آ رہی ہے ال انکس پہ خیال میں کوئی بات آئی ہو تو فرمایا کہ اس پر عمل نہ کرو۔</p> <p>شہزادہ۔ اس کی تو یہ مطلب ہو کہ آپ اس سے کوئی سرفراز نہیں رہتے چاہے میری جان جائے یا رہے آپ کی بلا سے ہی نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ میں آپ سے بالکل نا امید ہو جاؤں۔ اور کوئی شاق یا بھروسہ نہ ملے۔</p> <p>یہ فقرہ سن کر شہزادہ نے کچھ نہیں ورد ہو کر کہے کہ مرزا صاحب کا دل بھر آیا اور اٹھا کہ مرزا صاحب مذاق ہی کر رہے تھے لہذا یہ بالکل متاثر ہو کر بیٹھ ہی رہا۔</p> <p>خواجه محمود۔ شہزادہ عالم آپ تو ذرا ہی سی چیز پر رو دیتے ہیں بھلا کوئی انسان ہے اور کیا اپنے میرا یقین خزانہ کیا کہ خدا خواستہ میں آپ سے کتنا رشتہ یا چشم پوشی کیا چاہتا ہوں یہ خدا کا کام ایسا خیال نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ ہم شک لازمی ہے اسے نہ کہ حرامی کی توقع دیکھئے یہ ایک روزی سہا بات ہے اگر ان</p>	<p>اس قابل ہے عشق میں ہر کئی مجھے وحشت آپ سزا میری سنگساری ہے خواجہ محمود۔ پہلی ہی ملاقات میں تو آپ یہ رنگ نہ رکھے اس کے خدا کا کیا رو پہ بند لے گا۔</p> <p>شہزادہ۔ اسے اس شکل میں چل ہی اس پر شکار جتنا کارسکھل سے سنگساری میں کم نہیں کیا یہ پہلی ہی ملاقات احسان آفات کا نتیجہ نہیں ہے ہر دو بدن کی خبر نہیں ہے اور نہ اپنے آپ میں ہوں مگر یہ دل پر بازو دھرتا ہے جسے میرا دل ہی چاہتا ہے آپ کو اس کی کیا خبر</p> <p>خواجه محمود۔ مجھے تو یہ کہ حرفہ آتا ہے کہ اسے آپ کو یہ دیکھ رہا ہے میرا آپ سے عموماً کی راہ لی۔ کیونکہ رنگساری ایسا فقرہ ہے۔</p> <p>شہزادہ۔ چہ بچہ اس کا ہر داکو ایک فقرہ تو دیکھو نہ کہ خدا کا تو دل بھائی ہے جو کچھ بنا رہا ہے ہر مار میگاہ آپاں کی فکر نہ کریں۔</p> <p>خواجه محمود۔ بعد پھر میں کیا خوش کر سکتا</p>
---	---

بھی آپ کے کام آئے۔ تو کس گنجت

کو دوسرے نہ خدائے کر کے کہ آپ ہم جان
نہاروں سے یام آپ کے غلاموں سے
نا امید ہوں۔ وہی مطلب براری کی
فکراس میں ہی جان تک لڑاؤں کا اکو

اور آپ کی پیاری نفس اللہ سے ملاؤں گا
اس وقت البتہ یہ نہ ضرور دامن گیر ہے
کہ وہ کوئی تدبیر یا چال چلی جائے۔ جو
چل جائے اور ہی طرح پست ہی نہ ہے

اس وقت مرلی دہری ہوتا تو جی مدد ملتی
یہ باتیں ہو رہی ہیں، قین کہ راہ کا بھرن
کا دور نظر راہ مرلی دہری بھی اپنی اپنی
بھی پیٹیم کے جان نشاںوں میں خواجہ
ہو اکتبہ کسی طرح کم نہ ہوئے۔

شہزادہ۔ دہری دہری دہری کو آتے دیکھ کر
یا لاشیں پڑی آئے آئے راہ صاحب اور آئے
اٹھو آپ ہی کا ذکر خیر تھا۔ بڑی عمر ہے۔
مرلی دہری عزت تو ہے۔ آج تو رنگ
کچھ اچھا نظر نہیں آتا۔ یہ سنا جا
سکوں ہے

شہزادہ۔ آہ یا کیا کہوں۔
آج کل تانہ تار مار کچھ بھی نہیں
کے چھتے غلاموں کی دیا کچھ بھی نہیں
مرلی دہری یہ یہ تانی یہ ہیرا کی سی
نہاروں یہ یہ تانی یہ تانی یہ تانی کی

بہشت تھے۔
شہزادہ۔ اسے یاد چنا اور بری طرح
مرلی دہری یہ کہے عجیب ہی یہ کہہ کر
بے چینی ہے۔ مگر یہ تو ارشاد ہو کہ دل سا

خواجہ محمود۔ جی قبلہ میں الملک کے
یہاں اور کہاں انکی نور نظر شمس اللہ اور
سلیم چہرے سے۔ اور یہ اسی کو گنجت

مرلی دہری دہری دہری دہری دہری دہری
اس کا عشق بڑا اچھا نظر آتا ہے
بڑا طبیعت سا اور چاہے غنیمت ہو
ہی جاؤں بظاہر مبالغہ کرتا ہے

شاید یہاں ابھی تک مطلب
نہیں ہوئی در نہ دید لڑکوں نہیں
خواجہ محمود۔ یا تم بھی جانتے ہو
ایسی ہی کہتے ہو۔ یہ تو نقش نہ
سلیم سا لگوں مزاج کا دل ہے

یہی نہ کسی اور دل پر لڑا گیا تھا ہے
یہاں پر کچھ اور ہی نظر آتا ہے
شہزادہ نے دہ۔ کیا آپ
صاحبان سے ہی میرے سے اس کے
عشق کر جی بکرا اس سے عشق

لوا تریہ وہ عشق ہے جسے سلیم کا جان لیں سکھئے خدا کیلئے سب کو میری دل سے ملائی نکڑے تھے۔ ورنہ سلیم جان پر کیل جا بیگا۔ حبیب البتہ ایک سلیم کے سچے عشق کی محبت کا یقین آ جا بیگا۔ الدرنے بدلے نہ لیاں۔ مر لید مر۔ اچھا اگر آپ کا میاں ہو جائیں تو یاروں کو کیا دوا بیگا۔ شہزادہ۔ اچھی دینا لینا کلمت چیز ہی کیا ہے۔ غلام کی زرگ۔ مر لید مر۔ کس کی کیا اپنی نفس النساء سکھائی۔ شہزادہ۔ اسکا تو غلام سید ام ہی ہوں آپ کا بھی ہو جائے لگا۔ خواجہ محمود۔ اچھی یہ تو سب کچھ تو ہی اچھا مگر کہیں شاہ ذی شاہ نہ ٹھہرے قالیہ لگا۔ شہزادہ۔ آپ کی بدولی ہی تو تمام کا لگا لڑتی ہے۔ جو ہوئی ہوئی بات کا تینا ناس کر دیتی ہے۔ مر لید مر۔ اچھی شاہ تو شاہ۔ اس جیلے جس سے رو بہ وصل سے ذرا کینہ ہے ہی لگا یہ وہ شہزادہ۔ ہاں یہ جیلے نہیں ہوئے کا منتسری نہیں خدا سے کینہ ہے۔ اس کا اثر عالم کی مشترکہ انوار کو کسی طرح پہنچا خدا سے کینہ ہے۔ یہ پونا جان کی تو نہ دیا ہے نہیں۔ دن ان کی دھڑکتا دھڑکتا	اسی نمٹے ہے۔ خدا سمجھے اس نماز سے خواجہ محمود۔ اور کیا فیضی کو آپ سمجھا کا ہاں سمجھتے ہیں حضرت یہ دو دواں ایک ہی گرو سے چلے ہیں اور ایک ہی تھیلی کے چٹے پٹے ہیں۔ مر لید مر۔ اس میں کیا شک ہے !!! شہزادہ۔ یاد انہیں تو قبلہ و کعبہ کو بے دین مرشد کر رکھا ہے۔ نہ لایہ بھی کوئی بات ہے کہ دین اسلام کی اجل دین الہی اور سنہ ہجری کی جگہ سنہ اکبریا ہی اڑیں اکبری کا اختر آئیں الہی اختر ص کیا جائے یہاں تک تو خیریت تو خیریت تھی۔ مگر تیس اور بھی غضب و جہا جہا ہے کہ کلمہ کی جگہ الا الہ الد اور حلیفۃ الد اور صل علیہ کی جگہ اللہ اکبر اور جل جلالہ اٹھ کر جاتے ہیں۔ ہت تہا بے تہیوں کا منہ کالا۔ روح سیاہ مر لید مر۔ اچھی ہونہ بھی کہو اور نہ لگا۔ جدا یہ بانی فساد کی کیا سکتے ہیں اور میرا تجربہ تو ہی کہتا ہے عدو خود سبب خیر اگر خدا خیرام پس یہ بے دین و عین میں کس آدمیت کی مر لید مر۔ اچھی ہاں میں خورعت ہو۔ خواجہ محمود۔ اچھا اگر ہی سمجھتے تو یہ خیر عالم کی مشترکہ انوار کو کسی طرح پہنچا خدا سے کینہ ہے۔ یہ پونا جان کی تو نہ دیا ہے نہیں۔ دن ان کی دھڑکتا دھڑکتا
--	--

جڑ ہی جا لگی۔ اور آخر یہ تنگ آکر سیطرت
 نکلیاں تو عجیب نہیں۔
 مرید یہاں مان غور کر لئی تاکہ یہ خیال میں آئی
 خواجہ محمود۔ ابھی تک کچھ نہیں سوچا۔
 مرید یہ۔ اور نہ آپ کو سوچا۔ ہم دیکھ رہے ہیں
 کہ یہ ہے۔ مگر وہی بات خیال میں نہیں آئی
 اچھا آپ کو بھی کیا یاد ہے۔ میں نے یہاں تو کیا
 آپ یہاں کی رکے درباری زعفران کے کان میں
 اس معاملہ کو قائلہ کیجئے۔ پھر دیکھئے اسکی
 کار آمد اریاں۔
 خواجہ محمود۔ وہاں والدہ کیا تدبیر تھائی
 کہ بھڑکا دیا۔ میں تو اس کنبہ سے کو
 بھول ہی گیا تھا۔ اب سب معاملہ لیں ہے
 مرید یہ۔ اچھا پھر اسی بات پر سن رہی
 تندرستی ہو اور اس سہانے وقت میں
 کہکھیاں کھل رہی ہیں۔ بلبلیں چہک رہی
 ہیں۔ رابرستانہ وار جمہور تہا جلا آتا
 ہے۔ انگین اشکو پیر میں۔ بی شاہچا
 آجائیں۔ اور ایک دور ہی اڑوانی کا ار
 جاتا تو پھر مرزا آجیاتا۔
 شہزادہ وہاں رہا تھا۔ ہوں اسوقت تو
 میرے دل کی تھی۔ پھر مرزا صاحب دیر
 کیا ہے۔
 خواجہ محمود۔ کچھ ہی نہیں۔ وہ حق حکم
 حکم ہر تہی ہوئی۔ وہاں ان کے پاس

بازار سی تو منہ چھپکا ہی پھٹی رہی میں یہ حکم
 ہی کی صاحب کی باجپیں کھل گئیں کیونکہ بی صاحب
 جانتی ہی تھیں کہ یہ آج ہی ہر پانچویں کے ہفتے کو
 یہ ہفتہ یہاں آیا کرتی تھیں۔ اسلئے یہاں کی بیاروز
 وار ہی تھیں۔ اسلئے آج تو ان میں آج آئی
 یہ کسی غائب تن دین مزاج سے پوچھا چکا۔
 اول تو اس پر کالہ اتش کا من درغیب تھا اس
 اس پر نہ تو کھنگارے اور بھی سوئے رہے تھے
 کا کام کیا۔ اسلئے کہ یہی اس بارغ کی
 تھا۔ یہی غارت نشا طر منہ میں جلسہ وقت
 کیا۔ اور یہی صاحب کے ہمارے دل نے سار
 ملا تا شروع کر دیا۔ جب تک سار تک
 ایک ایک پاپ پاؤں گنگوں کا سہ سے
 لے لیا۔ اس کے بعد ہی حضرت حاجی کی
 اس چیدہ غزل کے چند شعر پڑھے۔ اشعار جو
 تیز تر سے کم نہ تھے۔ بی صاحب پڑھی
 ان بیان۔ گئے گئے۔
 اور ہی جاتا ہے اگر جان جائے
 اس دل کے مشرق کو تو بھی مان جائے
 محفل میں کسی نے آپ کو دل میں چھپا لیا
 آتشوں میں کلاں جو ہے یہاں چاہیے
 گو دھندہ دھندل ہو چھوٹا ہے تو سچ ہے
 کیونکہ یہ دھندل ہے۔ اسلئے کہ یہاں
 وہاں کہ یہ دھندل ہے۔ اسلئے کہ یہاں
 وہاں کہ یہ دھندل ہے۔ اسلئے کہ یہاں

یہ تو بجا ہے کہ آپ کو دنیا سے عرض
 جاتی ہے جسکی جان اس سے جان جائے
 یہ مختصر جواب ملا عرض و مل پر
 دل ناتوا نہیں کہ شری مان جائے
 وہ از مودہ کار تو ہے کوئی نہیں
 جو کچھ تباہے داغ اسے مان جائے
 اس کے حتم ہوتے ہی پھر تائیں کا ایک
 چلا اتو ہمارا دل نہ دہ سروسے سر کی
 بلکہ مست نہیں نہیں اس میں پھر کدو گیا
 آنکھیں غل کیو تو مگر اپنی تنگدلی کی
 مرید صر کے بیان سے بی مناجان کو
 ایک دو تھالا ان ایک تھارہ دھیر کی
 رخصت کر دیا اور علیہ برخواستہ ہوا

ساتواں باب

بیتزار می و اشکبار می

رستے حجر میں بے نور آنکھیں جو گئیں
 رفتہ رفتہ صوفتا ناسور آنکھیں جو گئیں
 اکبر یاد میں ایک علیقلین سپر قومان
 سے جو قدرت و ملت ہی میں سپر و
 کو شیا دکھا رہی ہے اور سفر فرشت
 منزل سے نام سے شہر یہ ہے نہ چر نہ
 سفر ز کا نام اس مکان کے کہ وہاں

بیٹے اس رعایت سے معلوم ہوا کہ وہ میر
 اہل بھارت کے ہر مذہب کے ہر مذہب کے ہر مذہب کے
 ایشیا زبانی کی ملکیت میں ہے
 چونکہ شمس النساء و بکیم فطرت میں ہی ملک گلا
 کی ریت کی کا ایک ص ماورہ پھر نے کوشکوت کر
 پھریا تھا بیٹے خوش نصیب متول اور
 اس صاحب خستہ و اقبال والدین بھی
 دیگر گویا اس کے حوصلوں اور دلوں
 کے پورا ہونے کے سامان حیا کر دیئے
 چنانچہ اسکا وہ باب جسکی یہ
 اکلوتی مینی حتی سہ وقت اسکی و لوشیوں
 ہی میں پیدا و متہرک رہتا تھا یہاں
 ہی اس کی میاں میں کے موافق اس نے
 اس تفریح کچھ ایک چھوٹا سا باغ
 بنا اور کہا دیا تھا مینی یہ تیار کر لیا تو
 اسکا نام بھی اس کے نام سے ملتا
 ہوا چین ماورہ رکھا دیا گیا۔

شمس النساء و بکیم دن میں دو دو
 تین تین مرتبہ اس تربیت فضا باغچہ
 میں آئی اور گلوں کے پودوں اور
 روشوں و لوں کو اپنے نازک و دار با
 سے چھوٹی چھوٹی سے چھوٹی چھوٹی سے
 سے کہہ کر سب سے سب سے سب سے
 شمس النساء و بکیم فطرت میں ہی ملک گلا
 ایشیا زبانی کی ملکیت میں ہے

فیاضی سے ایک تجربہ سار گیکانہ روزگار مان
 بھی بنایا وہاں میں چپٹ کی آرائش و
 تہہ پائش میں یہ وہ دن رات معروف بہم تن
 مالوفہ رہتی تھی ۔
 گل و غنچہ اس کی رخسار کی بنائیں بیٹے
 تھے یہ وہ شہنشاہ اس کے قدر و قامت پر
 جانور ہوئے تھے اس روح افزا باغی میں کہاں
 غنچہ کی تھیں یاد گو نگوریا شے تخر میں غنچان
 کیلئے یہ آوازیں کرتی تھیں جیسے سننے والے شجب تھے
 ہو کر یہ پوچھتے تھے سے ذوق
 یہ پوچھتے تھے کچھ نکلتا نکلیوں کی سی چٹنگ
 یہ پائیں کس کی بارغ سے باغبان بیٹے لگا
 پیار ہی شمس النساء کو سوائے اس باغیچہ
 کی توجہ اور محلات شاہی کی دل بستگی کے
 اور کئی کام ہی نہ تھا اس چہوے
 دلکش پیار و دلربا باغیچہ میں جا بجا کے
 عجیب عجیب بو تھے غریب غریب بو
 تھے جگہ فرحت افروز اور راحت نما جگہ
 سے شاہم جان سے طرز شاہم روح معجز تھیں اس کی سوان روح ہو رہی ہے خدا جانتا
 کلاب چینی بیباک سرین و نسوین کے علاوہ ہزاروں
 ششم کے نظریہ سبب پود ہوں کے
 سواریہ گزریں ششم کے میو در اسکے بار
 وود و رخت بھی اس کو تھان سبب خزان
 میں پھل پھل رہتے تھے
 نگار اس سے مرعہ قیام و مرعہ انارکلی سے مرعہ سبب

بلکہ اسکے چھل میں تھی سے ایک خاص شخص
 ورونی انیسیت تھی خاصک انارکلی کے دلفریب
 غنچوں اور نظریہ سبب کیلئے یہ توجہ ہزار
 تھیں اور لاکھوں دل سے فریاد تھی یہاں تک لگا کر
 اسکا کوئی پہل ہوا تھا نہ کچھ اور سے نہیں
 ہو کر پڑتا تو یہ پودوں ایسے کہ تھی اور غنچوں
 اسکے رنج و مال میں غنچان و پھل تھی کھنچ رہی
 کہ اسے انارکلی کے چھلے تک سو جان عزیز
 تھے اور وہ سید طرح ان کا ضائع و برباد
 ہونا پسند نہیں کرتی تھیں ۔
 شمس النساء و بیگم اس وقت جن اورہ میں
 تفریح طبع کی غرض سے گلشن میں
 خوبے لگا رہی تھی یہ عورت اس کے بیوی کے
 بیوی کے چہرے کی دہائی تھانگی سے اٹھا رہی
 کو بالکل محو تھی ۔ کیونکہ آج وہ
 خوش و بانش ہوئی تھی عروسی نہایت
 ہی مفرح و مہم تھی وہ اور بہت سے نظر آ رہی
 اور بارش کی ساری دلکشی فرحت افزائی
 اس کی سوان روح ہو رہی ہے خدا جانتا
 اسکا کہ میں سبب اسکے لکھوں
 بلش ۔ پیو میں چٹنگ و ٹنگ میں ٹنگ
 اور لکھوں میں انور و بیدار ہے میں
 بیشائی پرل ہے اور بیت ہی بے گل ہے
 اور بار بار اسکے منہ سے یہ شعر نکلتا رہا
 ہے سے سبب

[illegible]

میری نگہ صاحب کی آمد کی دل چاہی تھی۔

اُسے میں کیوں بالآخر نہ پہنچی۔ اور گئی تھی تو وہاں کوئی ایسی دل راجیز دیکھ لی کہ جس نے اپنا دل دے بیٹھا تھا۔

میرا دل ہی چھین لیا۔ اور یہ تگڑا بار بار اسی چیز کے دیکھنے کیلئے تڑپا رہا کہ سینے میں شہزادہ عالم کو دے بیٹھیں بغیر سے جیسا ہی تھیں

جانتا ہے اگر اس دل بقیہ کی یہ ہی بتیابی ہو تو میری سہیا انسان میں کیا کروں کچھ کر کے

وہاں کے لالے پر جانے کہ ہر لمحہ دل محض رہتا ہے۔ کسی کے در و جہت نے عمر بھر کیلئے

مضل ہے۔ جان بیکل ہے بیٹھا بیٹھا خدا سے مانگ لیا اتنا بار کہ مجھے

دروغہ دے رہا ہے کہ پوچھو ہی نہیں اے اے الفت اخدا تجھے غارت

نہ وہ دلوں سے نہ وہ اشک لیں کرے اے اے عشق خدا تیرا سنا

کہ میں یہ ہر وقت تجھی کے ملنے کا انتظار کرے اے اے حسن خدا تجھے سمجھے

یہ آپ ہی حضرات میں جو حینوں کو غور کی اپنے چلے متکاری کے پتے غفلت شکار

کا شوق رعبہ شکنی کا ذوق جو جو کر کے رنگ ظلم کے نئے نئے دھنگ کی تعلیم

دیتے ہیں۔

سراسر میرا قصور ہے۔ نہیں نہیں میرا کچھ قصور نہیں۔ یہ سارے ہتھکنڈے

اس کمرے کے دل کے ہی بغیر میں نے لکھے وہاں بیکار فک میں ملا دیا ہے

بے گنت جہل میں سے تیرا کیا لکھا ہے عطا ہو تو نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا

کہ تیرا آئینہ میں کا سانپ یا بلی کہہ دیتا ہے جس کی گتہ کی گتہ سے تیرا چہرہ

<p>آرام و چین عیش و عشرت کا دشمن طمع نہ کر گیا المہمبہ کرانہ چلا میرے دہن غف میں دھوپ لگا میری آرزوں میں تلوں۔ دولوں جو ملوں اشکو کا دشمن نہ بن میری دولت شمت و قلع پاک دامانی کا دشمن نہ بن اگر تجھے بد لای لکھا تویش کی شمر سے بے جہوں نے عریض ہی مرست اور خوب ہی درکت کی ہے۔ کبھی تیری تیغ نظر سے تیری وہمبیاں اڑتے ہیں کبھی جنا کے ساتھ تیرا خون اڑتے ہیں عیلا مہمبہ شمت استخوان بکیں و نادان کی ہڈیاں جانے سے تجھے کیا خاک ملے گی البتہ بکلا مارے پتھر حرد و اہم یا اللہ دل تو دل محبت مودعی ماند ہی کے تیرے بھی تو اچھے نظر نہیں ہے یہ نگڑھی بھی توڑھی نظر دے مگر رہی ہے یہ بھی تو میری جان لیا ہو گئی یہ موتی بھی تیرے ناموس کے پیچھے بلا دعان ہو رہی ہے میری تباہی و ببادی پرے طرح تری ہے کاش یہ عشق میرے لئے باعث ملک دجام ہوتا۔ تو کیوں میری ہذا می بے تری کا تمام دنیا میں اشتہار ہوتا میرا کیا ہوتا ہے دل کفر پیچھے عفت و عفت کی جان گورو پیچھے جی اراکیم صاحب مجا و شاد ہوا</p>	<p>عناہتوں کے نہ ظم خود ہا حریص میں نہ رہا نہ نہیں اور نہ پنا صبروں کے جان و مال کو دھالیں کر رہے ہیں۔ خدا نہ کہہ کہ آپ کسی کے گلے سے ا رہیں۔ ہون نہ کرے آپ کسی کے پے آ رہوں۔ ورنہ اس عریض کا نقل پڑ لکھا ہو آپ کے عریض چال و حال میں پائی دوستی و دشمنی دولہا زور و زلفاں ہیں۔ کچھ ہی ہو گئے اسہ دل تو اس الزم سے سیطر جری نہیں ہوا کہ کیا کہہ تو نے بھی حضرت عشق کے چلے میں آ کر تیرے چشم زدن میں موطول کی طرح ہو گئیں پھر نہیں اور میرا زندگی بھر کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یہ تیرے ہی کرشمے ہیں جو تو نے تمل لیا یہ کسی مودعہ کو جو دمان کے نشیب و زار سے بالکل بے طرحتی۔ ناز دنیا ز عشق و عاشقی کے پرے ہو چکا اور بنا ہوا۔ اور ذرا بھی اس کے حال نہ رہا رہم نہ کیا۔ خوش نہ آئی یہ تیری پہل ہنیں دیں رشتہ اتنا پائ سال ہیں اسے نفیست مہمبہ میں پہلے ہی لکھا ہوتا اور ہوا اور بھی تیری عناہتوں سے تپ ہونے چوڑا لالا سے عہد کثرت کے چوچھے آہم ہو کر چھو گیا۔ اور کیوں میری بربادی و تباہی کا طلبگار ہو گیا کیوں میر</p>
--	---

آخر پکڑا کر ہی کرنا پڑا اور سب کو درگاہ
 لڑ پہلے ہی اتار گیا تھا۔ کہ ہونہ ہو ہماری
 بیگم صاحبہ کہیں نہ لیں دل کھینچیں دی
 سامنے آیا۔ تپہ صراپے نہیں آج
 آگے آگے دیکھتے ہو تپہ کیا
 آگے اس کیفیت دل پر تپہ میرے ہوا تھا
 وہ بھی کسی اور کا ہو گیا کسی طرف دار نہیں اسکی بھی
 پر تک و ششنگا ہے کہ سیم صاحبہ دی اور ہونہ
 دوا ہے کہ مہارے شہزادہ عالم کے یہ نظر ہے
 آپ کو ہکا کر لیا۔ قد و ان خوب و جوان اگر چہ
 لیکر جہاں میں ڈھونڈ گی تو بھی نہ پاؤ گی۔
 بھیدی بیگم صاحبہ میرے تپہ میری آنکھوں سے بہا
 اے میرے دل پر با شہزادے کیا یہ صبح ہے
 ضرور صبح ہے۔ جب ہی تو میرے دل
 کو جی مٹا دیا ہے اور بائی اور پھر بلب لب و جوان
 نے کھینچ کر اپنی طرف کر لیا اور وہ تیرا ہی دم
 بھرنے لگا۔ مہر سے بالکل بھر گیا۔ آف
 افسانہ یہ کہ جس کا پیار اور حلاوت نام ہے بخت
 منہ سے نکل گیا۔ کہ جس کے زبان پر آتے
 ہی تمام بدن میں رشتہ اور تمام جسم میں
 سوز ہوئے لگا۔ حرق انفال سے
 سر تیر ہو گئی۔ جان بے چین روح مضطر
 ہو گئی۔ دوسری طرف تیرا ہے چہ چہی سے
 گردن بدل کر نہ کیا میں تیرا ہی دیر
 کیلئے یہ غالی پلاؤ کچا مٹی کی بول کہ میں
 کہ کیا دل ملک ہندوستان شیکر شمس النساء
 بیگم کے عرض سلطان شمس الدھر کے ہوا لیا
 نام سے مشہور ہوئی۔ نہیں۔ نہیں۔ نہیں
 بھیدی خدا بھر کہہ دینا ہرگز نہیں
 کیونکہ شہزادہ نو خیر دان باد قیامت
 تک اس آن ہونی قربت کو منظور نہ
 فرماؤ گئے۔ پس میرے یہ خیالات شیخ جلی
 کی مرغیوں سے کم نہیں۔ اے سے و در وقت
 سے کہہ کر کہ اے قبول صورت و مقبول
 سیرت شہزادے تیرے پر ہی ہمال
 سلطان جہاں میں نے میرے دل کو
 دیوانہ کر دیا۔ میری نظروں میں اس رو
 والا نظر فریب خطر آجتک پھر رہا
 آہ تیری دھیمی دھیمی محبت آ میرا تپ
 میرا تپش دہی سے جواب دینا اور پھر
 منت و بجا جت سے گر کر اگر سیری
 خوشامد و دلجوئی کرنی اور مجھے واک سے
 ہٹنے نہ دینا اور میرے چلنے کے ارادے
 نہیک کہ میرا دامن تھا لیتا اور۔ اسکی
 بہتر علاج دیکھا کہ اپنا بچھیا چھپانا
 حبیب یاد آ جتا ہے۔ کلچر پائش پائش
 اور دل گہ سے ہو جتا ہے۔ اے کے اثر
 یہ حال ہوا ہے۔
 مدت ہوئی کہ مارتول سے دل کڑھتا ہے
 پر کڑھنے سے سدا رت دیکھتے ہیں گھبراہٹ

آہ مجھے کیا خبر تھی کہ اپنا خانہ پر میرا دل لوت
 لینے گئے تھے کیا ڈاکو کہیں میں تھمڑا دوسرے
 کا بھائی بدست ہوئے بھینٹا ہوا۔ جو اپنے
 دل کا احمد سے میری متل جھپٹا کر لے گیا۔
 لیگا۔ اسے اسے اتھڑا دوسرے تو نے یہ قیامت اٹھا
 دیں کہ ان بدلاؤ کیوں سیر کرنا یہ ہو تو
 دوسرے پر کیا بے غماہی کا دن ادا رہے
 تو اسے دوسرے کی خبر تھی کہ کوئی
 پر وہ موہنی صورت نظر آئیگی کہ میری لگی
 کی کیا یا لپیٹ جائیگی۔ اور میں اسکی محبت
 و الفت سے دیا ہے جہاں میں جا پڑو گی
 جہاں میرا قتل پڑا بھی نہ ملے گا۔ اسے
 پیار سے میرے ساتھ تو تو نے کوئی چھا
 سلوک نہ کیا۔ کیا مجھے بسوں کر سے چھوڑ
 دیا اور فریق کی چھری سے خون کھڑا کرنا
 میرے ملت و مذہب میں رو ہے۔ آہ
 میں یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ میرے خرق
 میں مر رہی ہوں۔ مگر بہت جلد بھول
 حضرت شیدا گھر ملی یہ ہو بیوا ہے
 سے شیدا
 قتل گاہ عشق میں شیدا تھے
 دیکھ لیں گے کیا دم پر رہا
 اسے چہر میں تنہا رہی پیار سی
 دور سے دیکھنے کی امید کرتی ہوں اور
 کیا چہرے تہیں دیکھتا نہیں ہوا کہ
 یہ امید نہیں ہے
 پیار تنہا رہی زخم توہم وقت یا دن اظرفیت سے
 گھر رہتی ہوگی۔ وہ مذاق و مزاح تنہا راول
 بہت ہو گا یہاں تو سزا و سزا و سزا و سزا
 کے کوئی مرض ہے نہ ہند نہیں تو نے نشہ
 بسوڑ کر رکھی ہوگی جیسے مجھ پر جو کر رہا ہے
 تم سے تو اتنا بھی ضبط نہ ہوا کہ اپنے دوستوں
 دیکھا حال نہ کہتے اور اس کے غماض ہو گئے
 مجھے امید نہیں کہ اپنا نے تنہا یہ راز
 اپنے ہمدونوں سے مخفی رکھا ہو بلکہ مجھے
 بتا دیا اور اس راز کو دلشت از باہر کر چلے
 ہو گئے اور مجھے دونوں جہاں سے برادر
 خدا خیر متہ اسے چھوڑ دیا کیا تو واقعی
 مجھ پر اور میرے خاندان پر برا ظلم کیا
 پیار سے کسی پر وہ نشین کی پردہ دہری
 جی نہیں ہوتی نہیں میری یا بسیں الملک
 کی بدنامی کا خیال کا ہے کو اتنا ہوگا نہیں
 تو اپنے دے ہوئے دلو خالی کرنا نہ نظر
 ہوگا۔ بہا سے گوتم نے مجھے بدنام کر دیا
 ہو کر مجھے دیکھو کہ ہنوز ضبط سے کام لے
 رہی ہوں کیسی سے بھی درو دل کہا ہو میرے
 تو مجھ پر تنہا رہی محبت کی مار پڑے۔
 میرے دیدے نہ کام آئیں اسے کہتی
 بھی تو کس سے نہ کوئی عہد ہے نہ ہمارا کہ
 اس سے یہ میرے بہانہ کہہ کر اپنے دل کی دازن

نکالتی الیہ گریہ و زاری بپارسی کچھ ہمدردی
 کرتی میں۔ اور تنگ غور کچھ آنسو پونچھے
 مگر ان سے بھی پورے طور سے کچھ نہیں
 کیونکہ درد و دیوانہ گوش دار و سکی اور ہمت
 میرے دل میں سمائی ہوئی ہے کہ خدا کا کیا
 ایسے اے پیارے شہزادے میں ایک سخت
 کرب و مصیبت میں مبتلا ہو رہی ہوں۔ یہ مکان
 عالیشان مدبر تو ان میں بارغ یہ باغچہ یہ درود
 دیواریں عظیم و عرشے یہ طراب و طوطے نہیں
 دن رات تیرا ہی سال تیرا ہی خیال تیرا
 طوق تیرا ہی استیاق۔ تیرا ہی جان۔
 کو دشمن اور بے رحم ہو کر مجھے چین نہیں
 لینے دیتیں یہ بپارسی اپنے اسی پر درد
 مہیبت کی الجھن میں پڑی تھی۔
 کہ اور قیامت تو شہ پڑی
 کیا آفت سے تو دھڑکے ہوا تھا جینا
 پڑ گئی اور یہ کیسی میرے امداد
 ایسی اپنے خیال سے پر قرب میدان میں
 سرگردان ہو رہی تھی کہ اور آئی بیٹی۔
 شہس النساء شمس النساء بیٹی شمس النساء
 اس مہیبت زدہ نے تو آ آنسو پونچھے کہ
 اور اپنے کو سنبھال کر خراب دیا جی ابا
 جان فرماتے۔
 فرخندہ بیگم۔ بیٹی بڑا اور صبر آنا۔
 شمس النساء بیگم۔ اپنی اماں کے پاس گیا۔

میں اللہ کا۔ بیٹی۔ میرا جبرائیل اب تو نشست بر خاست چلے پھر
 بیٹی اب یہ کہ تمہارا چچا اعجاز نے یاد سے بھی معذرت ہو گئے شاہ کیتا وجاہ
 بھی بعد ازاں اس کی سلطنت فتح و سرکری میں
 وہ قیام و قیام میں۔ ان خاص طیب ضرور
 آیا تھا کہ قضا کے اسے حکیم آبلہ ہو جاتا
 ہے اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا آخر اس نے
 صاف جواب دے دیا کہ ان کے تمام
 جسم میں زہر نے قبضہ کر لیا۔ اب
 علاج سے بالکل باری ہے۔ اور اب
 کسی فائدہ کی امید نہیں ہے۔ بلکہ
 ان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ
 چکی اور تمام آئین منقطع ہو گئیں۔
 اس کے جانے بعد ان کی حالت اور
 یہی تیز و مخدوش ہوتی جاتی ہے۔
 سمس النساء حکیم۔ اسے اماں جان
 یہ تمام سامنے طے ہو گئے۔ اور مجھے
 اب کس خبر نہیں۔ انوس۔
 فرخندہ حکیم۔ بیٹی۔ صبح سے تو یہ باہر
 ہی نہیں نکلتے اور تمام باغ میں دھن
 اسی آفتاب میں حکیم آیا بھی اور چلا بھی گیا
 میں نہیں کینکے خبر کرتی۔
 سمس النساء حکیم۔ بابا جان۔ بابا جان
 معین اللہ کا۔ راتیں بہوشی سے
 کہہ کر اس کی بیٹی ہاں۔ اسے بیٹی تیرا بوجھ
 اپنی گردن اور اپنے سر پر لے جاتا

میں اللہ کا۔ بیٹی۔ میرا جبرائیل اب تو نشست بر خاست چلے پھر
 بیٹی اب یہ کہ تمہارا چچا اعجاز نے یاد سے بھی معذرت ہو گئے شاہ کیتا وجاہ
 بھی بعد ازاں اس کی سلطنت فتح و سرکری میں
 وہ قیام و قیام میں۔ ان خاص طیب ضرور
 آیا تھا کہ قضا کے اسے حکیم آبلہ ہو جاتا
 ہے اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا آخر اس نے
 صاف جواب دے دیا کہ ان کے تمام
 جسم میں زہر نے قبضہ کر لیا۔ اب
 علاج سے بالکل باری ہے۔ اور اب
 کسی فائدہ کی امید نہیں ہے۔ بلکہ
 ان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ
 چکی اور تمام آئین منقطع ہو گئیں۔
 اس کے جانے بعد ان کی حالت اور
 یہی تیز و مخدوش ہوتی جاتی ہے۔
 سمس النساء حکیم۔ اسے اماں جان
 یہ تمام سامنے طے ہو گئے۔ اور مجھے
 اب کس خبر نہیں۔ انوس۔
 فرخندہ حکیم۔ بیٹی۔ صبح سے تو یہ باہر
 ہی نہیں نکلتے اور تمام باغ میں دھن
 اسی آفتاب میں حکیم آیا بھی اور چلا بھی گیا
 میں نہیں کینکے خبر کرتی۔
 سمس النساء حکیم۔ بابا جان۔ بابا جان
 معین اللہ کا۔ راتیں بہوشی سے
 کہہ کر اس کی بیٹی ہاں۔ اسے بیٹی تیرا بوجھ
 اپنی گردن اور اپنے سر پر لے جاتا

خدا را ایسا یوں سنا نہ نظر زبان پر نہ لایا
 کہ ان سے میری سخت دشمنی ہوتی
 ہے اور وہ بند ہوتا ہے خدا آکر
 رہتی ہو گیا ملک میرے سر پر قائم رکھے اور
 یہ سایہ قیامت ملک پر تو بہ نکلن رہے
 (اپنی والدہ سے) محمد آپ کو
 یہ کیونکر معلوم ہو گیا کہ خدا ان کو اندھا
 جان کر کیا ہی کجبت نے۔
 فرخندہ حکیم قطع کلام کر کے) پرسوں
 آدمی رات کو تمہارے ایسے آغا لایا
 کہا تھا کہ میرے قدم میں کچھ چھو گیا
 ہے اس وقت تو اس پر منہ ان خیال نہ کیا
 گیا۔ اور ایک منوولی بات سمجھی گئی
 مگر آخر اس کجبت نے یہ خطا ان کو
 دیا کہ تمام بدن سوچ کر کیا ہو گیا اسے
 ہوتا جاتا ہے۔ کل تک تو انہوں نے اس کی کجبت
 پر دھوکہ دیا کہ یہ کینکے شریف ہو گئی

ہوں۔ مجھے قبر میں کیونکہ چین آئیگا
شمس النساء بیگم۔ اے اباجان آپ کیا
فرماتے ہیں جس سے میری روح نفا ہوگی
جاتی ہے اور لیجیہ منہ کو آجاتا ہے
فرخندہ بیگم۔ حیف مجھے کس کے پرورک
ہے میرے بول کیا ہیں اسی روز سیاہ دیکھنے
کے لئے زندہ رہی تھی۔
شمس النساء بیگم۔ اباجان خدا کے
لئے جو صلے سے کام لیں ورنہ میری جان
اسی حد سے نکل جائیگی۔ یا اللہ
مجھے ایسی کجیبت اور منجوس دل نہ دے
کہ جس دن میرے سر پر میرے اباسا
سیاہ نہ رہے۔
محبت الملک۔ اے اے رحمت
جان و آرم جگر حوصلہ کیا خاک کر دیں
اب الوداع ہے
شمس النساء بیگم۔ منہ میں تھپے سے
شربت نکال کر۔
بھلا اباجان میں کون ہوں
محبت الملک۔ سنٹی سے آنکھیں
کھول کر لکنت سے اتم۔ تم۔ میری
میرے ہوتی ہو۔ سوچتا
فرخندہ بیگم۔ مجھے مالک جی کو بھی قہ پڑے چلو۔
محبت الملک۔ دماغم سبکست میں
پہ پہ پانی پہ پہ پانی پانی

فرخندہ بیگم نے گریاں و نالان ایک خاد کو
اشارہ کیا وہ دوڑ کر گلاب کی بوتل اٹھا
لائی۔ جس کے چند قطرے منہ
میں چھائے تھے شمس النساء بیگم نے
حالت مذکورہ میں پریشان شروع کی دو چار قطرے
اسی حلق سے اترے تھے کہ مہلین الملک
نے نگاہ حسرت و یاس سے چاروں طرف
دیکھا آنکھوں میں آنسو بہا رہے تھیں
ڈبل گیا۔ اور طائر روح نفس غصہ
سے چشم زدن میں پرواز کر گئی فرخندہ بیگم
اور شمس النساء بیگم نے یہ حالت دیکھ کر
شور مٹیں بکا دئیں سے آسمان سر پر اٹھا
لیا۔ اور۔ اور عورتوں نے ماتم و گہر دم
سے عرش کا کلیجہ ہلادیا اسے یہ گریہ و
داری آہ و بیقراری سن کر مہلین الملک
کی ماری امیدیں اور آرزوئیں۔ یہ کہ
کہہ کر سب کو سمجھا رہی تھیں کہ
دیکھو تمہارا بین و بکا سے سے آتش
زمین کو زلزلہ آئیگا چرخ کو چپکے
ہماری ارمح کھیں جو ستیر رہی ہوگی
اے کجیبت اعلیٰ کے اس شہت
اشیوں کو دھارے کے کفر و تہ نہ ترقی انہما
و انانہ و راجدوں۔ مہلین الملک نے دم
نکلتے ہی دم و بھر میں یہ تہ نہ ترقی

مہمانوں پر ہونے لگی اور چھینڑ و کھینکوں کا
 مہمانوں پر ہونے لگا چند کھنڈ میں تمام
 مہمانوں اور سنا کر کے عین الملک سے گوم
 ہے یہاں کو خاک میں چھپا دیا گیا اب اس کے صبر و شکر
 کے چاہے ہی کیا تھا اور رونے پینے حاصل
 ہی کیا تھا چونکہ دنیا ایک بالکل دھوکہ کی
 جی ہے۔ ایسے اس پر تفسار کرنے
 والے فلاسفوں کا یہ قول ہے۔
 کسی مرگ پریم گز نہ کیجئے چشم تیر گز
 بہت سارے انہر جو اس جلیے پریم گز ہیں

انکھواں باب

بی زعفران

یہ وہ کامل ہے اپنے فن میں حضور
 دھوم ہے جی کی ذی کالوں میں
 یار غار سلیم خواجہ محمود بزم نشاط کے
 برخاست ہوتے ہی اپنے مکان پر
 پہنچتے ہی بی زعفران یاد آئیں
 و ذرا آدمی بھی گیا۔ جو قورڈی میں
 میں باقی صاحب کو سا قہر تیکر اس میں آتا
 بی صاحب نے اتنے ہی عرش خدا پر
 کو بروہا پہلا ہم کہتے ہیں یہ عداوی
 صاحب راہ سے یہ جو ذرا یہ لونی سی
 سہولت یا دہرہ کی گئی ہے ہر راہ صاحب

نے سنا کہ کہا کہ ذرا بیٹھے تو سہی آپ
 گویا ہوا اس کا دوسرے پر خواہیں۔ کیا ہم
 غریبوں سے کچھ بیزاریاں ہو سکتی صورت
 بھی نہیں دکھائی دیتی۔

بی زعفران۔ وہاں صاحب راہ سے وہاں ہمارے
 مجال ہے چونکہ اب آپ اصحاب
 لونڈی کو یاد ہی نہیں غریب سے ایسے
 یہ شک قرار بھی حاضر ہوئی ورنہ میں تو اس
 سرکاری ملک پروردہ قدیم ہوں۔
 خواجہ محمود۔ بی زعفران یہ سب آپ کی
 شرافت ہے۔ بیٹے ہمیں ایک
 نہایت ضروری۔ دراجم سے لے
 ملایا ہے۔ اگر یہ کام تم سے نہ ہو
 سر انجام دیا تو میں ہمیشہ کیلئے تمہارا
 مرہول ہو جاؤں گا۔

بی زعفران۔ اسے میں قربان ہو گئی۔ وہ
 کون اہم کام ہے میں تو آپ کے
 لئے جان لٹا دیتے کو حاضر ہوں
 اس کا انگوڑے کی حقیقت چھپ ہی گیا
 ذرا سفلوں تو سہی۔

خواجہ محمود۔ بیٹے صاحب راہ میں
 بی زعفران۔ تو میرا کام ہے کہ وہاں سے
 ملک رکھیں گی۔ اور پورے ہی اعلیٰ مقام پر
 صاحب راہ کی سب کو شکر ہے کہ یہاں سے
 اس کے چھوڑ کر جاؤں گا۔

و غفران صاحبزادہ سے اگر مجھ سے یہ ہے
 کھٹکا تھا تو پیچھے چلا آیا ہی نہ ہنرناہ صلا میں الیا
 سکتی ہوں۔ انشا اللہ پہلے جو متعدد و کلام چہ
 لے گئے کسی میں بھی چینی بے احتیاطی کی منتی
 جو ضد انکوائتہ میں کہ مقبول لگی۔

خواجہ محمود۔ بی زعفران ذرا حسب الد
 آپ اپنے دل میں کسی اور خیال کو جگہ نہ
 دیں۔ آپ سے مجھ پورا المینان ہے
 یہ میں نے صرف اس لئے کہہ دیا۔
 کہ یہ معاملہ نہایت ہی نازک دہرہ دار کی اور ساتوں توہی کی طبیعت سے کینے کے اندر ہے
 خواجہ محمود۔ کہوں کیا دیکھا تم سے
 ایک عجیب بات تو یہ ہے کہ کوئی کبھی
 سے نہ۔ اگر کہنے کے لئے ضرور منام گھاٹین
 اسی میں کہ تھا۔ سے مکان میں وینک
 نہ پتہ ہی ہو۔

زعفران۔ و قابل سے کیا کہہ دیت
 یہ تو چہ ہی تار بکریاں ہیں (خوشی) پیر
 یہ آنکھ کان کا نہ آئیں۔ جو میں نے
 کچھ بھی منام جو یہ پتہ ہی کہہ دیتے
 کچھ میں نہ ہوا۔

خواجہ محمود۔ و پتہ ہمارے آئے
 میں۔ تقدیر باب کیوں کر کہ مقبول
 آئندہ کو ہوں تو تمہاری ہی گویوں
 زعفران۔ میں کیا شک ہے۔
 خدا ہمارے صاحبزادے کو عمر غری و
 اقبال۔ کہہ رہی مرحمت فرما سے اچھا

کچھ نہ کچھ تو سنا ہو گا۔ کیونکہ اب یہ خبر کچھ
ایسی زیادہ پوشیدہ بھی نہیں ہے بلکہ سب کو
اثر نے لگی ہے اور کانوں کان غنائیاں بھی ہو گئی ہیں

زعفران۔ لے۔ سننے کو تو زردوں باتیں
سنتی ہوں۔ مگر یہ کیونکر معلوم ہو کہ غنیمت کیا ہے
اور کس خاص معاملہ کی بنا ہے۔

خواجہ محمود۔ وہ کیا ممکن ہے۔ کہ
آپ نے شاہزادے عالم والا معاملہ
سنا ہو گا۔

زعفران۔ ہاں یہ کیوں نہیں فرماتے
ضرور بیٹے یہ ارثی سی خبر سنی انکار کس
بگڑی ہو ہے۔ مگر غیب سے جیت تک

کوئی مجھے پوچھتا نہیں۔ میں کسی
معاملہ میں دخل نہیں دیتی۔ اور خواہ
شعرا بی بیچ میں تانکیں نہیں اڑاتی۔

اب آپ نے یاد فرمایا ہے۔ جو حکم
ہو۔ حاضر ہوں۔

خواجہ محمود۔ اب تو آپ کو کچھ نہ پوچھ
فکر ضرور کرنی چاہیے۔ کیونکہ شاہزادوں
عالم کی یہ حالت مہربانی سے ہے۔

مواہجہ مل آئی ہے۔ ایک شکل کی فرمائیں
کہ تب بھی در و جگر می سے در و سر می ہے
بس ایسی حالت میں اگر آپ نے انکے علاج

ڈرا۔ تھی کی تو پھر ان کی زندگی مجھے
نظر نہیں آتی۔ خدا نہ آئے کہ کوئی نور دے

معاملہ ہو گیا تو ایک بیگناہ کا خون آپ کی گردن
پر رہ جائیگا۔ اور آپ کی زبیرہ قیامت گردن
جائیں گی۔

زعفران۔ خدا نہ کرے صاحبزادے کے کوئی
ایسا منحوس واقعہ پیش آئے اور یہ لگڑا معاملہ
میں کوئی شہید ہو جائے جو جمل ہی نہ ہو اچھا بات

اپنی مطلب بیان فرمائے کہ آپ چاہتے ہیں
جہان کو انیکو حاضر ہوں بھلا یہی کوئی بات
ہے کہ بہار شاہ و صاحبزادے فکر و غم سے

نہیں۔ اور میں تماشہ دیکھوں یہ تو مجھ سے نہ ہو
کہ میں اپنی جان تک وار کر چلیں تو کئی اچھا بات
ارشاد فرمائیے۔

خواجہ محمود۔ شاہزادہ عالم کا حرف یہ مطلب
ہے۔ کہ تم کسی طرح شمس النساء علیکم
سے اعلیٰ ملاقات کر دو تاکہ کچھ کہیں

ہو جائے اور دل مضطر نہ ہو جائے وہ
تمہیں بہت خوش کرے گی

زعفران۔ بھلا یہ کوئی بات ہے۔ دنیا
نیا کسوت چیر ہی کیا ہے اہل کی کھائی
ہوں یا کسی اور کا۔ دولت بہت تو آفتہ کی

آفتہ کی میں سے وہ تو شیشہ ہی ہے پور
انعام غایت فرمائیے میں بھلا کیونکر ان کی
منکس حرامی کر سکتی ہوں۔

خواجہ محمود۔ اچھا تو پھر آپ چلیں
میں شاہزادے عالم سے آپ کا مقابلہ کر دو

زعفران نہیں میں آج شہزادہ عالم سے
 حضور کوئی پہلے یہ تو تھیں کہ شمس النساء یکم
 کیا حال ہے اسکی طبیعت بھی شہزادہ عالم
 کی طرف مائل ہے یا نہیں اگر مائل ہو تو اسکی کیا راہ ہو
 خواجہ محمود میرے نزدیک تمہارا شہزادہ
 سے مل ہی لیتا ہنہر ہے ۔

زعفران - نیس آج کا ملا اجنا ہنہر نہیں
 جہاں ملے ۔

خواجہ محمود - اچھا تو کل کس وقت تمہارا
 انتظار تھ خنڈل میں کیا جائے ۔
 زعفران - جو وقت موقع ملا ۔ یا جو وقت
 آپ کے پاس دفرمایا ۔ فوراً حاضر ہوگی ۔

خواجہ محمود - بہتر ہے مگر کھڑا کر لیں
 نہ جہان کوئی فکر ضرور ہونا چاہیے ۔

زعفران - بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں
 یہ بھروسے کی بات ہے میں اقرار کرتی ہوں شہزادہ
 جان اپنی راوی کی صاحب
 دان کو ان سے ملاؤ گی صاحب

خواجہ محمود - ہاں بی زعفران مجھے تم سے آگے
 بھی کہیں زیادہ امید ہے ۔ خیر رخصت

بی زعفران دعا دیتی ہوئی اپنے گھر کو چلیں
 راہ میں اس خیال کیا کہ خدا کے سونے کی

چیز یا جہاں میں چھوٹی ہوئی اور کھڑے ہوئے
 شمس النساء یکم کا دل تو تھیں دھیموں

اور یہ یہ کہہ کر آگے چلیں

کچھ کار دانی کر رکھو گی تو بہت سا کام نبی عظیم
 یہ منصوبہ دل میں رکھو کہ یہ سیدھی عمل میں
 ہو کہ یہ اسی عمل کی نمک پر درستی اور انشراح
 ہے اسلئے یہ عمل کے کل حالات سے واقف
 ہے حسن اتفاق سے بہتر کی طرح وقت تک
 نشانے یا تمکا شمس النساء کے پاس بھی
 جو اسکی خوش قسمتی سے اسوقت تمہا بھی کچھ
 سوچ رہی تھی ۔ جلد ہی چپکے سے میٹھ گئی

اور سلسلہ کلام اس طرح شروع کیا ۔
 زعفران - بی مزاج تو اچھا ہے ؟ آپ کا کام
 کیا ہے ۔

شمس النساء یکم - دو تھنڈی سانس
 لے کر تھکے چمچی ہوں ۔

زعفران - اور نام تو آپ نے بتایا ہی
 نہیں ۔

شمس النساء یکم - مجھے نگور کی شمس النساء
 کہتے ہیں ۔ اور آپ کا کیا نام ہے ۔

زعفران - بی ذرا نہ کر ۔ سے اپنا نگور سی

ہوں ۔ آپ کے دشمن نگور سے ہوں ۔ جو
 آپ کو نہ دیکھ دے سکیں ۔ بی مجھے زعفران کہتے

میں فکر آپ کے کلام میں کچھ درد
 کی تو آتی ۔ یہ یہ آپ تھنڈی سانس کیوں

رہی ہیں ۔ اور صحت کی کیا
 شمس النساء یکم - شہزادہ شہزادہ شہزادہ

شمس النساء یکم - آغا

میں آپ کی تو مدت سے توفیق من من
 کر آپ کی تو میں دیدار کی مشتاق تھی۔
 میری طبیعت تو بے حد تھانی رہتی تھی آپ کی
 خواہشات بھی ہے میں کیوں ٹھنڈی سانس لیتی
 لگی آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔
 داول میں اس کینجرت کا آنا خالی از غلت
 نہیں۔ کیونکہ اس فن کی مشہور دالہ ہے
 حضور صبر کرو۔ معلوم ہی ہو جاتا ہے۔
 (زعفران) بی میرا خیال ہرگز ہرگز غلط
 نہیں ہو سکتا۔ آپ کے ولی فیالات کا آئینہ
 آپ کی صورت ہی ہو رہی ہے چھپا سنے
 کو تو آپ لاکھ چھپا رہے۔ مگر سب چھپ
 بھی سکے۔
 حبیبی۔ ہمدردی غیب دانی۔ بی
 زعفران بھی لال بھجڑے سے کم نہیں۔
 زعفران۔ مے میہ سے نہ توڑیے تینے
 بھی تو تمام عطر آپ ہی صاحب ل کی جڑیاں
 سیدھی کی ہیں۔ ابرا کیا مجھ میں اتنی
 بھی سمجھ نہیں۔
 شمس النساء بیگم۔ دل میں یہ تو دینے
 پہنے ہی تار لیا تھا کہ یہ بڑی چٹا پنہ
 اس کا آنا ہے سبب نہیں۔ دیکھئے تو دل
 ہوید لینے کے لئے کبھی چلے جلیں رہی
 ہے بی زعفران خدا ہی کرے یہ کیسی کھڑا
 ناچری باتیں کر رہی بہ خیر سے ناک میر کا

کا تو شوق نہیں رہے گی کال کا شام چہ سستی
 زعفران۔ وہابی بھنگ دنگ کھائے
 میری بلا اپنے تو ناحق مجھ نہ بختی کو بھگن
 (دلین) تو کبھی کیوں ہو۔ اگر آپ سے آپ تمام
 منہ سے نہ اوکل ہو تو پھر اپنا ناچ زعفران نہ رکھو
 کیا آپ اپنے ولی جذبہ کو کبھی چھپا سکتی ہیں
 ہرگز نہیں۔
 شمس النساء بیگم۔ شاید آپ ہی کا خیال صحیح ہو
 مگر یہ آپ کی یہ نہیں کیوں پڑ گئیں خدا کا شکر کہ
 بھی ہو تو آپ کو اس سے کیا غرض۔
 زعفران۔ خدا خدا خدا تونہ فرما کیے بدک
 خدا خدا خدا فرما کیے کونجے آپ کی دلی فیالات
 و خالی معاملات سے سبب مراد نہ ہو مگر مجھ
 کو کسی تکلیف دہی نہیں جاتی کہ خدا نہ دل
 ٹوڑا ایسا ہی نرم دیدیا ہے۔
 شمس النساء بیگم۔ تو بی خدا نہ کرے
 مجھ پر تو کوئی ایسی مصیبت نہیں پڑی کہ
 جس کے لئے آپ کا ہمدردی کی ضرورت لاحق ہوئی ہو
 زعفران۔ آپ کو نہ ہی کسی اور کو سہی
 پتو شمس النساء بیگم کے اور بھی کان فطرے ہو گئے
 شمس النساء بیگم کسی اور تو ہوا
 کہ نہ سبب طلب آپ کی سبب مجھ سے نہ ہوا
 کیوں پڑ گئیں۔ یہ تو طافات نہ ہوئی۔
 فرمات ہوئی۔
 زعفران۔ مے منہ تو نہ آملو اے۔ کہئے تو

آپ مجھ سے دعا فرمائی نہ مانگیں کہ بہتے
شہر آتی ہے۔

زعفران۔ دول میں تمام کھیل کر گئے
پتا کر بڑھ گئی بڑھ کر کہاں جاتی ہے
صاحب زادہ میں نہ مانگیں کہ بہتے
مجھے معاف نہ فرماؤں گی۔ اگر ایسا ہی ہے تو
کاٹھنڈا میں سے توں نہ فرماؤں گی
کہ سارا گھبراہٹ چلائے۔

شمس النساء بیگم۔ آپ تو ناحق بیٹھے ہو
میں تعجب رہی ہیں۔ اچھا صاحب بیٹے

دعا کیا۔ بیٹے اتنے خوش رہیں۔
زعفران۔ انچی جی خوش ہو گیا جنگ
جنگ جیسے دو دو بھلا نہاؤں توں نہاؤں

اچھا تو اب میری بیٹی سے آپ دعا فرما کر
اپنی بیدہ شاہجہان کی بیٹی تیار کر کے لے

شمس النساء بیگم۔ میں تو کہیں دیکھ نہیں
ہوں۔ وہ جس کی بتاؤں یا آپ آج لائیں

کیونکہ لائیں۔ اور میرے حال کی اس قدر
میںوں جہاں ہیں۔

زعفران۔ آخا صاحب زادہ
اتنی دیر کے بعد آپ کے میرے حال زار پر

رہم فرمایا۔ اور میری خبر سے اچھی انداز پر
توں نہاؤں۔ اور تیرے ساتھ رہے (اور وہ ادھر

دیکھ کر کوئی شکر نہ لیاں۔)
کیا کہوں صاحبہ زادہ کی دعا سے ایسا

کہہ چلاؤں۔ آپ نے کیا فرمایا۔ کچھ طلب
جی حضرت آپ کو تو وہ مطلب جس کا جواب

نہیں۔
شمس النساء بیگم۔ دہشت ہو گیا ہو کر

یہ کیا آپ پسندیاں سمجھا رہی ہیں تو
آپ کی ان پسندوں کے جو جیسے سے

بالکل تاحیروں۔ ان اگر کچھ فرماتا ہو تو صاحب
صاف فرمائیے۔

زعفران۔ بی کب تک مجھے نہ بتائیگا۔
اور کب تک اڑن کھایا کیجیے گا۔

شمس النساء بیگم۔ دین نہیں ہو کر بی
زعفران ہمارے مکان بارہری الفاظ

سینا آنا میں۔ ہم خیر فی زادہ لائے
سننے کی تاب نہیں لاسکتیں۔ ہمیں

صاف فرما دیں۔

زعفران۔ دجی میں اڑی شریفہ زادہ
کی قوم بنی ہیں۔ نوٹوں سے آنکھیں لڑائی

پھر میں اور یہ دعویٰ کریں۔ رہ تو ہی وہ
جڑی ہو کہ یاد رہے۔ صاحب یہ تو کوئی

بازاری الفاظ نہیں۔ بلکہ محاورے ہیں
جنگ۔ کہ کی زبان پر جاری ہیں خیر اگر

یہ سے ملے ہوئے تو میں آپ سے
کی دعا فرمائی ہیں۔ اور آئندہ تمام

کا وعدہ کرتی ہوں۔
شمس النساء بیگم۔ آپ بڑھتی ہیں

نرم و لگن دار دل دیا ہے کہ کسی کے چہ انش کی
اور اس موندی کلائے پر چل گیا ہے کسی اور
دیکھ وہی ہوں کہ بچہ مارا ہو پتھر سے ہے
اندون ہی کو نہیں لایا ہے۔ درویش ہی کو نہیں
چلانا ہے تیرے پاس ہے روتا ہے فریاد کرتا ہے
بھی فغان کبھی لب پہنا ہے تیرے کبھی دو بچہ
حالت تباہ ہے ہر وقت گریہ و زاری ہے ہم
لحہ افسانہ ہی ہے۔ دل میں تپک جگر میں
تیس ہے مال پر درویش زمین تو آسمان بنا دیا
میں دیکھا ہے غنم را ارکا دل دہلا دیتا ہے۔

حجاب حرم حرام ہے۔ اٹھنا بیٹھنا
دشوار ہے۔ تو بار برسوں کا بیمار ہے
سو کھ کر کائنات ہو گیا۔ گل سا چہرہ و اچھوڑ
ہو گیا۔ نہ لگا در و غنم نہ ہو گیا
گو بہا درج و مقام ہے۔ عیان ہو یہ گوہر
وقت خیال ہے۔ خند اچھائے چپکے کے

دل میں لیا کولن سا تم ہے کہ جس سے
اس کی حالت بالکل پرہلہ ہے اگر چہ
یہی حال رہے تو نہیں معلوم کہ اکی جلال پر
کیسی کیسی قیامت کیسی لکھی آفت
آئے میں تو دیکھتی ہوں ایچھوڑا ہندو
سے پہنچا ہے۔ اس سے اس کی جان
بھائی ناممکن درج ہے۔ بلکہ اسکا خود
کشی کر لینا بالکل بفرین تیاں ہے

ما صاحب ترا وہی آپ ہی فرمایا ہے کہ
نرم و لگن دار دل دیا ہے کہ کسی کے چہ انش کی
اور اس موندی کلائے پر چل گیا ہے کسی اور
دیکھ وہی ہوں کہ بچہ مارا ہو پتھر سے ہے
اندون ہی کو نہیں لایا ہے۔ درویش ہی کو نہیں
چلانا ہے تیرے پاس ہے روتا ہے فریاد کرتا ہے
بھی فغان کبھی لب پہنا ہے تیرے کبھی دو بچہ
حالت تباہ ہے ہر وقت گریہ و زاری ہے ہم
لحہ افسانہ ہی ہے۔ دل میں تپک جگر میں
تیس ہے مال پر درویش زمین تو آسمان بنا دیا
میں دیکھا ہے غنم را ارکا دل دہلا دیتا ہے۔

حجاب حرم حرام ہے۔ اٹھنا بیٹھنا
دشوار ہے۔ تو بار برسوں کا بیمار ہے
سو کھ کر کائنات ہو گیا۔ گل سا چہرہ و اچھوڑ
ہو گیا۔ نہ لگا در و غنم نہ ہو گیا
گو بہا درج و مقام ہے۔ عیان ہو یہ گوہر
وقت خیال ہے۔ خند اچھائے چپکے کے
دل میں لیا کولن سا تم ہے کہ جس سے
اس کی حالت بالکل پرہلہ ہے اگر چہ
یہی حال رہے تو نہیں معلوم کہ اکی جلال پر
کیسی کیسی قیامت کیسی لکھی آفت
آئے میں تو دیکھتی ہوں ایچھوڑا ہندو
سے پہنچا ہے۔ اس سے اس کی جان
بھائی ناممکن درج ہے۔ بلکہ اسکا خود
کشی کر لینا بالکل بفرین تیاں ہے
ما صاحب ترا وہی آپ ہی فرمایا ہے کہ

<p>سمیوں کو پوچھتا ہے کہ اس کو مار ڈالو بھید ہی میں بلیم صاحب آپ اس شعر پر اس قدر چونکے کیوں ہوئے۔ شمس النساء بلیم نے زعفران سے آپ کو مار ڈالا تو میں نے ہی سہو آفات میں سے گنایا ہے اب بھی اس معیت کے قتل کا نام نہیں لیا جا کہ میرے دل کی پریشانی وہ بھی جانتی ہے زعفران۔ وہ اپنے دل میں ابھی ابھی کیا پریشانی ہے ستور کا دیر میں سر پر ہاتھ دھر سکے نہ تو تو پھر ہاتھ ہی کیا ہوئی۔ لی کیا اس غریب کا نام تھا دل اب تو مجھے</p>	<p>آپ خود ہی کھود کھود کر نام پوچھ رہی میں۔ تو شیخ یہ پروردگار است مہار سے شام دوست عالم دیا کی طرح شہزاد سے کہا ہم زعفران سے مارے نکلے ہی مہار ہی ہر دین کا دل دیا ہو گیا۔ عجا ابھی ہر دین کی یاد نہ کہ تو نے لکھا تھا تمام جہنم سنہ کیا۔ عرق سے نہ تو گریہ قریب تھا کہ بخش آجائے۔ مگر حیرت و شہزاد اپنے کو ہنسا لیتا کہ کت دوسرے ہاتھ سے نہائی کی طرح بیٹھی ہی نہ زعفران سے ہنسا تو ہی ہنسا</p>
<p>اس کے فریاد و نغان و رور و الم رہتی دالم آہ و بکا شور و شین گریہ دین سند و شین جلتے۔ شمس النساء بلیم سخت بے چین رہا ہو کہ وہ بی زعفران تمام مہار سے لکھا گیا حرف نام تباہی میں یہ اشخاص خیر نہ تباہی جیسے بھی اس کی ضرورت نہ ہو۔ زعفران۔ وہ صاحب زادہ ہی تھا میں اشخاص کیوں کر نہ لگی۔ نہ اس بار تباہوں۔ ایک دو بار کی تو بات ہی لیا۔ میں تو صرف اپنے نام تباہی سے گریہ کرتی تھی کہ قریب کشتیاں آپ کو بھی کوئی رنج نہ پہنچ جائے۔ اور آپ کا دل ابھی ہے تا پور نہ ہو جائے۔ اب جب</p>	<p>شمس النساء بلیم میں بہتر ہاتھ عالم کی یہ حالت سے یہ کیوں۔ اب کیا تھا اب شمس النساء بلیم تمام مہار سے لکھا گیا یہ تو آپ اپنے ہی جی سے بہ سننا تھا کہ شمس النساء دے گئے ہیں ان کی۔</p>
<p>سکا تو اچھو نہیں ہوتا میں دیکھ جتے ہی جھٹی رہی گریا اپنے ہی میں نہ تباہی نہ تباہی تو یہ کہا۔ شمس النساء بلیم۔ دل میں نہ تباہی پہنچتی تھی تا کہ اس کی جوت کاغذ سے پاس آنا نکلتا۔ جھٹلی تھی نہ آخر وہی</p>	<p>ابھی ہے تا پور نہ ہو جائے۔ اب جب</p>

مواہب سبب انہیں حضرت کی ملی جھکت
ہے۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔

واہ بی زعفران! میرا پستہ جی سے
کیا یو چھو رہا ہے تو ایک ہی ہولی وہ تھراؤ
میں لپکے غریب کی کہہ سے آگ کیا واسطہ
زعفران! یہ تھراؤ کہ واسطہ نہیں تو مرنے
دینے کے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ شامزادہ عالم
سما نام آئے ہی آپ کھڑے کیوں کہیں؟ اور
آپ کی حالت اسوقت ایسی عجز کیوں

میرا ہی ہے۔
شمس النساء! مجھ سے یہ تو بڑا ہی چپا ہے
کیوں آٹھ بیہوش ان کے نمک خورشید میں یا نہیں
آپ ہم ان اتنی جھڑپ ہی نہیں کریں۔ اور
نمک خور کہنا لائیں۔

یہاں تو بی بی زعفران بھی کچھ لڑا بڑا ہے
سی آگے کہیں۔ مگر اس کے جواں گھاتہ خاک
میں مل گئے کہ یہاں جہان کے لائیں۔ آخر
سو جہاں تو یہ سر جھا۔

زعفران! جینو پونی ہی اچھا ہے۔
میں جھست رہی ہوں۔ انا اللہ اعلم
میں گئی۔

چاہیہا نام شہتہ ہی شمس النساء سے
ہم سے پہچانیں اڑنے لگیں۔ کیونکہ
بی زعفران نے کوئی ایسا دیکھا تھا وہاں
کیا ہی نہ تھا اس نے تو وہ چلتا ہوا جاؤ کہ زعفران سے سب باتیں کہی گئی ہیں

چلایا تھا جس شمس النساء کے کہنے پر
کلی اب جھڑپ کرنا وہاں ہی بھیستے کہنے میں آتی
راہی تو زعفران پر اسے زیادہ وقیع نہ تھی۔
شمس النساء! وہاں ہی زعفران اتنی جھڑپ جھڑپ
کچھ نہیں۔ جی بیگم! جھڑپ نہ دلی ہے
یہ تو لاٹھی مار سے جی نہ تھے کی جھٹک
اپنا مطلب حاصل نہ کر لگتی۔ آپ زور دیکھتی
تو میں کہہ لیتی کہی چالیں جیتی سے۔
زعفران! بہت تو بھٹی اب کب تک
بھٹی رہوں دل ہی تمام ہو نیکو آیا۔

شمس النساء! مجھ سے ابھی تو بہت دوا
چاہیہا۔ بیوقوفی۔ تو پھر آپ شامزادہ صاحب
کو کیوں نہیں سمجھاؤں اور کیوں نہیں
ان کا کوئی علاج کریں۔

زعفران! جھڑپ کیا ہے جہاں۔ اور
کیا علاج کہہ کر دے جھڑپ جھڑپ اور
جن کے پاس انکے دوسکا ومان سے
وہ ہی کان پر آتھہ وہیں تو دوسرے بھی
کیا کر سکتے ہیں۔

شمس النساء! مجھ سے ابھی میں اب تو بڑی
اس کے پاس کے چارہ نہیں کیونکہ اگر میں

اس سے اپنا ولی بھید پہنچاؤں اور خدا نخواستہ
شہزادہ کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ تو جہا
ہی غضب ہو جاوے گی۔ اور یہ تو ظالم ہے
اس سے سب باتیں کہی گئی ہیں

<p>اور بھی بھی گئی تھی اس دن نہ بے وقافتا کی طرحی کہنے دل سے پوچھنے یا پوچھتی سے پوچھتی جھٹکا وہاں ایسا سنگدل ہے جو شہزادہ کی ایسی حالت میں وہ آیا اٹھو وہ کہہ دیتی خانم کہ سہی زعفران مسکرائیں پور دیں کہا کہاں آیا آپ یہ پڑائی جالی میں - زعفران - سے اپ میں بھی کس کا نام اوں کہ وہ سنگدل کون ہے جو شہزادہ کو سہی و بہت میں شہزادہ کی آمد ہوئی سے تیر کی دھماکے سے پاکہ اس سے شہزادہ کے آو نہ لہ زبیا وہ فہان</p>	<p>کیا شیشے میں تانا چٹم بدو در کہ سرکار مارا شمس النساء بیگم - جہا میں کیدوں خفا ہونے لگی دیکھا لیکے اوزخا ہونے کے کیا منی - یہ تو میرے سمجھ میں ہی نہیں آتا زعفران - اچھا تو اس سے آپ کو کیا آپ قسم تو کھا شیشہ پھر دیکھا جالیگا شمس النساء بیگم - اچھا میں خفا نہ ہوگی زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی</p>
<p>شمس النساء بیگم - اگر تہا رسی ہی منی جتنے تو میں شہزادے سر کی قسم کھاتی ہوں اب کیا تہا بی زعفران نے بید ہرک شمس النساء بیگم کے ذوق پر ہرے پیارو محبت سے افسر رکھ کر کہا کہ وہ موغنی پیار ہی دل با جان لیو صدمت تیری</p>	<p>شمس النساء بیگم - نہیں بی زعفران ایسا قالم و جلا کولن پوچھا جتنے کسی سے اذکار میں مزہ آتا ہوگا - بچے تو کوئی ایسا بھلاو نظر نہیں آتا - زعفران - شاید آپ کو نظر نہ آتا ہو مگر بچے تو تامل ہے - شمس النساء بیگم - شاید آپ کو نظر نہ آتا ہو مگر بچے بچے نظر آتا تو میں بھلا اس سے پوچھتی بھلا اس بچہ کو جہاں سے حاصل اس سے</p>
<p>شمس النساء بیگم - اگر شمس النساء کا رنگ فق ہو گیا - شمس النساء بیگم - آئندہ میں بھی ہوگیں - ویر تک عالم خیر میں رہی پھر کہا بھی تو یہ کہا - شمس النساء بیگم - وہابی زعفران عزیز زعفران - خیر تو جہاں نہ یا نام عزیز ہو شمس النساء بیگم - اب کیا ادا ہے مجھے سبب خیر ہے جہاں آپ زیادہ نہ چھپائیں اور نہ چھپیں عالم کی جہاں کیو نہ بن جائیں - کیونکہ اس دن بھیجی ہوں - کہ آگے چند سے آپ نے</p>	<p>بہند خدا کیجئے تو عجم چاہیے زعفران - اگر عجم ہو تو میں اس سے دیکھا تو اگر پہلے آپ میرے سر کی قسم کی کھا لیتے کہ آپ مجھ سے حقا تو نہ ہوگی - اگر لیا ہو تو جیائے دیکھیں میں لڑائی - عید ہی - وہابی زعفران امانتا ہوں</p>

نواں باب

تجدید تہائی

تجدید تہائی میں ہے۔ وہ شریکین حضرت
قریں نزع میں بیمار عیسیٰ دین مریم میں
ہے۔ وہیں ملک اس کو دیا۔ ستارہ قمری

ہوئے آج پورا ایک سال چو گئے۔
اس ایک سال میں زمانہ نے گریٹنگ کی طرح
سنگینوں رنگ بد کے مگر ہر رنگ
وضع پر قائم نہ رہا۔

ہر ایک لحاظ بیک ساعت بیک دم
دگرگوں میثود احوال عالم
کے مطابق ہوشان عالم کا تفسیر ہے
ہزاروں بھری ہر ہی پرمان گودیاں

خالی ہو گئیں۔ لاکھوں پر آرزو آغوش
مراؤں سے پر ہوئے۔ بیکرڈ نو
دو جہازوں نے ناشادوں مراؤں دیا
بنانی سے عالم جادوئی کی ناہ کی غور

بوتے سے بہت ارمان بکے دل کے
بیکر پھر بھی کم لنگہ کہتے ہوئے عدم
کو سدھارے کتنی عورتیں۔ بیوہ
ہو گئیں۔ کتنے مرد حضرات عورت و بھیل

مجدد ہو گئے ہزاروں چہستانوں پر لانا

اور قافل کی تو شہزاد کی زاریت کی بالکل
ایسی تھی کہ اور ہر شہزاد آپ ہی کا گھلا یا گھلا ہے
شخص الہی و عظیم خیر فی زمانہ عارفان اگر یہ
مجھ پر کہ اس الزام کا ملو ہم نہ لگے ہیں۔ نہ
مجبور تہا۔ یہ آپ میں اپنے کو بھی آپ ہی
کے سپرد کسی اور آپ کو سپرد کسی اور
کے حق میں بہتر سمجھ کر کہتے ہیں آپ کے ہر کام کی
تفیل کو لے کر چشم حاضر رہا ہے۔

زاد (نارنگی) بہت تیزی شرف
کی کام میں نہایت ہی شریف زادہ کی تھی
آج کی روزہ پہن پہن صاحب زادی میں
آج اور شہزادہ صاحب کی تالیف اور

حاجان شاد ہوں۔ جو کہ آپ لوگ
ارٹھاد فرمائیے۔ اسکی تہیل میں حیاں تک
آزاد گی۔ آپ میری طرح منست بالکل
مطہرین رہیں۔

شخص الہی و عظیم۔ چہنگ آپ کی طرح
ستہ بہت تیزی پر امید ہے اچھا آپا آپا
تجدید عین کے بھائیوں۔ اور شہزادہ سے

عالم کو سمجھائیں۔ اور یہ بھی کہیں۔ کہ
وہ دایا نہ کریں۔ جس سے نصیب
دشمنان کو کوئی سخت حادثہ واقع
ہو جائے انسان کو صبر و ضبط سے
کام لینا چاہیے۔

ان کی بات پر کھنکھرتی خوش پروانہ ہوتی

نکیر در ہی میں ان کا کیا کر گیا
ورنہ ایمان کیا ہی تھا خدا نے لکھا

اس عرصہ میں مصداق عشق و مشک

چھا نہیں رہا۔ بڑی بیگم صاحب

شہزادہ کی والدہ کو لگا کر فدا مان الفت

کے دشمنوں نے اپنی خفیہ عتباری

کی رپورٹ کر دی جس کے سنتے ہی

بڑی بیگم کا چہرہ مارے غصے کے آگ

سا اٹکیرا ہو گیا۔ انھیں رشک خون

ہو گئیں۔ آخر محمود ہو کر شاہ ذبیحہ کے

کان تک یہ جزو حقت اثر پہنچائی گئی۔

مگر شاہ ذبیحہ کو اس تمہید انگیز تا سوسے

خبر نہ پڑے تیز ب میں ڈال کیونکہ

وہ اس جزو کو یہ صداقت سے گیا ہوا

خیال فرماتے تھے۔ اس لئے پورے

طور سے یقین فرماتے پہنچاتے سکتے۔

شاہ بھرت پناہ کا یقین شکوک طرہ پر

جس سے ان بچہ رول کی آزدیوں میں

بہت کچھ قیدیں لگا میں گئیں۔ اور راز و

نیا فکس پیام و سلام میں رد کار میں پیدا

کہو گی گئیں اب یہ ایران است صدمہ

جہائی کی جانکاہ لذت چاہے کچھ کر غمازوں

کی جان و مال کو پانی پی پی دعا رتیں۔

بہت سے سیکڑے بڑے بڑے کپڑے لگائے گئے
ان کے ہندوں میں نہ آئی پھر گاہیکی سے لگا

چاہا اس میں بھی کامیابی ہوئی آخر حیدر علی کی

معیت کی ماری بہت ہی تھک گئی ہوئی تو آخر

تھک کر بڑی بیگم سے شہزادہ کی تمام چادر باری

کی شکایت کر دی جس پر بڑی بیگم صاحب کے

غصے کا تعریض کیا رہا۔ جس پر غصوں پر پتہ چلا

اور انہوں نے فوراً بال میٹی کو اپنے

حفظہ میں سے لیا۔

اس کے پیر ہی شمس الدین بیگم کے دیکھو

بھی شہزادہ کی پیر حرکت نے بہت کچھ

بھی سنہ سہ پہنچایا۔ مگر بچہ کی گئی تو کیا کیا کر

وہ بھی اپنا دل شہزادہ کے کی نظر چھٹی

ایکے جبراً تھرا اسے شہزادہ کی انا

ملا بیگم کو کتوں سے چشم پوشی ہی کرتا پڑی

اور بیگم کی الفت و محبت میں بہت چین

دلے آپ ہی رہتا پڑا۔ اس کے لیے ہوتی ہوئی

ہے اسکا ہر کچھ دل امریشیٹے واسے ہی

بہت کچھ قیدیں لگا میں گئیں۔ اور راز و

صبر ناکر نے والوں کو الصلوٰۃ خیرا من اقصم

کی دلکش آواز سے لکھا ہی تھا۔ یہی اجھی

طرح نہ بٹھنے پائی تھی کہ شہزادہ بیگم کے

مونس و قدیم مرزا عبدالرحیم لکھنؤ کے

سہمے۔ چونکہ شہزادہ عالم کی تمارت

بے چینی میں کھٹکتی تھی اسلئے میم کر کے

اسی عرصہ میں بیگم نے فرزند بیگم کو دام میں

[illegible]

کیونکہ اگر تم نے خدا اور مومن میری محبت سے
 منہ پھیر لیا تو پھر میں کہیں کا نہ رہیں نہیں رہیں گی کیا بھی کچھ نہیں ہوتا اے اے جیب زدوں آ
 فاشاؤ باہر وہاں کی قسم تم میری محبت سے
 اے نہ پھرنا بلکہ جہنم کے وقایاں رکھ
 اور انیاں تم جو روحانی ظلم نہ ہو کر ٹکرو
 شوق سے مجھ پر کر کہ کبھی نہ ہوں
 اپنا دل اپنا جگر اپنے سینے سے روک دیا ہے
 جہانم تمہارے عجز میں لب پر آہ ڈالہ
 سب دل میں تب بچ چکا ہے نہ ہر دم
 بیقراری۔ ہر لحظہ آہ ڈاری۔ جگہ میں اور
 پہلو میں تپک۔ جان فرین۔ روح تلکین
 لڑا ب خور سے نفرت ہیں دھجھا سے
 دھبت ندون کو چلیں نہ رات کو آرام
 جگہ کو بی امیدہ کماؤ می سے کام لیں
 نہ جلد اجا بیک طرف تنہا لپکندی
 کامرض ہم کاؤرہ ہمراہ خطا رہو نس
 مرض غم کاؤرہ تاب و گراں کاؤرہ۔ خبر
 و سبب ملکہ استقلال و منتظر اور وقت
 افسار وقت کا مال ہے عجیب حال ہے
 کسی پہلو کسی کر و شہ ترانہ نام نہیں ہم کو
 نہایت رہتے ہیں حب ہم جہاں میں
 جہانم نہ نہاں ہے چہرہ مجھ بہت بھروسہ
 تھا کہ ایک نہ کیوں یہ حضور کام آئیں گے
 اور خواہ خواہ ہمیں سبک چلوں وہ بکے قرار
 کر کے یہاں تک لے آئیں گے۔ مگر وہ بھی
 شخص پر تاثیر و توفیق نظر آ رہا ہے اس کا
 میں کوئی کام نہیں ہوتا اے اے جیب زدوں آ
 میں کوئی کام نہیں ہوتا اے اے جیب زدوں آ
 و سپتہ قحط پسند عرض اعظم
 افسوس اب کہاں آہ میں
 جہانم میں۔ اب تو صبر کی تاب ہیرہ یار
 نہیں۔ نہ سیت گوارا نہیں موت آجاتی تو
 اس معیت کی زندگی سے بہتر تھا۔ مرنا
 اس بچنے سے برتر تھا جیتنا پ مہاجرت
 سے میرے دل و جگر و دلوں کی حالت ہے
 اگر آپ چاہیں تو دیکھ لیں سرور فرقا ہو
 تو میں نگار فیکتا بل دار سے میر
 کھینچنے پر چھوڑ آتش خیم سے
 جگہ دل کیا ہے دلوں
 جہانم میں فرق کے حد سے اشتیاق
 کی تکمیل ہم سہمی نہیں جاتی مرنے
 کو تیار ہیں یہاں دینے کو تیار ہیں اب
 اے اگر آپ مجھے باہر و ناشاد کی زندگی
 چاہتی ہیں تو جہانم میں کچھ عید
 فرحت ہمارے جہانم میں اور میرے
 دل کو نہیں کچھ نہ کہی ہی جی زندگی
 کے بتو روکے کا علاج ہے آئندہ
 آپ چاہتے ہو آپ کا کام داسم
 ناظم عرض تو دیکھ لیں ہمارے
 دیکھ لیں ہمارے دیکھ لیں ہمارے
 دیکھ لیں ہمارے دیکھ لیں ہمارے

حواس نہ کیا گیا اور وہ دیکر خط مستقیم محل میں بیٹھی۔
 وہ دیکھ کر اس کی خوش قسمتی کہ اس وقت بھی ہماری کبیدہ و نخبیدہ نازنین یہ حکم سننے ہی پہنچ
 اس نے اپنی دل آویز آواز سے کہا کہ اب تم کوئی کتا ب نہ کہتے
 اتنا پایا اور خط چپکے سے تمہیں لکھا کہ تم میں دیر
 اور مسکرا کر کہا کہ آج تو نام ملنے کا ہے عجب آج
 خط کو لکھو۔ اور دوسری طرف سے ایک تیرتا رانگی آئی اور اسے
 اپنے خود پتے کے آگلی میں باندھ لیا اور کچھ اب
 دیا نام کا لکھا تھا کیا۔ نام میں تو اس نے
 پتا لکھ کر دیا تھا کہ آج لکھا گیا کہ جواب خط کا
 وعدہ کیا اور اسے رخصت اس کے جانے کے لیے
 اس نے گارے پھر اس خط کو آگلی سے
 کھل کر جیسے انتہائی سنجیدہ پڑھا۔
 تھا کہ وہ یہاں سے تھوڑے سا دور اور اس کا
 عشق سرج ہوئے۔ ابھی خط ہی ختم ہوا تھا
 نہ سہارا تھا۔ ابھی اس کے ہاتھ کسی کے
 پاؤں کی چابی تھی وہی آہستہ پاتے ہی
 اس نے خط چھپا لیا اور اس کو لکھی۔ اگر یہ
 آہستہ سے ملتی تو شاید یہ گریہ و زاری
 سے انہو رنہ ہو جاتی۔ مگر خدا نے خیر کی کہ
 اس آہستہ نے اس کے کان کھڑے
 کر دیے۔ یہ سن کر وہ کئی اور بھی چلا
 شعلہ ہی کتا۔ دیکھنے لگی۔ اب وہ
 آئینا میں چھپنے پاؤں کی چابی کے آگلی
 سلسل چھو اویس۔ جت وہ برسی بیگم کی
 فرستادہ مائیں مقدر۔ جس نے بڑی

بیگم صاحب کی یاد فرمائی سے تمہیں لکھا کہ تمہیں
 ہماری کبیدہ و نخبیدہ نازنین یہ حکم سننے ہی پہنچ
 بادل ٹوٹا اور تمہیں لکھا کہ تم میں دیر
 بیٹھی۔ نام کا وقت تھا اس نے بھی ہماری نازنین
 کے رخ زیبائی طرح صاف و منور تھا کہ ایک
 اتر کچھ اب سے ایک تیرتا رانگی آئی اور اسے
 اپنی آگلی میں باندھ لیا اور کچھ اب
 دیا نام کا لکھا تھا کیا۔ نام میں تو اس نے
 پتا لکھ کر دیا تھا کہ آج لکھا گیا کہ جواب خط کا
 وعدہ کیا اور اسے رخصت اس کے جانے کے لیے
 اس نے گارے پھر اس خط کو آگلی سے
 کھل کر جیسے انتہائی سنجیدہ پڑھا۔
 تھا کہ وہ یہاں سے تھوڑے سا دور اور اس کا
 عشق سرج ہوئے۔ ابھی خط ہی ختم ہوا تھا
 نہ سہارا تھا۔ ابھی اس کے ہاتھ کسی کے
 پاؤں کی چابی تھی وہی آہستہ پاتے ہی
 اس نے خط چھپا لیا اور اس کو لکھی۔ اگر یہ
 آہستہ سے ملتی تو شاید یہ گریہ و زاری
 سے انہو رنہ ہو جاتی۔ مگر خدا نے خیر کی کہ
 اس آہستہ نے اس کے کان کھڑے
 کر دیے۔ یہ سن کر وہ کئی اور بھی چلا
 شعلہ ہی کتا۔ دیکھنے لگی۔ اب وہ
 آئینا میں چھپنے پاؤں کی چابی کے آگلی
 سلسل چھو اویس۔ جت وہ برسی بیگم کی
 فرستادہ مائیں مقدر۔ جس نے بڑی

پاؤں کی چابی تھی وہی آہستہ پاتے ہی
 اس نے خط چھپا لیا اور اس کو لکھی۔ اگر یہ
 آہستہ سے ملتی تو شاید یہ گریہ و زاری
 سے انہو رنہ ہو جاتی۔ مگر خدا نے خیر کی کہ
 اس آہستہ نے اس کے کان کھڑے
 کر دیے۔ یہ سن کر وہ کئی اور بھی چلا
 شعلہ ہی کتا۔ دیکھنے لگی۔ اب وہ
 آئینا میں چھپنے پاؤں کی چابی کے آگلی
 سلسل چھو اویس۔ جت وہ برسی بیگم کی
 فرستادہ مائیں مقدر۔ جس نے بڑی

جب بڑے ہو گئے تھے۔ وہ اپنے بچپن میں ہی غریبی تو
 دیکھ کر رہے تھے اور وہ بچپن میں ہی غریبی سے
 بڑھ کر تھکا ہوا اور بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کی
 حالت دیکھ کر اس کے والدین نے اس کو اپنے پاس
 لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو
 اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔

اس وقت اس کے والدین نے اس کو اپنے پاس
 لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو
 اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔

اس وقت اس کے والدین نے اس کو اپنے پاس
 لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو
 اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔

اس وقت اس کے والدین نے اس کو اپنے پاس
 لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو
 اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔

اس وقت اس کے والدین نے اس کو اپنے پاس
 لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو
 اپنے پاس لے کر لیا۔ اس کو اپنے پاس لے کر لیا۔

گیندوں گرجوں کے صلیب مندروں کے
 زموں یا شہر کے اہل کے میدانوں میں کسی
 برق و تش کے برق دھکی کی طرح برق تھی
 کہ یہی ہے کہ ان ہلکانہ پر دھکے نہیں کو
 ان کے کھیتوں سے اپنے گھروں کو واپس جا رہی ہیں
 گھومیں آبدانی رات کی رہی کیسے چرخ
 جی ایپ و فوہ کی فکر ہو رہی ہے شام کی تنگ
 لطف اٹھا کر اسے گل میں ڈنڈا ویا شہر کے باہر
 بار ہے میں۔ مگر ہمارے ناول کا منوم وہی
 پیر و دلہا، ہوتو پیر عقوق ہی دھکے
 ایک کمرے میں فرش پر محفل ہی ہوتا
 اپنے دل میں یہ باتیں کر رہے مرزا
 چائیں تو اچھی چل رہا ہے جو پہاڑ
 کی چال چل جائے اور پٹ نہ پڑیں
 امید تو واقع ہے کہ اس کی چائیں
 خیر چل جائیگی۔ کیونکہ زعفران پانی کوئی
 ایسی دہی ناچر یہ کار نہیں ہے۔ وہ
 تو بڑی تجربہ کار علامہ روزگار ہے یہاں
 وہ سب دھوکا کھا سکتی ہے۔ وہ جھپٹتی
 دھکے کر گئی ہے۔ بن لیا اس نے سب
 میں کانٹے و درخت کر کے ہونگے۔ اور
 جو پورے رات غلام کر لیا ہے وہاں کبھی
 پکا و دھکے نہ کرتی۔ ہوتا ہوا نکلا وہاں
 پانچ گنیا ہے۔ وہ دھکے و راج رشک قمر
 کو ہر چہ نشان سے اڑا لیگی۔ اگر لکھنؤ

ایسی کچھ ماجا جو خدا کی تہ خبر ہوگی تو زعفران
 کی درگت جو ہوگی سو ہوگی۔
 نگہ اس کے ساتھ ہماری اور ہمارے
 اسام جان کی بھی خیریت نہیں نظر آتی
 ہے۔ نہیں معلوم شاہ تو بچا اور بڑی یکم
 صاحب کی آفت اور کیسی تیا دست
 ہر پارک میں سفر و یکجا جائیگا جیہا کھلی
 میں سردیاد رکھتے ڈرنا چہ معنی۔ تیا
 کو چہ عشق میں دم دھرا اور دھکے
 ڈرنا۔ اور اس کا مقابلہ نہ کرنا تیری ہی
 دہر رہی نامروی ہے۔
 ہی نہ کہ جان جائیگی۔ بلا سے جائے
 دیدار کے مڑے تولٹ بیٹھے۔
 مزہ تو یہ ہے کہ شاہ ذبحا نے ناہق
 ہماری غیرت یوسف کو چاہہ زندان
 میں بند کر رکھا ہے۔ خیر وہ تو کان کے
 بڑے بٹکے ہیں۔ اور وہ لوگوں کی لکھائی
 بھائی میں یہ سبھی پوچھے ڈرنا آجائے
 میں۔ مگر کچھ تو بڑی بیکہ۔ احباب
 تعجب ہی نہیں بلکتا۔ نہ ہیہ ناہے
 کیونکہ وہ تو بڑی زیرک و دانا ہیں
 پھر وہ کیونکر انہیں کے ہم خیال ہو گئیں
 کچھ نہیں یہ سب ہماری تعمیر کی حوی
 ہے ورنہ ماں ہر کر اپنے زور نظر تحت جگر
 سے یہ طوطا چٹختی کبھی نہ اختیار کرتیں اور

نہ سطریح آنکھیں پھریش ۔ اے
 کیا ان کا خون سینہ ہو گیا۔ جو ان کے
 دل میں محبت ناموری بھی ماتی نہ رہی نہیں
 نہیں! ایہ کچھ نہیں! اداں پیاری بھی لوتیوں
 اور رضا صونکے چٹوں میں گیش دور نہ مال کی
 ماتا کبھی اپنی اولاد کی مصیبت نہیں دیکھ سکتی
 اے اے! انہی کو اپنے درد گناہ کا اچھا قلم
 ماتہ آگیا ہے جبکہ دیکھ وہ سلیم شمس اللہ سے
 ہی پر پھر تیرے لئے پتر ہے ایک اکیلے
 کیا کر سکتا ہوں۔ کس کس کا منہ بند کر سکتا
 ہوں۔ اور کس کس غماز کو غمازیوں سے
 روک سکتا ہوں۔ اگر میری کچھ بھی چلتی ہو
 تو میں ہر در اس کا کچھ نہ کچھ معقول
 بندہ دست کرتا۔ میں خود وراثتہ لہو رہا
 زندگی پر جو میرے لئے ایسی جانکاہ مصیبت
 اور ایسی جگر درد افزہ قید ہے اور قید
 الم کی کلفت اور زندان غم کی تکلیف
 بھگینے مجھ سے اسکی ذرا برابر بھی ادا
 نہ ہو سکے اس سے تو بہتر ہے کہ میں کچھ
 بھگا کر اپنی جان ہی نہ دیدوں۔ اس میں وہ
 نائیہ سے تو مصغر میں ایک تو روح جانی
 سے نجات ملے گی۔ دوسرے اس جان
 کی مصیبت و آذیت دیکھنے سے بچ
 جاؤ لقا۔ اے اگر میں یہ جانتا کہ میرا
 منجوس خط یہ فتنہ اٹھائیکا تو میں کبھی

اس کے لکھنے کی جرات نہ کرتا اور سینے سے بچتا
 اس بلع عالم کو قید تنم کی کلفت میں نہ
 بھناتا۔ حیف خود کہ وہ راعلیٰ و غایت
 یہ اپنے اپنی خیالات کے دیار سے
 بے کنار میں حبکا اور ناچہرہ، متاع غریب
 کھارے تھا۔ خواجہ محمود کے اکیلے
 مسلم ہوئی۔ بہت پاتے ہی چون ہو کر
 اس طرح مہکام ہوا
 شہزادہ۔ وہ یاراب تو ماشا اللہ آپ
 بھی اغماض کرنے لگے۔ سچ ہے میرے
 وقت میں کوئی کسی کا شکر نہیں ہوتا
 حال بد کا شکر یک دنیا میں
 نہ ہر دور نہ آشنا دیکھا
 چیز آپ کل کے لئے آج میرے توان
 ہم غنیمت است ملا۔ بھلا آپ کو کسی کے در
 مصیبت کی پڑی ہے کوئی درد مفارقت
 یا حد صدمہ ہاجرت میں نہ چائے آپ کی ہلا
 کو کیا پڑی ہے۔ جہول جونی یا مہر و کار
 خواجہ محمود۔ واللہ آج تو بالکل ہی
 بھرے بیٹھے ہیں۔ میرے آتے ہی باقی
 کی طرح اولیٰ پڑے۔ ابھی بندہ نور کس
 کجاست کو یہ آپ کی بیواریاں یا اندوہ
 دم بھی لینے دیتا ہوں۔ دن رات تو آپ ہی
 کی فکر و افکار میں بچہ نہ اترتا ہوں اور بہت
 ذائقہ پھرتا ہوں گھر تکر ہے۔ کہ تیرے درد

اس مطلب کے بار اور شکار و صدمہ سے
دوچار ہوا۔

شہزادہ - یہی کہیں گاتھی تو نہیں سمجھی
اس پہنکی کی سہی نہیں۔

خواجہ محمود - گاتھی آپ اور چھٹی ہوگی
اور پہنکی آپ کی اور ہوتی ہوگی۔

تو واقعی عرض کہ رہا ہے آپ کو یقین نہ آئے
اواسکے ہاچ ہی کیا دیر ہی ہاں نشینوں کی خوب

قدر کی مانتا ہوں پیرو مرشد
شہزادہ - نہیں! نہیں! غریب پرور

خطانہ ہو جائے۔ میں تو فقط آپ کا دل ٹوٹتا
ہوں۔ ورنہ میں تو آپ کو اپنا پکا غمخور

سمجھا کر رہا ہوں۔ اور آپ کی
اس سہی مدد کو اور شش بیخ کا حال اور

دل سے شکام ہوں اور قدر کرتا ہوں۔
ہنیکت کی پاس ابھی اچھی زعفران آتی تھی۔

اور آپ کی جد جہد کی طلب سامان تھی۔
خواجہ محمود - تو قطعاً کلام کر کے پھر اس

سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔
شہزادہ - یا رقم میں تو قطعاً کلام کی عادت

اور وہت ہے سنتے تو ہو ہی نہیں سکتے ہی
نہان پلڑے بیٹے ہو۔

خواجہ محمود - (نہ کر اس)۔ جی ہاں۔ کیوں
نہیں۔ اچھا تصور ہوا۔ منافقہ رہا ہے

آئی تھی۔ مگر مینے آپ کے پاس نہ بھیج دیا۔
شہزادہ - بہت ہی ناش ہو کر۔ یا ر

وہ آج اس کلفام کے اقلالے کا حق القدر
دعہ کر گئی ہے۔ مگر مجھے تو حکیموں ہوا ہے

خواجہ محمود - قربان اس بد گمانی کے
آپ کو بھلائی چلے کیونکہ معلوم ہوا کیا اسے

آپ ہی جھات دیا ہے ایسا خیال بھی
نہ کیجئے۔ اور یہ سب ہمارے چہنگشت

میں۔ آپ اہمیت نہ رکھیں اور وہ جو کچھ
کہہ گئی ہے اسی پھر گئی دیکر سمجھیں۔ کیونکہ

ان تمام باتوں کا حسن و قبح کا فہم
میں ہوں۔ ابھی جناب آپ کی مشرتہ

موجود تھی۔ آہستہ سے اور توجہ کی پرت آئے
تو سہی۔ جب تمام معاملہ چوکس میں

پھر کیونکر نہ آئے گی۔ نہ آنا ہوا میں
لگی ہوئی۔

شہزادہ - شاید ایسا ہی ہو۔ مگر مجھے
یہ خیال طرہ آتا ہے کہ وہ کیونکر نہ آئے

لا سکے گی۔ جب وہ شاید تھیں میں متیقہ ہے
کیا کہی جادو سے نور سے کبھی پا کر اڑا

لا سکے گی۔
کہیں وہ ایسی ہی ہمدرد کا رویہ لائی نہ کر

گزرے جس سے سب کے سب
آفت میں مبتلا ہو جائیں یا زہامت آئے

وہ جس سے سرفراغ ہو سکے قابل اور خجالت

خوار حیدر محمود۔ ہاں۔ ہاں! واہ میری ضرورت
 جاؤ مگر خدا کیلئے ذرا عجلدی اگر تیرے بھائی شاما
 دیند ہمارے شہر کو صاحب کا خراج دے کیا
 حال ہو گا بی زعفران یہاں سے فی الدان الکریم کرنا
 کھڑی ہوئیں اور سیدھی بلا پیداں کی طرح بیٹھیں
 کہ پاس پہنچی اور دو ٹول ہینو نہیں یہ بایت ہوئی
 شبنو کہوچی آپ کے شہزادے صاحب
 کا کیا حال ہے یہ اس وقت کہاں سے
 باپتی کا پتی آ رہی ہیں۔ ضربت تو ہے
 زعفران۔ واہ لڑکی پوچھتی ہے۔ کہاں
 سے آتی ہو۔ سوئے شہزادے کے پاس
 سے اور کہاں سے آؤ گی۔ پچارے کی اس
 شمس النازکی مفارقت میں بہت
 اسی پر سی حالت ہے حتی کہ بویا گیا۔
 نہیں جاتا کہ شہزادہ وہاں سے یا کوئی اور
 ہجرت کر دیا یا پارسے بدلتا اسکو
 عجلایہ تو کہہ کہ تو نے انا سکی کا غنیمت
 معلوم کر لیا کہ اسکا ادا وہ کیا ہے۔
 یا عزاہ مخواہ مجھے شاہزادہ کے سامنے
 چہرہ ثابت کرنے کی نیت ہے دیکھو اگر
 میں شہزادے سے ذرا بھی خفیف ہوئی
 تو تیرے نکاح چرئی سلامت نہ رکھوں گی
 کہ مجھ سے بری کرئی نہیں
 شبنو۔ واہ بوا آپ تو ناحق بکثرت
 عجلایہ بدول میں اس کی مرضی پائے آپ

اس قسم کا وعدہ کہ سکتی ہوں خداداد کرے
 کہ آپ شہزادے عالم کے سامنے خفیف
 ہوں۔ اگر آپکو بادرت ہو تو چلیے آپ بھی
 اسکا رخ دیکھ لیں کہ کس طرف ہے
 زعفران۔ اچھا اگر وہ راجھی ہی ہو سکی تو
 کس طرح یہاں سے لے چلوں گی۔ اور
 کیونکہ شاہزادے تک پہنچاؤ گی۔
 شبنو۔ یہ بلور سی اتنی بڑی یا نہ ہے اور پلو کی کیا
 فکر ہے۔ میں شہزادوں کی سے
 زعفران کہیں مجھے بتا لیا نہ کہ وقت پر نہ ہو
 شبنو۔ یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے
 رات کو جب مہربان سو رہیں گے اور محل
 میں سہانا ہو جائیگا۔ اس وقت پر خوف
 و خطر سے چلوں گی۔ اور آجکل تو ڈیوڑھی پر اسفیر
 کا پردہ رہتا ہے۔ پھر کیا خوف
 ہے۔ خیال مجھے کہ تو اب اور کاہیک
 نہیں سوئے بیٹھو گے شہزادے کے اور
 دوسرا کوئی نہیں۔ اور پتہ بھی ابھی
 چمکہ آجکل بیٹھو گے آتشاؤ ڈیوڑھی کے
 دربان ہیں۔ ابھی اب انہیں خوف
 ہی کیا ہے جو چاہیں کریں ان کی تو
 انچوں گئی ہیں اور سرکڑی میں ہے۔
 زعفران۔ (دخوش ہو کر) ان ہی کا
 تو کہتی ہے اچھا تو اس وقت ادھر
 ادھر پتے گا میں معروضہ ہیں۔ چل

دیکھیں انارکلی کا کیا مطلب ہے۔
 شیشیوں کی تڑپتی ہیں کہ وہ حق پر کی جھگڑا کر
 عالم سے کچھ کم مغرپ نہیں ہے
 زعفران بخر جو تو سو ریانت کریں
 ہمارا ہرج ہی کیا ہے
 شیشیو۔ اچھا پوچھیے!!
 اب یہ دو لڑن پہنچے تھے بے بس یوسف
 مانی کو عفری میں دو بے پاؤں نہیں تو ہوتے
 اہستہ روانہ ہوئیں۔ کیونکہ پاؤں کوئی اہت نہ
 معلوم ہوئی تادہ رو کر انھیں کو دریا سے ڈال دیا
 بنار ہی تھی اس کے وہ من و وہ آب و آبیاب وہ
 آب و تاب نہ ہی وہاں میں بڑا ہو سکتے
 لے اور حرم کی دیوی کا یہ حال اب وہ
 اس دنیا کے لیے کلو ہلال بھی ہوئے
 خود دیکھا نہیں جاتا۔
 جھینڈی۔ اندر سے سہدو ہی نے
 زعفران کی اس بناوٹی سہدو ہی نے
 ہماری بھولی بھالی تارین کی ستم
 نشیہ وحل شمشیر بر کا نام کیا ہے
 ہماری سے کس حد تک کھل کر رہیں
 شیشیوں کی شہریج چھوٹ چھوٹ کر رہیں
 کئی۔
 شیشیو۔ دیکھو انارکلی یہ وقت رونے
 دھبے کا نہیں۔ موز زعفران کیا کہتی
 ہیں۔ موز اور اپنی شہریج سے کہتی
 کہ یہ تمہاری صورت ہی صورت سہدو ہی کی نہیں بلکہ
 چہا اس سے لا علاج و روشنی مانج بھی ہیں
 ان سے تمہارے بڑے بڑے کام طلیس گئے
 انارکلی۔ ڈانسو پوچھ کر میں بی زعفران
 کو زب جانتی ہوں۔ اور ان سے بہت کچھ
 ایدر کھتی ہوں۔ سگر میرا دھالیا اور دھس
 ہے کہ بی زعفران کا علاج اسکا مدد اور
 بلکہ یہ درو تودہ وہ ہے جیکو وہاں ہی نہیں
 اس اگر اسکا علاج ہے۔ تودہ میری مرت
 ہے۔ وہ میرے سے اسکا کوئی بچا نہ ہی
 نہیں ہو سکتا۔ اور اب تو بی شیشیوں
 اپنے سایہ سے بھی بڑب کھاتی ہیں
 بی زعفران سے بھی ڈرتی ہوں۔ کہ
 ایسا نہ ہو بی زعفران میرا بچہ لیکر کئی اور
 نکو کھلائیں۔ اور میرے خون کے پاسے
 ہو جائیں۔ کیونکہ اچیل مملات کی چوڑی
 چوڑی میری روشن ہو رہی ہے۔
 زعفران۔ وہ بی انارکلی آپ نے
 جب میری حافشا یوں کی تڑپتی ہیں
 اپنی جان بچا پر لیکر آپ کی سہدو ہی
 میں ماری ماری پھرتی ہوں۔ اور آپ
 مجھے غماز و دشمن سمجھیں۔ انوس اور
 خراب انداز۔
 شیشیو۔ نہیں۔ نہیں۔ بی انارکلی
 زعفران آپ کی دلی چیز ہے اور تمہارے

عالم کی بھی جان شمار و راز در میں آپ
 اتنے مطلق و سب کھائیے اور بلا شک نہ پنا
 دی رز ظاہر فرمائیے ہم میں سے ایک بھی بکلیا
 فہرودہ عالم کا خائن نہیں ہو دینا تو آپ کے
 پاس شہزادہ عالم ہی کی فرستادہ آئی ہیں۔
 زعفران (زار کلی) اور سی لٹ کی پست
 ہستہ لای اپنے خندان کا ہم آواز کیا اور چوڑی
 آواز کی۔ یہی۔ زعفران کے خوف آتا ہے
 کہ اور سنے نہیں نہ بھیجا ہو۔ اور میرا ہمد
 کھیل کے بعد اور آفت برپا نہ ہو۔ اچھا
 کہو کیا کہتی ہو۔
 زعفران چھا۔ بی شش انساں بگم
 سنو۔ اگر آپ طوبہ چکر شہزادہ عالم کو
 سمجھا بیٹھی۔ یا نسل نہ دیں گی۔ تو وہ نرم
 کھائی کو تیار دیتے ہیں۔ اگر آپ چھینے
 میں فرد بھی اٹھان لیا۔ تو اسوں نے
 مزار آرمی لیا۔ پھر چھوڑے کہ انہوں نے
 اور کائنات کا ٹیکا مانتے پر بیٹھے کے اور
 کوئی چہارہ ہی نہ ہو کا وہ (خدا) سچا ہے ہندو
 کا جہاں کے کہ بات کہ رو کے اور تھا ہے
 ہے۔ اور بھی سی امید دلانے پر۔ جو بیٹے
 آپ سے (بچا) کہ وہ بچا بار بار شہزادہ
 کو بھی سہارا دیتا ہے کہ وہ دیکھ لیا کی فکر ہوئی
 کہانی ہے آپ کو بھی ہے ہیں آخر جب کوئی بھی
 تکی لانا نہ ہوگی بچے ہیں بچہ بچا گیا

اب آپ فرمائیے کہ آپ کا کیا ارادہ
 ہے۔ چلنے کا یا حزن کیلئے۔ اپنی
 گون پر لینے کا۔
 زعفران و شیو کی تنہی آمیزہ ٹنگو سے
 زار کلی کا کچھ کچھ رخ اور حزن و رخ
 ہوا اور دی ز ظاہر کر لگی مہبت ہوتی
 مگر شہر کی کیفیت شکر تمام بدن میں
 رعشہ سب پیدا ہو گیا۔
 زار کلی۔ بھو میں اس قید شدیدی سے
 کیونکر حیا سکتی ہوں۔ اور شہزادہ عالم
 ایسی بزدلانہ حرکت کرنا میرے نزدیک
 مناسب نہیں۔ خدا کے اہل میں میری
 کبیدہ مجھ سے مزار در جہ و جی
 کتنی ادب و نیکوئی مل سکتی ہیں وہ نا حق
 ایسے ہی ادا کا کچھ نہ کہہا ہو تو کھانہ
 رہے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ چاکر کسی
 طرف سے میری ایک ایسی ظاہر کر سکتے
 سمجھائیں۔
 زعفران۔ یہی راجہ شہزادہ مجنون یا بدیدہ۔
 یہ تو دل سے ملتی ہے اور میں ایک
 بڑا ہے۔ حیدر آیا آیا جدھر سے پھرا
 پھر یہ تو تم خود پر چھ لپٹا۔ کیوں کہ وہ اپنا
 دل کھو بیٹھتے ہیں۔ یہ بات کہ تم کیونکر
 یہاں سے بھاگ سکتے ہو۔ اسکا اندازہ
 نہیں ہوں۔ اس طرح سے چلائی گئی

جینے بیچیم لوگ کو بیجاتی ہے اگر کسی کو تھری انارکلی - وہ بی بی تہذاتم تراپنے شکون کیلئے
 آہٹ بھی ہوئی ہو جائے تو میں قابل دارم تھری۔ دو برسوں کی خاک کشا رہی ہو۔ تم
 شہو۔ آپ جلے کا ہمدہ تو ظاہر فرماؤں دیکھتے تو ہی کہو کہ اگر میں واں گئی تو میرے
 ہر طرح سے چلتی میں اگر کسی کے فرشتہ کو بھی خبر ہو جائے تو اپنی خاک کشا دوں۔
 انارکلی - حقہ سی عذرہ تامل کے بعد اور کیا میں واں سے چھوٹی واپس
 بی بی زعفران تم بچے واں سے چاکر کیا کروں۔ جس سے میرے خاندان
 سودا کے گھر میں کی آتش و عصبیت شدہ پر آجائے۔ چونکہ مجھے بی بی زعفران کو
 پاس کے بغیر لانے کے اور کیا نتیجہ ہوگا۔ اور یہ تم کو تامل کرنا منظور نہیں اور
 زعفران - یہ تو آپ اور تہذاتہ عالم چلیں تمہاری خاطر انکی پاسداری بھی لگے
 لکبرائے خفا مجھے تو شہزادہ عالم سے منظور ہے ایسے میں اس شرط پر
 شہزادہ و مجھ جب نہ چلیجے۔ اور عذری چلنے کو حاضر ہوں۔ کہ بی بی زعفران تہذاتہ
 دیر کے لئے چلی چلے کہ میری خاطر عالم سے بچے یہ محکمہ لکھو کہ دیریں
 وہ شہزادہ عالم کا دل اوونوں پر چاہیوں۔ کہ وہ خود اپنے شروع کے مابطلہ و حکام
 شیواں بی بی انارکلی - میری آیا افسار رسول کے چکر لگائے گئے۔ اگر وہ
 بچا رہی کو شہزادہ عالم سے ملنے دیکھتے بقا کے مضبوط نہ رہ سکیں تو لکبرائے
 اور خدا کے لئے شریعت لے چلے گئے معاف کریں۔ میں واں جاسنے سے باز
 نہ کیجئے کہ اس میں ہم دونوں کی باستا آئی۔ یہ بھی دیکھتے کہ میں یہ نہیں چاہتی
 بگڑ دیا گئی۔ اور ناحق شہزادہ عالم کہ وہ میری تیار تہذات میں خفا لکھتے تہ
 غریبوں سے روکڑ جا لیگا اور منہ پھلایا گئے اپنے کو ہلاک یا مکان کہ س - یا
 ہر جہاں خاک تو غنیمت ہے مجھے تو تمہاری و نشانی ہو
 جو خدا ہے کہ کہیں وہ ہماری جان اسے خیال خاطر جاسا چاہیے ہر وقت میں
 کا کہ نہ ہو جائیں۔ تو قہر بہت ہی دیا نہ لگ جاسے
 جاتے ہیں اسکی خاطر اس سببی جیاری ور نہ میں ہر گز نہ گناہی سے نہ عیا کی اور
 ہی خاطر شہزادہ میرے کیلئے چلی چلے۔ ایسی ڈھٹائی انکی محبت و حیرت نہ کرتی

اور بے حجابی کا برقعہ نہ اورتی ۔

زعفران ۔ مجھے اس اقرار نامہ کے لادینے میں کوئی عذر نہیں مگر رشاد یاد ہوئی حال ہے اور عذرہ غرض میں اور نہیں دوڑو لکھنا پڑا غیبیوں پیاری آپا ۔ ابھی تو رات گھوڑی کچھ ایسی زیادہ بھی نہیں آئی ہے ۔ ابھی ابھی تو اٹیکے جائے سکونت تک آپ عین بار نہ مل منزل تک آجاسکتی میں اگر بی مار کلی کی ہی مرضی ہے تو اپنی اس اقرار نامہ کے لادینے میں تامل ہی کیا ہے ۔ ذری دیر سے لے کر کھڑکی کھری ہوا ہے ۔ شہزادے عالم کو ان سے خاص محبت ہوئی اور اگر اسے کوئی بد احتیاطی مصروف ہوگی تو وہ بخوشی انکی اس نہ ہوا کو منظور فرما کر دے سطر ہی عذر نامہ کرینگے ۔ آپ ذرا تکیا بن کر گئے وہاں تک پہنچی جائیں ۔ آپا کو وہیں نقصان کیا ہے

انارکلی ۔ اے بھائی ۔ ارکلی ۔

شہزادے کو کہتی ہیں ۔ آپ ذری کی ذری پہنچی تو چھوٹے ۔ دیکھتے تھے شہزادہ عالم کا کیا منت ہے ۔

زعفران ۔ رہ رہی لڑکی ۔ انہیں مجھ سے پوچھی عترو می کو وہ اسنے کیا بھائی بھائی کر کے کرت کر کر کر

میں یا آئی ۔ ایسے سلوکوں سے اس اگر تم مجھ سے یہ بڑھتے وعدہ کر لو کہ اگر میں شہزاد کی عترو می کے آئی ستون پر تم کوئی اور دھمکو سلا نہ پھینا دوگی ۔ اور بے عذرہ چلو چلو گی ۔ تو میں یہ رخصت بھی چھیلوں اور چلی جاؤں ۔ ورنہ میں تو اتنی راستہ عترو می بھاتی جا نہیں سکتی ۔

انارکلی ۔ چہ تکہ بہ خود شہزادے کی ملائی کی دل سے ہستی تھی ۔ اچھا پھر کوئی عذرہ حلیہ نہ ملے گا ۔ جا ہے تو سہی پہلے وہ آپا کو اقرار نامہ ہی تو دیں اور اسپر راضی ہوئی تو ہوں ۔

شہزاد ۔ راضی ہوا کیا ہے ۔ اچھا وہ راضی ہوں ۔ اور انکے فرشتے اور اہماری اور پہنچ کر تو ہوائیں ۔ گھوڑے چھانکے کی حیثیت سے بھی کیا سمجھتے ۔ وہ تو آپا پر جادو تیار کر رہے تھے کہ ہر تین سو روپے میں

انارکلی ۔ یہ سب بھی ۔ مگر اب کیا کہنا

سروں کیلئے وہ شہزادی کیلئے ہے اور آپکے شہزادے کیلئے تو بالکل کٹہ ہے ۔ یہ سب کچھ کہہ کر انکے قہقہے سن کر وہ لڑکی اور لڑکی کہہ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ انکے کالعدم کہہ رہا ہے ۔ یہ کھینچ کر دیکھا چاہئے کہ انکے کس کس پر ہوتا ہے ۔

پیار سے ناظر آپ بنی زعفران کو اقرار لینے کیوں اپنی راہ میں کاشیہ نوے سے نہ جاتی اور
 کو جاسے نہ کیے اور بس آپ ہماری
 دہرہ جہیں تقاس کے ملی خیالات کی طرف
 اپنے خیال منہوں فرمائیے۔
 بنی زعفران تو افکار کشادہ منزل کی
 جانب پہنچتی ہے۔ اور یہ خرین و اندوہ
 تیں ان خیالات کی اولین میں اور پھی
 کہ یا عالین۔ اگر میں وہاں گئی اور
 شہزادہ عالمگیری تعلق جذبات سے فطری
 خواہشات کے مغرب ہو گئے۔ اور مجھ
 پر غلبہ کر نیو مضر ہوئے۔ یادہ مجھ سے
 کسی قسم کی ریاضی سے پیش آئے اور میر
 احباب عصمت کو ہوا سے نفشانی کی جزو کو
 سے فدا کر دالا تو میں کہیں کی نہ ہی
 راجع اپنے ناموں میں بال آجایا
 مہر اور ساری کی نظرانی کا مجھ پر وہاں
 آئیے۔ اپنے بیٹوں میں منہ دکھائیے
 قابل نہ رہی۔ دین دو دنیا دونوں طرف
 ہو گئے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
 وہ خیالات تھا یہ ہو گئے۔ مانا کہ شہزادہ
 شہزادہ کو حق حقیقت ہر تہہ کو اذیت سے نہ دیا
 اور کسی طرف کا چہرہ نہ جو نہ کیا۔ اور
 غرضیت نہ میری وہی ہے۔ مانا کہ شہزادہ
 یا نہ تھا۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
 یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

بنی زعفران کو صاف جواہر تھی تو اس سے کہیں نہ
 تھا۔ بیروزان ہار چکی وہ کہنت آتی ہی ہوگی اور پھر
 ہون محو ہوتی ہوگی۔ اسے اب کیا ہوگا۔ یہ کیا
 کیا ہوگا۔ یہ کیا ہوگا۔ اسے اگر میں نہ کار بھی کر دیتی
 تو اس مریض تم و دم کا کیا حال تھا خدا نہ کرے
 و ما کر یہ سب سب میں جانے دیتا۔ تو بھی
 خون تھاق میری ہی گردن پر ہوتا۔
 (کچھ دیر بعد) کوئی جان دیتا یا خود کشی
 کرتا تو یہی ہوتا۔ یہی ہے شہزادہ۔ تو
 ما خود نہ کرتی۔ سب تو سب اگر یہ خبر کسی
 نماز نے جہاں پناہ لکھا بیچا دی۔ تو مجھ
 قیامت ہی ہو جائیگی۔ یہی ہے میری جان
 (کچھ دیر بعد) اور یہ میری جان لگی تو گئی۔ مگر
 میری اہل پیادہ میری کو نت۔ میں
 تھی جاتی تھی۔ اسکا کیا حال ہوگا۔ یہ
 آئیے اور کاشیت ہے۔

یا اللہ میری نصرت و نصرت کو چہا
 ملک ملک کو چہا۔ کہ وہ ہے اللہ یا اللہ
 وہ ہو گئے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
 یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
 یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
 یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
 یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
 یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

چونکہ رات زیادہ آگئی تھی اس لیے محل
سرا میں ہر طرف سناٹا ہو گیا تھا سینے
خوش ہو کر کہا بسم اللہ تشریف لے جایا
خیر آپ رات ہی تو ہو پیش۔
اس کے اس بہت کو خدا کر کے
کہ تو رات خدا کر کے
مخدوم سی دور یہ بھی ساتھ ساتھ کچی
پھر اپنی زمین سے کہہ آیا آپ اپنی بجائیں
میرا ساتھ جانا سب نہیں آپ بنی
ہیں میں پہلی خبر گیری کرتی رہو گی
یہ دو لڑائی کو رخصت کر کے واپس آؤ
کہ نارنگی کے پتہ پر چھپے سے لیت
ہی اب زعفران اور اپنی ہاتھ بان کو
نشاہ منزل کی طرف خزان آنے دیں
اور یہ فکر نہ ہو کہ عالم کی خبریں دیکھیں
تو خبر سے منتظر رہی کیا خبر ہے اور اس کے
جلسہ کی کیا کیفیت ہے۔ یہی یہ آج
مخلات مول یہاں سنا اور مبارک تو خیر جان
شہزادہ تنہا کیوں ہے۔ ہو نہ یاری جلسہ
اس وقت مصائب ملی گئے ہیں۔ اللہ اللہ
اس وقت تو ہمارے شہزادے کا پیڑ نہیں
راہ ہے طلب سکھ لڑے ہیں یا پھر کھل
ہی میں بڑے حلیم و سلیم مہذب و متین
ہی ہے اور بار بار دوزخ و مرگ پر مش
تجربہ میں یہ شعر سن سے لکھ لکھ کر

اپنے قاتل کی میں آمدن کے سبب ہو گیا
غل ہو بسم اللہ بسم اللہ کہ
ہمارا شہزادہ جسکی آمد کے انتظار میں تھے
وہ معرزوہ پیارا مہمان معنی زعفران کے
احاطہ کے چاک سے اندر آیا نظر پڑنا
تھکے ہمارا مضطرب شہزادہ میناب ہو کر شیر
پوچھا ہوا اپنے مخرم مہمان کے استقبال محنت
مال کو وڑا اسے فالسب
وہ آئیں گھر میں بہا خدا کی قدرت
کبھی ہم انکو بھی اپنے گھر کو کہتے ہیں
اور اپنے پیارے مہمان کو ساتھ لیکھنے کے گھر
داخل ہوا مگر زعفران متھک کر دم نہ لیکھیں۔ اب
تحلیہ کی صحبت کیونکہ گھر ہو کہ کیا یا میں ہو ہی ہیں
کیونکہ
مہمان عاشق و معشوق سہریت
اگلا کاتین را ہم خبر نیست
بھید ہی جیسے پیارے ناظرین ! میں
آپ کی خاطر سے اپنی جان بھتی پر لیکھیں
دور کا لک کہ عقد نہا ہے نہا کے و تیار
شہزادہ۔ آپ تلعبات پر غالب آکر
بڑی شہانت سے اللہ سے یہ گدنی
اب میں آپ کے نزدیک اس قدر نامور ہوا
کہ جب وقت نہ لکھا تو تم نہ لکھا۔ اس پر بھی
اس قدر شہزادہ کرنا چاہا کہ خدا کی پناہ
مگر اس قدر شہزادہ ہو چکے تھے کہ

شکر ہے اللہ نے جو خود کو دکھائی آپ کی
 اگر آپ نے خود غرض جو مطلب برابری
 جاننے کی کیا تہ مجھے بتائیں تو یہ کیا کیوں
 اور یہاں آئیے قانون پر غور کیوں ہم
 فرمائیے کہ اس وقت وہ کیا آپ کے آگے
 اور آپ کو ہماری برابری کے نام
 سے بچا سکتا ہے اللہ رحیمہ کی
 انارکی۔ آپ نے شرعی وعدے کئے۔ اور
 شرعی متعین کیا ہیں۔ ہمارا نہیں تو
 انکا اس وقت آپ پر فرض بلکہ عین
 فرض ہے کہ اپنی نہ موت کو لینے ہے
 اور یہ تو میں ہر وقت آپ کے لئے
 اور مجھے ملتا رہیں ہوں۔ انکار اپنے
 قرار سے غرض جو جانتے تو ہو جائے
 و رسول کے احکام سے تو غرض نہ کرے
 اور اگرچہ خدا نے انہیں کچھ زیادتی کی تو
 میرا جہل ہے اپنی عقبت و عصمت
 کے تحفظ کر لیتے اور کیا کر سکتی ہے
 کہیں ہر حال سے ہمارے کاغذ ہے پر
 سوار ہو کر بندہ کو جیل اور اپنے پاؤں نہ
 جہاڑیں یہ بھی آگے دیکھو تو یہ نامی
 اور سزا کی انہیں جیل ہو گا۔ فرما دیجیے کیا
 اور وہ سب سے میر
 حد سے زیادہ جو کہ ستم خیز نہ نہیں
 ایسا نہ ہو کہ ہرگز نہ کر سکتے ہیں۔

شہنشاہ (دبڑی بدباری و شہنشاہی اور
 پیار سے کہہ میں) جہاں جہاں آپ بھر
 نہیں۔ انشا اللہ میں خلاف شروع
 خلاف وعدہ کی امر کی جرات ہی نہ کرے
 چاہتا ہوں جو میرے وعدہ سے جو رہتی ہے
 جہاں ہی نکلیا ہے۔ انشا اللہ۔ آج
 تو ہمارے عین حوصلہ شہزادے کے
 میں کسی دل کی روح جہاں کسی لپے
 جب ہی تو آپ جسے عہدہ و ثقہ
 باتیں کر رہے ہیں مگر اللہ تو فرمائیے
 کہ کہ یہ تمہارا اس عہدہ جہاں کا
 آتے ہیں پناہ میں چھتا رہیں آفرین
 اور ان کی کوئی اتھا بھی ہے یا اپنے
 تمام حوصلے و دوسے آرزوئیں۔ تنہا
 انکلیں سب عہدہ جہاں کا
 انارکی۔ جہاں میں کیا کہہ سکتی ہوں۔
 میری حالت زار تو آپ دیکھ ہی رہے
 میں خواہ مخواہ شاہ و پناہ بد گزینوں
 کا شکار ہو رہی ہوں۔ غناؤں نے
 آسمان سر پہ دھار رکھا ہے۔ کروں تو
 کیا کروں اور گول تڑکیاں اور ہر
 آپ کی یہ کہ عہدہ ہے۔ وہ ہر جہاں
 میری حالت ہے۔ وہ کہہ سکتی ہیں
 آج کے کوئی اپنا ہر جہاں کی
 کیا وہ عہدہ ہے۔ عہدہ کوئی تہ عہدہ

انارنگی۔ خیرا تو آپ اس وقت کو ایسا ہی ہمایوں قدیم مینت سیم خیال فرماتے ہیں تو فرمایا کیجئے مگر میں تو کہی نہ کہیں گی۔ کیونکہ مجھے تو اس وقت سے اس وقت تک غم بھر چلین نہیں ملا۔ شہزادہ یہ سب ہماری تقدیر کا دستور ہے۔ وقت بچا سے لگا کیا خطا اچھا آپ یہ فرمائیے کہ وہ کونسی تدبیر کی جائے جس سے ہمارے اور آپ کے جان و مال کا سلسلہ قائم ہو سکے۔ انارنگی۔ بھلا میں اس بارے میں کیا صلاح دے سکتی ہوں میری تو کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ البتہ پردہ شیب سے کوئی ہندو سیت ہو جائے تو ممکن ہے ورنہ ہمارے آپ کے تو کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ شاہی کتاب کے خوف سے کوئی ہمارا ساتھ نہ دے دینگا۔ پھر کیونکر کوئی تدبیر ہو سکتی ہے۔ یہ سوچ ہی ہوتی کہ مجھ پر اپنی جان بچا لے شہزادہ۔ نہیں نہیں۔ میں تو ضرور دم چار روز میں کچھ بندوبست کر دنگا ایلے میں چاہتا ہوں کہ آپ اگر سکھیں تو بہت عرصے دن سبیلے ولی چلا جاؤں و ان پچھلے تو کچھ کمال دینے کا تھا اگر دنگا انارنگی۔ جی ان آپ ضرور وہی چلے جائیں گے۔

محبت دیکھنے میں نہ آتی اور نہ بہت محبت کا راجہ شائستہ رہتا۔ بہت عرصہ درو بہارت بھی کم ہو جائیگا حدیث و عشرت کے زمانہ بھی وہاں موجود ہیں۔ کہ ان کے میرا اس سے جو کچھ مجھ پر لگی ہے سے صبر و صبر کر رہی تھی۔ رنج و غم ضرور دنگا و دنگا تراز میں نے مجھے تفویض فرمائے ہیں۔ پھر وہاں میں کہیں جا کر سکتی ہوں۔ یہ خطا لکھا تو نالہ و فریاد کی عادت ہے غلطی سے لکھائی ہے ننان مکتب میں فغانی ہے شہزادہ۔ جان میں لکھا ہے آپ کے یہی خیالات ہیں اور آپ مجھ پر ایسے ایسے سخت اتہام لگاتی ہیں تو ماشاء اللہ میں ہرگز ہرگز ولی نہ جاؤں گا بلکہ اب اسکا نام بھی نہ لینے کا بتک جب تک شہزادہ دیکھا ہوا آپکا فیصلہ نہ کروں گے میں کسی کے نام سے ملوں گا۔ حیف اگر مجھ پہلے ہی یہ سوچ ہی ہوتی کہ مجھ پر اپنی جان بچا لے اور جی چھپائے گا انرا عاید ہو جائیگا تو میں کبھی ایسے سمجھتے ارادہ کا اظہار ہی نہ کرتا۔ عرض میں ہی تو اس جاوہر العت کار و لارو ہوں پھر کیونکر ایسے نہ کر کے تمام افساؤں سے ملتی

تجربہ عشق کچھ ہر میں چھپ کر لکھتا تھا

شہزادہ یہ سب ہماری تقدیر کا دستور ہے۔

پس میں آپکا ہر طرف شرمک حال ہوا آپ نے
کیسے طرح اپنا دل بھلا ہوا۔

انارکلی - نہیں، نہیں۔ میں روکتی
نہیں۔ آپکو جیسے اچھائی نظر آئے وہ

تمام شہر کے میں خوش ہوں میرا خدا بھی
آپ کہاں تک میری معیت رافت میں

ساقیہ - نیکی۔ ابھی تو مجھے یہ خدا جاننے
کیسی کیسی آنتیں نازل ہوئی تھیں

جس سے یہ ہو گیا ہے۔ گویا
سیست ہو گا آسمان زمین ہوگی بلند

میر نازل سے تہ و بالا جہاں ہو جائیگا
شہزادہ - وہ یہ جو غلوں و نامزدوں

کا کام ہے میں نے تو بھی منہ نکالا۔
اب اس سے بجز نامیر سے نہ ملے یہ

انارکلی - خدا لا یشاں کی قسم میں کسی
اور غرض سے آپکی مدد راہ نہیں ہوتی

میں تو طوط یہ چاہتی ہوں کہ اگر وہ ملی
جہاں میں کوئی بہیروسی صورت نظر آتی

ہو تو آپ بلا تامل چلے جائیں۔ یہاں جو
پڑائی میں جھیل لوں گی آپ اطمینان

رکھیں۔ اہں مجھے اتنا خیال ضرور ہے کہ
ہاں میں بھلا نہ وہی حادثہ کیونکہ میٹر

سچی شراب کسی سے یہ آبد غراب
لیا نہ ہو کہ تم کو جو دانی آنتہ کرے

شہزادہ - فی الحال تو کوئی اور بہیروسی
بادی النظر میں نظر نہیں آتی۔ سوئے

اسکے کہ نہیں اس قید سے بچنے کے
تبدیر نہ کر کے۔

انارکلی - بھلا، ہو گا کہ کہاں جائیگا
تمام ہندوستان تو شاہ و بجاہ کی تلمرو

میں ہے۔
شہزادہ - یہ بھی ایک ہی ہوئی جہاں

شاہ و بجاہ کی حکومت۔ رت ہندوستان
میں ہے۔ ہوا کہے۔ ماں سارے جہاں

ہوئی تو تہ و مکان نہ ملتا۔ اتہو ملک
خدا تک نیست، پائے گدا تک نیست

انارکلی - اگر ارادہ ہے۔ تو جاتا مل
آپ دلی چلے جائیں۔

شہزادہ - بہت اچھا آگے کی یہی مرضی
ہے تو مجھے کوئی عذر نہیں۔

انارکلی - مگر جہاں تک ممکن ہو غطر
کتا سمیت کا انتظام معقول رہے۔

میں آپکی خیر و عافیت نہ معلوم ہونے پر
کوفت میں کھل گھل کر جان دید رہی

شہزادہ - اٹا ابدالی عمدہ انتظام
کہوں گا کہ نہیں روٹا یک خط ملا کر لیکر

بجید مجاہد کیوں عزیز ناظرین کیا کچھ
نشا اور آپ کو سنایا۔ یہ بھی آپکی خاطر تھی
درتہ کرن ایسی جان جو کھوں میں قدم

دہتر ہے۔

یہ باتیں سہر سہی عقیں کہ صبح کی آدھ
 نیک ایک دن سے چل گئی جس نے اپنے
 نفلہ میں ان کے ہوش اڑا دیئے
 پھر قریب بات بھی نہ کر سکے اور ناگلی
 نے تھہر کر حقیقت کی آجائت چاہی جیسے
 تھہرے عالم نے جبراً و قہراً منظور کیا
 اب ہماری غرض نظر نازنین ابی زعفران
 سے ہمارا جسم بے قدم اٹھا کر نکلیا اپنی
 زندان میں سنجی مانے یہ کیا دل نکار
 بدقت تھا جو ان وہ لوں پر گذر گیا
 شکر ہے ہماری مہر نگار اپنی عقبت
 عفت بچہ لیکیا گو ہمارے تہذیب عالم
 کا لہجہ یا ہوا دل لہ بار بار افسوس حسرت
 سے یہ کہہ رہا تھا نگار کیا ہوا ہے
 وصل کی شب میں را شرم و حیا کا بندوبست
 کھوتا بند تھا بکھن یہ دلیں رہ گیا۔

سکیم ہواں باب

ناصح مشق

حضرت ناصح کرامیں دہیدہ دل
 خورشید پر کوئی اتنا تو سمجھا دے کہ
 سمجھائیے کیا نہیں معلوم ان تمکلیں اور
 مہولی بھالی صورتوں میں دلفریبی کے
 خندانے وہ کرشنے انداز سے اور دلربائی

کی و کو سنی اور رکھی ہیں۔ جس کے

دیکھتے ہی دل قابو اور جگر پہلو میں نہیں
 رہتا۔ ہمیں انگلیاں جان بفرار ہوتی جاتی
 میں۔ کیجیہ و حزن کئے لگتا ہے جسم میں
 سناہٹ۔ جی میں گہرا مہٹ سہی پیدا
 ہو جاتی ہے۔ دل میں ایک قسم کا
 میوٹا میوٹا درد شروع ہو جاتا ہے کیجیہ
 ذرا بھی اس مزے کا لطف آنکھ و راحت
 خیر و دے کہ اس کے درد مند ہمیشہ اس کے
 ہوس کے رہتے ہیں۔ اور ان کے دل میں
 ایک ایسی دلکش چیز پیدا ہو جاتی ہے جو کشتی
 میں یہ طوے رہتی ہے جسے صاف لفظوں
 میں محبت کہتے ہیں۔ جسے ایک ذرا کی
 بڑے پیار سے پہلو میں سہو جان کی طرح
 چھپائے پھرتے اور کبھی کبھی جو نشہ الفت
 میں اس سے یہ باتیں بھی کر لیا کرتے ہیں
 اس کے اے پیاری محبت! تو ہی وہ دل
 پسند مرض ہے کہ تیرا مریض شفا پائی
 آرزو ہی نہیں کرتا اور نہ تیرا مارا مہا کبھی
 دنگی کی پرواہ کرتا ہے۔ جی رہی مست
 کبھی ہشیاری سے نزدیک نہیں بچکتا اور
 اور تیرے ہی آج خیر کا ہی سا مہمتہ رہتا
 ہے اور بار بار یہ کہتا ہے

خیر کو چوس گئے ہیں میرے بیچے ختم
 ظاہر سے پھرتے ہوئے چہرے میں کہ ہیں

<p>اے اسے پیاری محبت تو جی وہ چلتا ہوا اندر اور جگایا ہوا جاوے کہ جب تو اسے جگایا چاہتی ہے تو بڑے بڑے پرتو دیکھے امیر مل غنیمت پندل آرم پھول مار تو غنیم کی گریہوں کی پمورش ہونو اولوں پر ہی اسکا دار اگر کسی سے طیکادہ غم نہ تک اکثر چکا ہے کہ وہ بچا سے وقف حشرت و یاس ہی سو جاتے ہیں۔ اور ان عزیز کی ان بان خاک پر مل جاتی ہے۔</p> <p>اے اسے محبت جب جری آگ دل میں بگڑتی ہے تو وہ کسی طرح جیتی نہیں اور مجھے تو کیونکر بچے۔ کیونکہ یہ حرف تیری ہی لگائی تو ہے نہیں بلکہ تو یہ کسی عدد سے رحمت و دشمن مسرت کی لگائی ہوتی ہے چمکے شعلہ جگہ سوز سے خاک ہو کر بچا رہے چلنے والے اپنی جان ہی دینے میں شہنشاہ ملک بارگاہ اکبر کا نور بھر جنبہ سے نور نظر سلیم و جہد میں تاج و سلطنت کا مالک ہو کر جہانگیر کے لقب سے مقالب ہو کر شہنشاہ ہندوستان ہوا (واق) سب سے پہلے یہ شعور ہے حشرت و یاس سے پر ہوا ہے اور سوز جدائی میں جل رہا ہے۔ جلال الہندی۔ ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا کبھی بفرار رہا کبھی پیروز رہا</p>	<p>اے اسے پیاری محبت تو وہ چلتا ہوا اور وہ سووا خیر خواہ ہے کہ چھپر تیرا سا پہر چاکلہ ہے وہ ہمیں مہربانی و سوز لائی ہر جگہ آئے بخیر و بنا یثوائی محبت جب کوئی در باعدت و فکرت محبت سامنے آجاتی ہے اس وقت تیری بڑھائی ہوئی یا حق کس محبت کو اس میں پیار سے بھرتی اور کتنے وہ وہ لطف اٹھایا جاتا ہے لال ہی جانتی اسے پیار اسے محبت یہ تیرے ہی ہتھکنڈے اور تیرے ہی کٹھے ہیں۔ کہ تو سراپائے یار جاندا گاندار کے سائے پیش کہ کے نہیں رسواے عالم کرتی ہے اور مطلق ان کٹھے تنگ دنا موس کی پر دام نہیں کرتی۔</p> <p>اے اسے معزز محبت تیری ہی سرکار قیامت آثار میں بادشاہ گدا۔ امیر فقیر بچا رہے۔ پیر غفلت۔ محتاج صاحب انگلیں و تاج سب ایک ہی لافنی مانگے جاتے ہیں ہی وجہ ہے کہ شہنشاہ ہندوستان کا وقت دل پارہ جگر تیرے چرخ کا خاک را اور تیرے فرمان کا فرما نہوار ہے۔</p> <p>اے شہزادہ سلیم۔ اس وقت نشاط منزل میں کیا طرب و آندہ گین میٹھا حشر و یاس سے ہر ایک کا منہ مگر رہا ہے۔ یہ وہی ہے جو کبھی تیرے تہوں اور چکروں میں نہ آیا تھا مگر آئے اس کے محبت سے</p>
---	--

اب کے تو نے ہمارے ناز و نعم کے پلے پہلے
 شہزادے کو وہ باغ بہرہ دکھائی دو۔ وہ چٹا
 دیا کہ خدا کی پناہ! اب نہ وہ سلیم ہے نہ چیل
 پہل نہ وہ رنگ لیلیاں نہ وہ جلسہ احباب
 نہ وہ تیشہ کی لال پر نہ وہ کتاب التہامک
 سلیم جگر نکار ہے اور خیال یار ہے ہاں الفت
 اتفاق پلانے یا ریل سے خواجہ محمود و صاحب
 مرلید میری آگئے ہیں۔ جن سے ہمارا فرخ خور
 شہزادہ پاریا میں بھر بھر اور کلیجہ تمام
 تمام کر یہ باتیں کر رہا ہے۔
 مرلید میر۔ شہزادہ عالم خدا نہ کرے وہ الگ
 چند سے یہی حال حسرت ایل را تو مہمنون
 کی جان کے لائے پڑ پائینگے۔
 محمود۔ مٹھڑاؤ غلام یہ عورتوں کی حکم
 ستو سے بہانا اور واڑھیں مار مار کر دنا
 نہیں معلوم آپ کے ساتھ کیا سلوک
 کرے خدا را خدا را تیرہ وار سیر و جہانگیر
 شہزادہ۔ واہ مرزا صاحب! میں لٹو سے
 کھلاتا ہوں۔ آپ کی باتیں بھی زنیاسے
 نہالی و فکس ہوتی ہیں۔ اسلئے تو میں
 نے آپ صاحب کو اپنی تمام امیر میں منتقل
 کر لیں اور کسی سہارے کا بھی خیال نہ رکھا
 بقول حضرت ذوق سے
 نہ بکیتیش واپس الیاس گواہ بلا میں ہم
 کہ بدتر و بمرکتبہ حبیب کا سہارا کا

جب آپ لوگوں کے خیالات میری حالت
 نارنگی میں۔ تو پھر آپ حضرات سے تشریح
 ہی دیکھنا جہنم ہے
 خواجہ محمود۔ بیشک ہماری باتیں آپ کے
 خیال کیسا قصہ بچی طرح پیش نہائی ہوتی اور یہ
 خیالات انہیں بڑی بڑی نظر آتے کہ روتے روتے
 کیونکہ وہ نہایت بچی اور کھری ہوتی ہیں اور سچی باتیں
 کہہ سکتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ قدرت نے نہیں
 آپ کے دامن و دولت سے وابستہ کر دیا
 ہے پس آپ ہی فرمائیے کہ تو میں قدرت
 میں کسی نے اصلاح کی ہے جو ہم کریں
 اور ہم تو ہم شاید آپ بھی نہ کر سکیں پھر
 جاننا فری و جاننا فری سے ٹکھرا کر کیونکر
 جی چہ ایس۔ اور کیونکر جہان حبیب میں
 یہ سب بالکل آپ کے خیال مبارک کی
 نہ سمجھی ہے۔
 مر رہے ہیں اس میں یار میں چلیے
 ٹیوہ اپنا تو ہے و قادری
 براے خدا پھر آپ قطع تعلق کا کلہ زیاں
 سے نہ نکالیں کہ میں سراسر ہماری
 و نشانی ہوتی ہے جو کسی طرح آقا کر
 غلامی و احباب نہیں۔
 شہزادہ۔ عجالی محبت کو آپ کی باتیں

سچی و کھری سہی مگر بزرگوں کے قول کو بھی
 سچی تو خدا نایا و رکھا کہ کیا آپ بدیں شیراز کے
 اس مقدمے کی کچھ توفیق نہیں کرتے مگر اس فقرے
 کو آپ مد نظر رکھیں تو کسی ایسی بے جا جرات آپ کو
 پیدا نہ ہوئے اے اپنا زور حال اور آپکا وہ مذاق کچھ
 برقی تڑپی بہت سے نہ ہوئی
 اس دل بھیرار کی مانند
 خواجہ محمود - بندہ فانی یہ صحیح ہے مگر
 کیا مصلحت کینت کے لئے عزا و خواہ
 میں آپکو ہجر جان میں ہلاک ہونے اور
 جان دینے کی ترغیب دوں اور اس سے
 بچنے اور تنکین دینے یا د بھرنی کرنے کی فکر
 نہ کروں۔ اگر مینے ایسا کیا تو مجھ سے
 زیادہ غمگرم اور مومن کش شاید پیچھے
 لے پیدا ہی نہیں کیا۔ پھر اگر آپ کی مرضی
 یہی ہے تو اب مصلحت ہی سے کام لوں گا
 مگر خدا کیلئے ہو یا مینی خود غرضی وغیرہ وغیرہ
 کی ہمت سے صاف رکھیں گا۔
 شہنشاہ - ابھی ایسی مصلحت برتنے
 کو میں نہیں کہتا۔ جیسا آپ نے بیان فرمایا
 خدا نہ کہے نہ ہمارے یا نہ کہو ہوا مینی کی
 ہوا مینی لگا جائے۔ اگر آپ اصحاب نے
 میرے سبب جانے یا میری دلجوئی میں ذری
 بھی کسر کی تو جس الزام سے بچنے کی
 آپ نے فراموش ظہر فرمائی ہے

خود بخود آپ کے ملزم ہو جائیگے اگر میں اس سے
 چشم پوشی بھی کی تو بھی دنیا ایکو متمم کر نہیں ذرا
 بھی آپکا مروت نہ کرے گی۔
 مرید مرید - شاہ نوشیروان جان نے اپنی لڑائی
 نصف شہزادی میں یہ کیا اندھ کر کیا کہ غریب لڑائی
 بھیر مرید غلط قید کر دیا ابھی تک تو شاہ عرش
 پائنگاہ کو اس دکھیا کا تصور بھی نہ معلوم
 ہوا۔ پھر کیوں انہوں نے یہ ظلم ویہ جور
 روا رکھا۔ آئے آئے یہ پیاری کیسی عیت
 جمیل رہی ہے۔
 خواجہ محمود - واقعی اس کا تو مجھے
 سخت تنق اور بے حد استعجاب ہے
 شاہ ظفر پناہ بھی اس میں زیادہ اتہام
 کے متمم نہیں کر دے جاسکتے ہیں۔ یہ
 سارے لشکر کو غماز بہ غمخوئی کے نکلا لے
 ہوئے ہیں۔ اس پر ہمارے شہزادے
 صاحب بہادری کے خط لے اور بھی آنت
 بجا دیا۔ اگر وہ خط بڑی ایگم صاحب کے
 ہاتھ نہ آجاتا۔ اور وہ شاہ عالم پناہ کو نہ
 دکھائیں تو یہ آفت نہ آسکتی۔
 سلیم - والد اعظم - ابا کے کان کس
 بد نصیب نے اس پیاری مصیبت کی
 ماری مار کر وہ گناہ کی طرف سے ایسے
 پھر دیتے۔ کہ وہاں غم و ہر کس کے پیچھے
 پڑ گئے۔ اور اب کسی کی ستمی ہی نہیں

اس پر ہمارا خط گنجنت اور بھی سونے پر
 سہاگہ ہو گیا۔ ہونیوالی بات ہو ہی جاتی ہے
 نہ طوفان آتا نہ یہ سب جھجکتے کھرت ہوتے
 واری تقدیر خوب سلوک کیا۔

خواجہ محمود۔ سوائے ابو الفضل اور فیضی
 کے اور کسکی جراثیم ایسی بے باک ہو سکتی ہے
 یہ انہیں مددوں پہ فیضول کا کام ہے
 خدا ان مونیوں سے بچا ہے اور انہیں جہنم
 دال فرمایا۔ لیکن کچھ شہزادے علم کی بھی پوری شہزادگی
 شہزادہ۔ سچ کہتے ہو مجاں جان یہ دونوں
 ہشت ظالم و ظلم کا فرد اکفر ہیں۔ بھولہ
 اپنی عادت سے بچنے والے ہیں۔
 اگر یہ ہم سے عداوت نہ رکھتے ہوں
 تو بھی سے

نیش غائب نہارے کیں است
 مستغفرائے طبیعت نیست
 ہفت سے کچھ بیہوشی کی امید رکھتا ہوں
 امید بچاری کی گردن پر لٹا چھری بیخود
 ہے۔ یہ نام و کے انہی کے لگاے ہیں
 جن میں کوئی ٹکڑہ نہ جہانے چھوڑا ہے
 جو آجکل محل و بیل میں دل چال نہیں
 جن میں کوئی ٹکڑہ نہ جہانے چھوڑا ہے
 مر لیدر ہنر۔ اسے کہاں و ناز و نعم کہاں
 یہ الم کہتے کیونکر وہ اس قید کے دل
 جھکتی ہوگی اور کیونکر نصرت کے آگے

ہوگی حیف میرا میں چلتا تو میں انہی شہزادوں
 کی ناک کٹوا کر شہر پرورد کرتا
 سلیم۔ اسے میرا المد مجھ سے تو
 اب پھر کی معیت نہیں جھیلی جاتی ہے
 اور نہ فرقت کا مدد افاقا جاتا ہے
 اس سے موت ہی اخلاقی تو میری
 زندگی ہو جاتی۔ اسے اسے
 فرقت کی رات آنکھ نہ دم پیر در لگی
 کیسی بری گفتری تھی جو آنکھ آ خدا کی
 مر لیدر ہنر۔ آپ تو ہر سال ہوتے جاتے ہیں
 ہر سال نہ ہو جیتے۔ کہ آپ کے ہر سال
 ہونے سے تمام کیں بکڑ جائینگے پھر کچھ کہتے
 دہرتے نہ بینک۔ ماں تدبیر شرط ہے۔ کام
 کئے جاوے تدبیر سے ہرگز نہ جو کچھ چاہیے
 جب ہمارے دشمن نہیں جو کہتے تو ہم نہیں
 چکیں۔

خواجہ محمود۔ مٹا ہے شاہ فرید در ۱۶
 نے اب تو اس زندان غم کی جو کسما
 لئے پیر سے بھی سمقاویئے میں خیر ہو
 دیکھا جاسکا۔ شب تو موجود ہے۔
 سلیم۔ اسے دواہ امیران کا کھڑا ہے
 رہنے والی بیکسوں میں زندگی بسر کرتی
 قلعہ تنہائی تو زندان الم میں کیونکر رہ کر
 ہوگی۔ یہ تو یہ تھا۔

ہم دونوں کو قتل ہی کر دینے۔ تو یہ آئے
 دن کے چھٹے ہی ختم ہو جاتے اسے ظلم کرنا

مر لید مر۔ بیشک

یہ جو یہ جفا تو اب نہیں دیکھا جاتا۔

سیلم۔ ابے میرے راج روح کب

مر لید مر۔ (مرزا سے) اجی مرزا صاحب

تک قید کی ولت اور اسیر کی اذیت

آپ خان خاناں چلیے صاحب تدبیر و عقل کل

جھلسکی۔ اسے دن رات انعام تو صدمہ

صاحبزادے ہو کر کوئی دواؤں ایسی نہیں چلاتے

سناؤ نہ میں سر کھڑک کا ناق ہو گئی ہوگی

کہ میں سے وہ پری بیکر قید خاستے سے ازا

اسے کوئی بھی ایسا مہم و مہر و ہنسی

یہاں ہے۔ ان تمام گناہ گاروں کے چھپکے

جو مجھے اس کل رعنا کی نگہت ہی سنا

چہرہ حائش اور آپ کے پو پڑا ہوں

دیتا ہے میٹر

خو احمیہ محسوس۔ یہ تو ہوا ہی ہے۔ آپ

نگہت یاد ہی اڑا لاتی

دیکھتے تو جابجائے۔ گواں خرتہ پر نہیں بار

مجھے آج بھی اے صبا نہوا

یہاں اور افضل بھی کیا یاد کینگے۔ کہ اچھے

مر لید مر۔ آپ کی حالت اس وقت

تھوڑی بہتر نہ ہو سکا۔ انکی بھی وہ خبری ہو۔

فراق و صدمہ استیاق سے بالکل

کہا کہ کتب پچھو گا وود آجائے تو ہی

بغیر ہو رہی ہے۔ مجھے خوف آتا ہے۔ کہ

میں۔ یہی رہے کسی خواب فرگوش میں ہے

خدا بخواتمہ اس کو فتن میں آپ کے دشمن

مر لید مر۔ ہاں میں بھی تو راتوں سے

بیمار نہ ہو جائیں میری راسے میں تو

وہی شکر ہے ہوں کہ کی طرح ہمارا ہنوں

ریز و خیز رہے غم غلط کھینچے تو بہتر ہے

بہتر۔ وہ قید و ہرجیت سے مخلصی پائے

بھیدیں۔ ۱۰۶ ر سے میرے تیرا جیا

اور اسکی گفتہ غریبہ حاصل سے دور ہو

سو جیتی ہے مطلب ہی کی سو جیتی ہے

اور دے دے وصال سے دور ہو۔

سیلم۔ میری توجہ حالت ہے وہ ہے

سیلم۔ سچہ اس پر صاحبوں سے بہت

ہی مگر خوار خیر آپ کی خاطر کر دوں۔

کچھ امید ہے مگر یہ مقدار اب نہیں

خوار ہو جو بیشک جیتا کہ کوئی مشغلیہ نہ

ہے کہ آپ کی بھی مرنے کی دوسری

خیال یا روم ہی نہیں دے سکا

سامنے کچھ چل سکے۔ اسے اسی گفت

بھیدیں۔ جی ہاں بجا ارشاد ہے چاہے

لے تو شوق غلام سے مکر میرے تمام

مردہ دوزخ میں جہنم سے یا بہشت میں گر
آکر تو اپنے جلو سے مائے سے غرض ہے
بہشت اچھا جیہے شغلہ !!!
اب ان تینوں شخصوں نے ایک پیگ
پر غزوانی کا بیٹا عورتی ہی دیر کے بعد
شہزادے نے ایک پیگ اور نوش فرمایا اور یہ
باقی شمع ہوئیں۔

شہزادہ۔ سننے میں آیا ہے کہ شاہ سکندر
جہان بولفضل کو شہزادہ عالم کی تہذیب و تائید کی
تھیں وہ اس میں دلد عالم کہا تاکہ یہ معاملہ سچ ہے
خواجہ محمود۔ مٹاؤ میں بھی ہے مگر کھلی
اسکی تصدیق نہیں ہوئی۔ اچھا آئے تو مجھے
کی وہ خیر لیا تو پتلی اسکو گیدی بھی یاد کر لیا
اچھا ہوتا تو اس وقت آجاتا۔

شہزادہ۔ اس یار اس وقت آجاتا تو بڑی
مزد آتا۔ اور وہ حضرت سمجھائیے۔ کیا

یہ تو میری سمجھ ہی میں نہیں آتا خدا کا
اس پر عشق کا جن سوار ہو۔ جانا تیرا ہے

آئے دل کا مجھ سے ملو۔ اور اسکا
سارا عقول کا خاک میں ملجائے کہ بڑا ہی

بڑا خال ہے۔ اس کے بعد وہ مرد دور
میں احمد کا حل ہی رہا تھا کہ ابو الفضل

کے آئینہ اٹھ مٹی ڈر سلطان شغلہ تیار کیا
ہر اسیر ہو۔ اسی اس وقت اسکا آنا خانی رز

تاریخ نہیں۔

خواجہ محمود۔ ضرور دل میں کچھ کالا ہے
اچھا آئے تو وہ چلا کر دیکھا جاسے گا۔
شہزادہ۔ (مادم سہی) بندر آئے دو۔
مادم۔ دبا ہر اک جاسیے احمد ر اندر
جانیکی آجادت ہے۔
مولانا ابو الفضل نے قدم اٹھایا بھی تھا
کہ یہ آواز آئی

بیدری سے
قدیم رکھنا۔ بھلا کر عقل رندا نہیں ہے
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے خاند سے میں
دیہ سنگ پلے تو مولانا اچھکے مگر بھر جبراً و
تہراً اندر جاتا ہی پڑا۔

شہزادہ۔ مولانا ابو الفضل کو آئے دیکھ
کہ آئیے آئیے! آخر تو ہے۔ مولانا

آج یہ عید کا چاندگ ۱۱ سے نکلا مزاج
مقدس سے

اسے آمدت باغ آبادی ما
ذکر تو بدو زمرہ نشادی ما

مولانا احمد شہزادہ عالم عالمیان کی ہر
دور از! سب فریت ہے۔ دعا کرتا ہوں

شہزادہ۔ آج کیا ہے جو آپ نے مجھے
خاک کی طرف نظر اٹھان مبتدل فرمائی

مولانا۔ نہیں کچھ نہیں رہی پیدا آیا تھا۔
عزیز۔ شہزادہ عالم کے دینا رشتہ

باور میری ہوئے سے طبعیت کو بے تعلقی

ہستی۔ فقط حضور کو ایک نظر دیکھ لیتے
 کیسے حاضر ہوا تھا وہ شاہد اسے پوری کر کے
 اس کچھ عرض بھی کرتا کہ غلبہ پاتا مگر وہ نہیں ہے
 پیر سید دیکھا جائیگا۔
 شہزادہ۔ اسے بھی آپ غلبہ ہی تصور فرماتے
 یہ لوگ کوئی غیر نہیں میرے علی راہدار ہیں
 آپ ملوث سے نہیں جو کچھ آپ کو فرماتا ہو۔
 مولانا۔ دوسرے سے سے مذہب کا دور
 ناکہ پر رد مال رکھ کر یہ کیسی بات ہے جس سے
 دماغ بھتا جاتا ہے۔
 شہزادہ۔ مولانا یہ آپ کی منشاء جان
 کو تازہ کر نیوالی شیم ہے۔ آپ اس سے
 اس قدر گہرا کئے کیوں ہیں۔ کیا خدا نخواستہ
 توبہ کر دالی۔ اب ہو ہوا!!
 لوتج میرے سجدہ جامع کے ہیں امام سے
 داغ شرب دہوتے تھے کل جانتا ہے
 مولانا۔ توبہ تو بڑھ چکی ہے۔ یہ کچھ کہت
 کیونکہ ابھی نہیں۔ توبہ کس سے کرتا۔
 شہزادہ۔ اے مولانا پھر آپ کو کیا
 جتاؤں کہ یہ گل اندام کی گھٹ نہرت
 طرز ہے۔
 کیا جتاؤں میں اطمینان سے وعظ
 اٹھے گھٹ تو نے پی بھی نہیں
 مولانا۔ خیر مجھے صاف فرمائیے۔
 شہزادہ۔ مولانا کیا پھر اسلام قبول فرمائیے

مولانا۔ شہزادہ عالم نہیں معلوم یہ ہستی
 آپ کیا فرما رہے ہیں۔ میں تو بقیہ تعالیٰ
 مسلمان ہوں۔ مسلمان کا بیٹا ہوں۔
 مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہوں
 مسلمان سلطنت میں رہا ہوں مسلمان
 مذہب ہے مسلمان طرز معاشرت ہے۔
 یہ کیسی باتیں کیسی۔
 شہزادہ۔ میں سمجھا کیونکہ بار کر لوں
 کہ آپ مسلمان میں یہ آپ کے عقیدے
 سے تو خدا ہی بچائے۔ آپ تو اسلام
 پاؤں وہ انوکھے اختراع مخترع فرما
 رہے ہیں۔ اور وہ وہ لڑائی شاہین
 نکال رہے ہیں کہ الامان خیر اس وقت
 مجھے اس درد قد سے کوئی عرض
 نہیں۔ آپ اپنا مطلب بیان کرنا چاہتے
 میں حاضر ہوں۔
 مولانا۔ میں پہلے ہی عرض کیا کہ
 غلبہ کی عزت ہے۔
 شہزادہ۔ اس کا جواب بھی پہلے
 عرض کر چکا کہ اسے آپ غلبہ ہی تصور
 فرمائیے کیونکہ (مرزا اور راہب کی طرف
 اشارہ کر کے) یہ دونوں میرے ولی راز
 دار ہیں ان سے میری کوئی بات
 چھپی ہوئی نہیں ہے۔ آپ بلا لانا
 فرمائیے اس پر فرمائیے آپ کو غلبہ کی فکر

اس قدر کیوں ہے۔

مولانا۔ شاہ عالم پناہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

شہزادہ۔ سبب منوجب۔ حجت آپ کے بھیجنے کی علت غائی

مولانا۔ اسکی علت غائی صرف یہ ہے کہ آپ ان ناچایز ذالہ کم حرکتوں

سے محترز رہیں۔ جو آپ سے ادنیٰ آپ میخوں جیسوں اور مصفیروں سے

سرزد ہو رہی ہیں۔ جنہوں نے ایک عالم میں تہکہ بجا رکھا ہے۔

شہزادہ۔ آپ ایسی نازیبا گفتو مجہ سے کس حیثیت و اختیار سے فرما رہے

ہیں۔ سو رکھا ابا جان نے آنکھ مجھ سے اس قسم کی بے محابہ گفتگو کی اجازت

مرحت فرمادی ہے۔

مولانا۔ میں آپ کی اس منطقی بحث کا حاصل نہیں سمجھا کہ اس بیان سے

آپ کا مقصد کیا ہے۔ براہ مہربانی پھر اسکی اور توضیح فرمائیے۔

شہزادہ۔ میں سمجھے تو چشمہ آفتاب دیکھنا مرشد کسی مسجد میں جاسیے۔ بھلا یہ کون

سی ایسی ادنیٰ تقریر تھی۔ جسے آپ سنا نظر فرما رہے تھے کہ میری آتماں

یہ ہے کہ آپ مجھ پر شکمانہ حکومت کا

کا بار ڈال رہے ہیں۔ یا تا صحنہ وزیر گمانہ طریقہ برت رہے ہیں۔ یہ مجھے معلوم

ہو جائے۔ تاہم میں بھی جواب میں نہیں پہنچوں کہ اختیار کروں کہ جن پہنچوں

سے آپ سوال کریں۔

مولانا۔ شاہزادے عالم بھلا سوچئے خادمانہ حیثیت کے میں دوسری

حیثیت رکھ سکتا ہوں۔

یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہاں اگر آپ حفظ مراتب کے کام فرمائیں۔ تو

بزرگانہ حیثیت بھی کام میں لانے کی حیرات کروں۔ ورنہ خیرہ کو راسخوں

ہی دونوں تشلیق میرے لئے کافی ہیں شہزادہ۔ اچھا تو آپ کی تقدیر کا ماخذ

یہ ہے کہ میں تمام عیش و آرام اپنے اوپر حرام کر لوں۔ اور اپنے یاروں نیک

انجام شہزادہ عبدالرحیم و راجہ مرید مہ سے کنارہ اختیار کروں یا انہیں خیر باد

کہوں۔ اسکی تو آپ مجھ سے کیا امتحان امید نہ رکھیں اور نہ یہ مجھ سے میری

حیات میں ممکن ہے کہ میں اپنے ذریعہ جان نثاروں کو چھوڑ کر سبکی و شہت

انگریزیت کا وحشی ہو جاؤں۔ خدا بیکارے آپکی ایسی تفرقہ انداز بند سے

مولانا۔ میری کیا مجال جو ہاں آپ کو

ایسی انگور اصلاح و طبع عالی پر بار ہو
شہزادہ - وہ مولانا آپ میں بات
کہہ کر مجھ جانی صفت بھی ہے اگر یہ
نہیں تو پھر آپ کی اس فضول گفتگو کا
میں مطلب کیا ہے۔

مولانا - شہزادہ عالم اخوان کرے
کہ ایسی منظوم صفت مجھ میں آجائے
وہ دفع البیات مجھے اس نامردانہ
صفت سے محفوظ ہی رکھے۔ میں نے
تو فرضاً نام غریب رفتار و نامطبووع
کہہ کر کسی نسبت گفتگو کی اور وہ

شاہ گیتسا دیو جیالی جہان نس اور
زیانی تھی۔ ورنہ میری زبان یا میری
طاقت کراتنی ہمت و جرات کہاں
خدا را مجھے آپ اسکا احترام اور اس
بے باکی کا مجرم نہ ٹھہریں۔

شہزادہ - خیر ہو گا۔ ملک تو آپ
کو جو کچھ فرمایا تھا فرما چکے۔ کہ ابھی اور
بھی کچھ کہنا باقی ہے۔ اگر باقی ہو تو
لے دو وہ بھی فرما دیجئے۔ اور قبیلہ و
عقبہ کا حکم بجالائے۔ مولانا - خیر۔ اگر
آپ کو میرا کہاں کچھ دو لمحہ بیٹھنا بھی
ناگوار ہے۔ تو میں بے پروا ہو جاتا ہوں۔
آپ اپنے کام سے کہیں۔

شہزادہ - نہیں نہیں۔ مولانا شہزادہ

رکھیں۔ بعد میں آپ عالم فاضل سحر
و مدبر و وزیر سلطنت اور نوز قیام
کے رکن اعظم کی صحبت باعث فیض رہے
سے کہیں گھبرا سکتا ہوں۔ سہ گز نہیں بلکہ
میں تو آپ کے قدم منہیت لڑم کو اپنی
سعادت و عزت کا موجب خیال کرتا ہوں ان

آپ کی بے رابطہ گفتگو البتہ کٹھکتی ہے۔
مولانا - شہزادہ عالم میں یہود و نصاریٰ
نہیں گزرتا۔ میں تو خدا سے چاہتا ہوں
کہ یہ افواہ جو اڑ رہی ہے۔ یادہ ہوائی
ہو جائے اور اس گہنہ کی جیتا نہ

البعادت پائے
شہزادہ - میں افواہ اکیسی۔
مولانا - یہی۔ عین الملک مرحوم و
منفور کی صاحبزادی اور آپ سے
تعلق کی۔

شہزادہ - اچھی دستور العظم و وزیر المکر
صاحب بہادر یہ آپ اس وقت میں کہاں
اسے آپ ہرگز نہ گستاخ و حقیر نہ سمجھیے۔ بلکہ
اسے آپ بالکل بیچ اور پھر کی بیکار اور مجھے
اس حقیر زبان کے در کا خیر سمجھئے۔

مولانا - انیسویں مجھے آپ سے خوش
گوار صلح اعلان سے ایسے ہی جیابانہ جڑا
کی مطلق امید نہ تھی۔

شہزادہ - مولانا شہزادہ

مولانا۔ مولانا آپ کے اس امنوس پر ہزار
 امنوس آپ کے اس تاسف پر لکھنا سب
 بعد ایچھے بیٹھے آپ کو کیا سوچھی کہ نہ
 طحلان بنے کو اعظم کھڑے ہوئے
 شہزادہ۔ مولانا آپ ایسے فاضل بگینہ
 ہو کر ان عام خیالوں کے اندر جھوٹے
 جاتے ہیں۔ امنوس جناب بندہ
 ایتھو میں اپنی جان اس کی بالکی ادا پر
 قربان ہو چکا ہے۔ شاہ ذبیحہ نارہن
 ہوں یا خوش بچھ انکی بھی پرواہ نہیں
 اگر حکم دیں تو میں انکا ملک بھی چھوڑ
 دوں۔ اور کسی جنگل و پہاڑے میں جا لیا
 اگر آپ حضرات نے مجھ سے کچھ زیادہ
 پرغاش کی تو لا بد ہی رہی ہوتا ہے
 ذرا آپ اور وہ دونوں حضرات اسے یاد
 رکھیں۔
 مولانا۔ شاہ ظل اللہ تو اس تعلق سے
 برہم ہیں۔
 شہزادہ۔ ہوا کریں۔ مگر یہ بھی آپ
 ہی کی عنایتوں کا شکر ہے۔
 مولانا۔ شہزادہ عالم آپ تاحق مجھ
 سے بدظن ہوتے جا رہے ہیں بعد میری
 اتنی تابعدارداشت ہے کہ آپ سے معاملہ
 کی طرح نظر اٹھا کر بھی دیکھ لوں۔
 پھر آپ کی یہ بدگمانیاں جو ابھی میری طرف
 متوجہ فرمائیں۔

متوجہ فرمائیں۔ بجا نہیں ہیں تو کیا میں
 اگر شاہ ذبیحہ مجھے نہ سمجھتے تو میں قیامت
 تک بھی اس طرف کا رخ نہ کرتا چاہے ہر
 کبھی بھی ہو جاتا۔ البتہ شاہ ذبیحہ کے حکم
 کی بجا آوری پر فرض تھی وہ میں ادا کر رہی
 اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔
 شہزادہ۔ میں آپ کو بخوشی اجازت دیتا
 ہوں۔ کہ آپ اباجان سے صاف
 صاف عرض کر دیں کہ سلیم اب بندہ
 عشق میں۔ اور وہ اب زیادہ وق نہ کرے
 ورنہ میں اپنی جان بھی دینے میں تیار
 نہ کر دوں گا۔
 مولانا۔ شہزادہ عالم آپ ہی انشا
 فرمائیں۔ کہ جب شاہ ذبیحہ انارحی
 کو اپنی لڑکی سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں
 تو وہ پھر کیوں کہ اس ناچار نے غفلت کر
 جائے قصور فرما سکتے ہیں۔
 اس جملہ پر تو یہاں طرف سے
 قہقہہ اڑا یا کہ مولانا کے ہوش گم ہو گئے
 خواجہ محمود۔ مولانا اگر یہی خیال ہے
 تو کلمہ میں جائز ہو جاتا ہے اور تمام
 حکم کارفرما آپ نے تو وہ بے پرستی
 اڑائی کہ میں کا وہ کانا ہی نہیں کیا تھا
 دنیا میں قیامت کا کیا ہی نہیں جانتا
 یا بیاہ دینے سے باپ کی نالہ کشت

حاتی ہے۔ جو آپ نے ایسا فرمایا کہ اگر
 شاہ ذبیحہ انارکلی کو لاکھ بار بیچی کہیں تو
 بھی سلیم کے ساتھ صرف ایک خطبہ کے
 پڑے جانے سے جائز ہو سکتی ہے البتہ اگر
 سلیم صاحبہ اگر ایک قطرہ دودھ بھی آپلائیں
 تو ضرور شہزادہ اس حق سے محروم رہ سکتا ہے
 اور آپکا یہ فرمانا ذوقِ خلوت کیا جاتا ہے
 لگا بتواتر اپنے ہزار کھینچیں تباہیں اس کا
 رخ بھی شرع کی طرف نہیں مہر سکتا۔
 شہزادہ۔ غلامزہ برین تمام دعا یا بادشاہ
 کے بل نہ پے ہوئے ہیں۔ تو کیا اس کے
 یہ معنے ہوئے کہ شہزادے اور شہزادیوں
 کہیں بیابانی نہ جائیں۔ اور نہ کسی شرنا و
 بخیا سے تعلق ہی قائم ہو۔ والد مولانا
 آپ کی منطق بھی دنیا سے بڑی منطق ہے
 مولانا۔ یہ جملہ تو آپ مجھ پر نہیں بھرا
 ذبیحہ پر کر رہے ہیں۔ بہر کیف آپ شاہ
 ذبیحہ کا فرما تسلیم فرمائیے۔ کہ اس
 میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے۔
 شہزادہ۔ مولانا یہ تو ان ہونی بات
 ہے۔ اور اب تو میرے اختیار سے بھی
 باہر ہے سہ ذوق
 میں ان سے پھروں کو جمال ہے
 نا صحت نہیں یہ بان میرا اختیار کی
 مولانا۔ تو پھر مجھے کیا حکم ہے میں

باپوس ہی اٹھ جائوں۔
 شہزادہ۔ کیا کیا جائے مجبور ہی ہے کیونکہ
 اب تو ان تمل میں تیل ہی نہ رہا۔ اور
 صرف آپ ہی میری طرف سے ملاپوس
 ہوں بلکہ اباجان اور تخت و سلطنت بھی
 یہ وہ نشہ نہیں جیسے ترقی آثار دے
 مولانا۔ شہزادہ عالم آباد شاہ وقت
 کی حرمانیہ داری نہ سہی والدین کی سہی کہ
 یہ تو آپ پر ہر طرح واجب بلکہ فرق
 ہے۔
 شہزادہ۔ اس کے لئے تو میں دل دہ
 جان سے حاضر ہوں جو ممکن ہو کافر ہے
 مگر وہ میرے پرائیوٹ معاملات میں
 دخل نہ دیں۔
 مگر وہ لیا کریں تو ان کی مرضی میرے
 نزدیک انکا آپ کرنا بالکل خلاف
 ہندوب و خلاف رفتار شرع و عید ہے
 مگر وہ نہ مانیں گے تو مجھے اس شر کا
 پابند ہونا پڑیگا
 حاجی بندہ عشقِ سرودی ترکِ نسب کن حاجی
 کہ درین راہ غلام ابن غلام چیزِ نفیت
 مولانا۔ شہزادہ عالم والدین کی نافرمانی
 مناسب نہیں۔!!
 شہزادہ۔ مولانا! تو انہیں مجھ پر بھی نا
 مہربانی مناسب نہیں بھی نہیں۔ بلکہ

مولانا۔ اسکا مطلب یہ کہ شہزادہ والا شہزادہ
 سے کسی پر غصہ ہو رہا ہے میں اس سے آگے
 انارکلی کی محبت سے اچھے نہ کہتا تو محبت
 نہیں کہ قیل و کہنا اسکی جان لے لیں۔ اگر
 آپ اسے ایسے ہی فدائی میں تو آپکو اختیار ہے
 شہزادہ۔ یا اللہ یہ ستم یہ ظلم۔ اچھا اگر
 اس کی جان لی جاتی ہے تو میری بھی
 ہے۔ آپ اور وہ دونوں صاحب ہیں
 میں نے بل کر لیا۔
 مولانا۔ خدا نہ کرے۔ کہ آپ کی جان
 پر کوئی صدمہ پہنچے۔ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں
 را۔ انارکلی کا معاملہ اس بار سے میں
 بالکل مجبور ہوں۔ نہیں معلوم شاہ
 ذبیحہ نے اس بارہ میں کوئی مصلحت
 سوچی ہو۔
 شہزادہ۔ مولانا کیا ایگر یقین ہے۔
 میں اس کی مفارقت میں زندہ رہ سکتا ہوں
 آپ کو اب گمان ہو تو وہ حسن علفہ
 اور کیوں آپ لوگ میری جان لیں ہو
 میں خدا کی قسم
 ہماری عمر پوری ہم کو کرنا چاہیے
 شہزادہ۔ کیا حکم ہے
 شہزادہ۔ تو جو حکم ہے اس کو
 کرنا چاہیے

تو میری دشمنی بھی کر رہے ہیں جسکی
 ملک کسی مذہب میں روا نہیں ہے۔ غلط
 بڑا۔ بھونے دل کو میرے خدا کیلئے
 ہمارا ہے نہ تو اس میں ہٹکیا ہو
 مولانا۔ شاہ چید جاہ کو آپکا وہ شتیاق نامہ بھی
 مل گیا جو آپ نے انارکلی کو پڑے اشتیاق سے لکھا تھا
 شہزادہ۔ اگر وہاں بھی آتھو میں رہیں سکیں
 تو ایسے ایسے سیکڑوں شتیاق نامے انہیں ملاں
 اسکی بھولتی پرواہ نہیں یہ تو آپ اسے نہیں
 جو اسکا منکر ہو اور اسے ڈرائیں جو اس سے
 ڈرے نہ میں ڈرتا ہوں نہ انکار ہی کرتا ہوں
 پھر آپ مجھے اس پر تپ کر دہکی دینے
 میں۔ کیوں مولانا کیا اس جو رو فدائی
 کے قاضی مقرر کے سامنے آپ جواب دہ نہ
 ہو گئے۔ کیونکہ آپ شاہ ذبیحہ کے تمام کام
 کے ذمہ دار ہیں۔ آپ کو انہیں ایسے ہی جا
 جو رو ظلم سے نہ کہنا چاہیے۔ میرے نزدیک
 تو آپ ان سے زیادہ جواب دہ آ رہے
 جا چکے۔ حیف وزیر میں شہزادہ چلا۔
 مولانا۔ میں جو بدہرگز نہیں ہو سکتا
 ایسے آپ کی مندرجہ اب وہ ہو سکتی
 اور عیسیت نہیں جو آپ کی یہ خدا اس
 انکی چنار کی جان لیوا بھی بھڑے
 سیکرے جو آپ خود تصور ہو جا چکے۔
 شہزادہ۔ اسکا کیا مطلب۔

تصور طر مائیں -

مولانا - شہزادہ عالم آپ استقدر علمیت سے

کام نہ لیں دو چار روز اور سوچ لیں اور سوچ

سمجھ لیں کہ تیل کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے

شہزادہ - مجھے جو کچھ سوچنا تھا - وہ سوچ چکا

اب کیا خاک سوچیں یہ نہ کر مولانا چکے سے کھلے

اور یاد میں یہ بائیں ہوئے لگیں -

خواجہ محمود - دہترادے سے آپ نے

ابو الغفل سے چمک کر لی - ہر کیا کہ وہ تھو

شہزادہ ملک اقتدار کا نفس ناطقہ ہے کہیں کوئی

تفہ نہ اقلے کہ تہہ انگیزی اکی گھی میں پستی

مہر لیدرم - شک بڑا موزی ہے اس کے

کاتے کا مٹری نہیں اس کینت سے

ہمیشہ ڈرتے ہی رہنا چاہیے

شہزادہ - اچھی اس ہجارت کی حقیقت

ہی کیا ہے - کبھی تو خدا صاحب تخت

دیکھا - جب دیکھا جا بیگا - آپ کبھرتے

کیوں ہیں -

خواجہ محمود - اچھی اپنی مشوقہ مہر متیل

کی بھی کچھ نہ کر دے - یا کا لڑن میں تیل

ہی قیسے رہو گے -

مہر لیدرم - ضرور کوئی نہ کوئی فکر کرنی

چاہئے - ایسا نہ ہو کہ کہیں ان شغالوں

کا دار چل جائے تبھی کچھ سمجھیں نہ بنی جیگی -

شہزادہ - بھئی تدبیر کیا کر دے - کچھ

سمجھ ہی میں نہیں آتا میرے تو ہوش و حواس

ہی درست نہیں - اب آپ ابھاب کچھ تدبیر

کریں تو ممکن ہے -

خواجہ محمود - انشا اللہ وہ بندہ دست

کروں کہ باید و نباید آپ مطمئن رہیں -

مہر لیدرم - یاں میں مولوی کھوسٹ نے

تو تمام مڑ کر کر دیا عین لطف و کیف

کے اندر کینت پیچ - اب کس کا غریب

دور چلے دور پیسے سا قیا

اور چلے اور پیسے سا قیا

(یہ اشارہ ہوتے ہی جام مرہی حاضر کر دی)

اور آپ آتشیں کا دور شرع ہوا -

مہر لیدری - جی ماں بندہ نواذ اسی کی

تو کسرتی - جکے لئے آپ بے تاب تھے

جیکے آپ چلین کھیے اور جہانک طبیعت

چاہے دفرار سے دل پہلائیے -

بارہواں باب

مہر لیدری کی روکاری

بخرم عشق عالم کشد غوغا نیست

تو نیز میرا آنکہ خوش تماشا نیست

اکری دربار میں یوں تو ہر کوئی اپنا اپنے

فن میں کامل الیاد کیا نہ رو کر کار تھا - مگر

خاص کر خواجہ بریل کا بدلہ سنچ لطیفہ کہ ستم کا نظر

ہر فن مولانا۔ مگر پھر بھی سہارے ملا دیئے۔
 صاحب کی غیر حاضری تمام دربار کو
 کھل رہی تھی۔ حتیٰ کہ ملا کی عدم موجودگی
 پر تک کو شوق تھی۔ ہمیشہ متناست
 ہو کر کہا کرتا تھا کہ اے ملا کے ہنسنے سے
 ظلمت فدا کی و نذر کوئی کو بالکل خاک میں
 ملا رکھا ہے۔ جب سے وہ قدردان و قدر
 شناس و کھن کی طرف گیارہ لگی کا لطف ہی
 جاتا رہا۔ اور دربار کی گرا گئی ہی ہانگل
 سر ہو گئی۔ یہی بایں ہو رہی تھیں کہ چوبد
 نے ایک عرضی لاکر دی جسے ”نیضی“ نے
 شاہ جہاں کو بھیج دیا۔ خندہ لمبی سے سائی
 یہ عریضہ سہارے زندہ دل ملا کا بیان مضمون
 بلاغت مضمون تھا۔
 عالیجا، مذہبی جو خیالات حضور کے
 نور بار دربار کی منہ میں کہہ کی روانگی سے
 پہلے ظاہر کئے تھے۔ انکی معافی کا قریب
 اور انکے داپس لینے کا ملینگی ہوں۔ اگر دلاس
 قاب بھی نہیں تاہم حضور کے عنایات
 شانہ کا جو اس رہ خلاق پر ہمیشہ سے
 سایہ نکلن ہے۔ وہ میر سے توقع کو
 متوقع کر رہے ہیں۔ کہ غرور تیری
 آرزو پوری ہوگی اور شاہ ذیجاہ حزانہ غزاہ
 عطا پورنی کو کام فرمائیں گے۔
 لیکن ایام پر حضور دربار ہونے میں

شاہ ذیجاہ یہ عریضہ شکر نہایت مسرور محفوظ
 ہوئے اور فوراً جیدار کلین اور عیالین کو ملا کی
 پیشوا کی کو بھیجا۔ ملا حضور دربار ہوئے تو
 پہلے عہدہ و منصب پر مور کے لئے اور شاہ کجلاہ
 سے یہ باتیں ہوئیں۔
 شاہ ذیجاہ۔ کیوں ملا صاحب یہ تین
 ہیں کہاں لگا رہے اچھے نور ہے۔
 ملا۔ قبلہ عالم مفتاح سے مفتاح حضور کے
 قدم ہمایوں شمیم کی جدائی بہت سچی ہو گئی
 ورنہ کہ منظر اور مدینہ سے کبھی واپس نہ آتا
 پھر سر۔ دسکر (قبلہ عالم) یہ بھی تھا
 گھر کا نہ گھٹا تھا۔
 ملا۔ پیر و مرشد! یہ کھنٹل ہے سرگھٹ کی
 گھٹا تھا۔ اس کی سرشت میں ایذا رسانی
 ہے۔ یہ دیوانہ اس کی گھر والی دیوانی
 ہے۔ ذرا تو لانا حفظ ہو پورا ڈھول ہے
 اور خود جسم بھول ہے
 اس ناک ٹوک کے بعد ویزنگ ادھر
 ادھر کی بایں رہیں مگر پیرو چارٹر شہر
 شاہ ذیجاہ۔ ملا صاحب گرا پ بہت
 چھپی گڑھی باندھتے ہیں۔ مگر راج تو چشم بد
 دور پر بر کا عمامہ بھی آپ کی گڑھی سے
 کچھ ہلتا نہیں۔
 چونکہ پیر بھجارت کو گڑھی باندھنی نہ آتی
 اپنے اس پر یہ فقرہ چست کیا گیا تھا۔

ملا جعفر نور، بھلا ان کی گپ بھاری ہے۔
 مہار سے بیٹی کیوں ہونے لگی حیدر میان
 بی بی دو ذراں، لکھنا نہ وہیں ورنہ یہ بچکار
 نامہ کی قدر کیا جائیں البتہ ایندو سے کی
 قدر عزیز جانتا ہے جس پر مزدور بوجھ
 اوتارے ہیں کیڑہ پہلے اس کا پیشہ ہی
 یہ قہار الطاف حنفوی کو دعا ہے۔
 جس سے اسے اس ویران میں بار وادی
 شاہ فریاد کیا خوب بہت ہی اچھی کمی
 پیر مرید حجابات بعد طاعن سب کو بگڑی
 پانڈھین کا سلیقہ کہاں سے آئے اس کے
 پورے پانڈھین کا البتہ سلیقہ ہے۔
 اٹھا دھپک کراپی اور پیر سبکی پگڑی اتار
 کرا اور توڑ پھوڑ کس چچا بھٹک کر آئی
 کیا سے آئی ہے آپ بھی پانڈھین میں بھی
 پانڈھین ہوں ابھی شاہ فریاد کے
 سانسے ہی ہماری آپ کی تلمی کھلی جاتی ہے
 ملنے آنا مانا میں اپنی پگڑی پہلے بھی
 اچھی پانڈھین لکھ پیر بچا سے نہ پانڈھ
 سکی اور دھت پڑا کر لیا اب تو ملا کی بن
 آئی سو پھول پرتاؤ دیکھو فرمائے لگے اا
 پانڈھین گھروالی کو پانڈھین کے دھڑب
 جو پیر کرنا ہے وہ کیا یہ صحبت ابھی
 کہ پیر کرنا ہے ملا ویران میں چھڑ چھاڑ
 ہو رہی ہے۔ پانڈھین کے پیر رہے ہیں

دریا قہقور گونج ہی رہا تھا شاہ فریاد خوش
 ہی ہوا تھا کہ مولانا ابو الفضل ہی آج پہنچے۔
 مولانا دھلا کو دیکھ کر آشاہ آپ کہاں
 رنگ پڑے۔
 ملا۔ اسلام علیکم یا دستور العظم
 مولانا دسکر کرکھل جلالہ۔
 ملا۔ پھر وہی چھڑ خانی کیا آپ کو میرا
 رہنا میری آنکھوں میں بھاتا۔
 مولانا۔ اچھا آپ ہماری سر آنکھوں پر
 آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔
 شاہ فریاد۔ ابو الفضل صاحب کہنے کیا
 خبر لائے وہ گھر وہ راہ پر بھی آیا۔
 ابو الفضل نے جھپک کر بڑے ادب سے
 شاہ فریاد کے کان میں یہ کہا۔
 میری توراں مطلق دہل نہ گئی۔ مینے
 تو اپنی طرف سے بہتر زور لگایا بہت
 کچھ سمجھایا۔ مگر شہزادہ عالم پر تو عشق
 کا جن الیا سوار ہوا ہے کہ وہ کسی
 طرح اترتا ہی نظر نہیں آتا۔
 شاہ فریاد۔ اچھا اب وہ جن ہم تارنگے دیکھا
 ہے کہ ہم مل کے سانسے ہی جن مقرر ہے یاں
 وہ ہے کس خیال میں۔
 مولانا۔ پیر و مرشد مینے تو یہ بھی دھمکی
 دی کہ اگر پانڈھین آجیگے تو نارنگی کے خون
 کے عکس میں آپ ہی جواب دہ پھر نیگے

شاہ فرجیہ۔ اچھی صرف وہی ہی نہیں انہیں تو بیل میں دبا لئے ہوں۔ مگر میرے
انتہا سے آجائیکہ۔ اپنا تکیہ تو برا اور ایک اپنا کھڑا جالی کہاں
مولانا مجھے تو تہذیبی عالم کے تھوڑے کچھ بھی
نہیں نظر آتے۔ خدا خیر کرے۔ سخت تکلیف ہوتی ہوگی اور بدوں اسکے
شاہ فرجیہ۔ خود بخود پیچھے ہو جائیکہ
پیر پر۔ واہ ملا صاحب! آپکے تو ماشا اللہ

بگھڑتے کیوں ہو دیکھتے جاؤ۔ شاہ
اس وقت سخت برہم ہو رہے تھے
مارے طیش و غضب کے آنکھوں
سے ہلکیاں اتر رہی تھیں۔ آپ خوب بولتے ہیں ابو الفضل کی
طرف مخاطب ہو کر ملا صاحب ابکی بہاڑیں
خوب چرکیں گے۔

ابو الفضل نے یہ مناسب سمجھا۔ اور
اس وقت شاہ فرجیہ کی طبیعت بدلانے
کی فکر تھی۔ مزاجدان تو عفا ہی فوراً
میر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ابو الفضل
کا منہ تڑا گیا۔ اور پچکے اسکے کان
میں کچھ کہنے لگا۔

شاہ فرجیہ۔ یہی یہ آپ کی سرگوشیوں
کی سہی نہیں۔ یہ معاملہ کیا ہے کچھ نہیں
یہی تو معلوم ہو۔ یہ تمنا خوری چہ معنی
مولانا۔ بہنیں حضور کچھ بھی نہیں۔

صرف پیر ملا صاحب سے یہ دریافت فرمائی
ہیں۔ کہ ملا صاحب اپنا بوریا بندھنا
کہاں چھوڑا کے یا بیت اللہ شریف کے
سفر میں کسی نے ار پر چڑھا آئے۔

ملا۔ میں خوب سے شناسم پیران پارا۔
ملا میں اپنا بوریا بندھنا کہاں چھوڑا تھا
مولانا۔ اچھا ملا صاحب آپ کا حلوا
تازہ موجود ہے۔ گھبرا گئے نہیں۔

زور تو لگائیے اب بھی میرا ملا صاحب صاحب میں
پیر پر دھولنا کسی دوا ملا صاحب
تو صحتی ہی نہیں میرے ان کی ہمت
ہی نہیں پڑتی۔ آپ خزاہ خزاہ مار
مار کر ملا صاحب کو مرد میدان بنا رہے
ہیں۔ مغلیں رہے ملا صاحب ایسے
سادہ لوح نہیں ہیں۔ کہ آپ کی
پرچک یا بڑھاوے میں آجاوے
حالا۔ دھند کر سادہ لوح تو آپ میں
بھلا میں کیونکر سادہ لوح ہونے لگا
خیر اگر ہمارے دستور العظم ہی چاہتے
ہیں تو بہم اند فرمائیے۔ اب حل کیا
ہو کہ آپ اور وہ دو توں صاحب
زندگی میرا دو کریں تو سہی۔

بھی وقرست کا نو امان جابیں۔
پیر پر بیت اچھا یا رہیں بھی تو دیکھتا
ہوں کہ آپ کے ملا صاحب کہا تک میں
بجو جھٹے ملا صاحب
معا
وہ کوئی سر حرنی چیز ہے۔ جرات کھا
وہ منہ سے دہل اور آنکھوں سے آنسو بہا
اگر ہم اسکے سر کو پاؤں بنائیے۔
یعنی منقلب کر دیں "جلد" ہو جائے
آپ اگر سر کے پنجے کے دو نقطے اٹا دیں
تو جسم اور خطا ہو جائے
اب اگر اس سر کے پنجے کے اس باقی ایک
نقطہ کو سر کے اوپر لکھیں تو غٹنی ہو جائے
اب اگر اس ایک نقطہ کو بھی اٹا دیں
تو مکان ہو جائے۔

حل معا

ملا۔ دوا یہ بھی کوئی معما ہے یہ تو
مکتب کے نوٹروں کی شغلہ ہے اچھا
آپ بھی کیا کہیں گے ملاحظہ ہو۔

وہ سر حرنی لفظ مزج ہے اسے جو
کھائے کائنات سے رال اور آنکھوں سے آنسو
اب اگر اسے منقلب فرمادیں تو حرم ہو
ہو جائیگا حرم حلد کو کہتے ہیں۔

اب اگر آپ سر کے پنجے دو نقطے تو زنا
جائیے تو حرم اور حرم جسم کے معنی جسم اور

پیر پر۔ دوا ملا صاحب آخر ملا ہی ہو
آگئے مولانا کے فقروں میں دھولانا
کی طرف متوجہ ہو کر دوا مولانا ملتا
ہوں۔ آخر ملا بیچارے کو شیشہ میں
آتا ہی لیا۔

مولانا دیر برے دوا آپ تو ناحق
ملا صاحب کو غصہ دلا رہے ہیں آپ
اپنی پہلی کھجور اے تو سہی تو صاحب
کیسا بڑا جھٹے ہیں کہ آپ کے

بھی دانت کھٹکے ہو جائیں اور اب بھی
ملا صاحب کی طباعی دوا کادت وزدو

اور غلط کے ہیں۔

اب اگر آپ اس ایک نقطہ کو تحت سے بالا کر دیں تو ج سے خ ہو کر خرم ہو جائیگا خرم خوشی کو کہتے ہیں۔

اب اگر آپ یہ نقطہ بھی نکل جائیں تو ج سے خ ہو کر خرم ہو جائیگا خرم اسے کہتے ہیں جس میں اپنی گھر بسی رہتی ہیں

ان بدستہ بنیوں سے شاہ و بیجاہ کا ملاں کچھ کم ہوا اور جلالت ایک گونہ ٹھہری آخروں بار بار غماست فرما کر داخل میں ہوئے مگر

یہاں بھی شہزادے کی حاش نے رگ جان کے ساتھ نشتر کا کام کرنا خرم کیا جب مزاج مبارک میں سب ہی پر گندہ ہوا تو

مولانا بالوافضل کو بلا بھیجا۔ اور اسے یہ گفتگو کی شاہ و بیجاہ۔ جلالت ایک سو کرنے کی غرض سے کہنے مولانا آج تو ملے آپ دونوں

صاحب کو نوک دی۔ یعنی کیا عمدگی سے معاملہ کیا۔ کہ جلالت پھر ک پھر ک گئی۔ آہو آپ کو کو کو کو کا لوانا نا چڑے گا

میلاد یہ تو کھٹکھا کہاں سے نافقہ آگیا تھا۔ مولانا۔ پیر و مرشد فاضل کی تفلیت کا

کامل کی کسیت ما شاہی پڑتی ہے میلاد کی انضیست، دکالیت کا کون ہے۔ جو قابل نہیں ہے یہ مہما تویر برے کسی دوست نے صل کر نیکی غرض سے بھیجا تھا

مگر ناچو کوئی دن غور و خوض کرنے کے بھی صل نہ تھا۔ جیسے ملا نے پکی بجائے صل کر دیا۔ شاہ و بیجاہ۔ صل کیا اور بہت ہی عمدہ طور سے صل کیا۔

مولانا۔ امیں کیا شک ہے شاہ و بیجاہ۔ بیٹے آپ کو اس وقت

ایسے تکلیف دی ہے کہ شامزادہ سلیم نے بوناک میں دم کر رکھا ہے اسکا کیا انتظام کیا جائے۔

شاہ و بیجاہ۔ جو کچھ شاہ شریاچاہ کے پاس آدس میں آگے دی انسب و امن ہے شاہ و بیجاہ۔ میرے ذہن میں ایک تیر

تیر بہت ہے کیونکہ یہ تیر کسی قسم کے شور و غل و جھگڑا فساد کے انجام پا جائیگا۔ مولانا۔ مگر میری رائے تو یہ ہے کہ ذرا

انارکی کے عدد بھی من لئے جائیں۔ شاہ و بیجاہ۔ کیا اب بھی آپ کو اس میں کچھ شک ہے کہ وہ ان بدستہ لیر کی ملوث ہے۔

مولانا۔ نہیں میں تو یہ نہیں کہتا۔ کیونکہ شہزادہ عالم کی دستاویزی (اشتقاقی نام) موج دے مگر ممکن ہے۔ کہ وہ اپنی جان کے خوف سے اس حیان بیوا لغت سے

باز آ جائے اور وہ کسی اور سے نکاح کر لیتے کورامنی ہو جائے۔ اور یہ خوں بھی کسہر کی

کھین برعاید نہ ہو
شاہ ذبیحہ آپ کی رائے تو مناسب ہے
مگر جب وہ اسے غلط دیکھی کہ ہے۔

مولانا چچا دیکھ ہی نہ لیا جیسے ہمیں حضورِ نور
کا چہرہ ہی کیا ہے۔
شاہ ذبیحہ بہت چچا سم آج ہی انارکلی سے دیا
پیشہ میں دیکھیں وہ کیا بنا رہی ہے۔
مولانا اہل اہل بطور اہل اکبریت بھی رہے ہوگا
شاہ داراجا مولانا کو رحمت فرما کر
پھر عکالت شاہی میں واپس تشریف لے گئے
اور انارکلی کو شش محل میں لائے تاکہ
صاف و خرابیاں وہ فوراً وہاں حاضر ہو
اسکے بندہ شاہ ذبیحہ بھی وہیں رونق
افروز ہوئے۔

تلیش محل کی اندرونی دیواروں میں
جہاں شاہ ذبیحہ بیٹھا کرتے تھے وہاں
بھائے انیسویں کے بڑے بڑے شیشے
لگائے گئے تھے۔

انارکلی کی حالت اس وقت قابلِ رحم ہی
نہیں تھی بلکہ واجبِ رحم تھی اسکا دل
گول چہرہ و غم و اندھ کی جو نگاہیں کر رہی
کی نگاہوں سے نہ رہتا اور نہ ہی دیکھتا تھا۔

ستہ تار بستر ہو گئی تھی سہ سطر
ہوا میں چھوٹے پتھر پتھر جوتھکا
نہ پاسے چھوڑ دیا گیا تھا جسے ارستہ کا

آہ ایہ غریب و یتیم بے پادار چرخِ حسن کی
تازہ منضم لڑکی محبت و الفت کے سنگِ گلخ
میدانوں اور بیکار و بیکسٹروں پر بٹھ کر

کھڑی ہے یہی ہے یہی ہے یہی ہے یہی ہے
بے حال بیکار ہے۔ مگر غنِ دروہ ہے داغِ مہن
ہو چکی ہے بختِ بدنا سا زمانہ و سار
فلک در پے آزار و رومہ و دوغور آزار
استقرار مصیبتیں ایک نادان و ناکردہ گناہ پر
کیوں بھٹ پڑیں۔ اسکا جواب کیا کہ سبب مجھے
عشق و غلطائے الفت کی پاداش ہے۔

شاہ ذبیحہ ایک خوبصورت لڑکی پر
متکین ہیں۔ اور مجرمِ عشق انارکلی دست
بستہ ہاتھ جانتے ہیں انکوں سے شک

خونی ردا میں دل و جگر پلوں میں تھپاں ہیں
جرمِ عشق کا مجرم اپنے جرم کا تباہی ہے
یہ بھی ہمارے شاہی مائرم کی بلند خیالی ہے
ورنہ جرم کا مقرر ہونا محال ہے۔ مگر اسے
صدق و صفا کا ہر دم خیال ہے۔

شاہ ذبیحہ۔ سنوئی لڑکی اگر تم اپنی جان
کی خیر خواہی چاہتی ہو تو یہاں لانا اور میری بہت
پر عمل کرو۔ ورنہ اپنا کیا کر سکتی ہو۔ اور میں
بسی طرح پیش آؤں گا۔

انارکلی۔ کجست نا دور گیم۔ بدبخت
شمس النساء بیگم اور شہزادہ انارکلی کب

اور چاروں کہاں۔ یہاں تو اس مودھی
 ابو الفضل کا وہ خدشہ ہے کہ چین ہی نہیں
 چلے جیسے قیامت چاہے یہاں سے جا کر اباجہ
 کو کیا کیا چلی پڑھائی چوکی آپ صاحبزادہ کا کیا
 حال ہے کیا یہ اس وقت نہ دیکھ گیا۔

مر لیدیم۔ اچھی جناب وہ ایک ہوتا ہی
 جتنا ہوا آدمی ہے اس نے تو
 قبلہ و کعبہ سے ایک کے دس دس لگائے
 ہونے لگا۔ اس بعد باطن سے بچائے
 خواجہ محمود۔ کیا آپ بدولت اجازت
 شاہ ذبیحہ کے چلے جائیے۔ بیرون ملک
 یہ بالکل نامناسب ہے

پھر ارادہ۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ اس
 انہیں مشہور نہ ہو کہ اس نے اور چکے
 چھوڑ دیے۔ اسے قتل ہو کر رہتا تو
 خواجہ محمود۔ اچھی حضرت کہیں ایسا
 غلط نہیں کیا۔ کیا یہ وہ ہے تو قیامت
 ہی آجائے گی۔ کیا قبلہ و کعبہ کی مظلومیت
 انہیں کی جھڑپیں۔ اس کے قتل کے
 وہ نہ بھی کہ جسے چاہیں گے اور دشمنوں
 کو روک دیا۔ اس وقت آدھا لگا ہے۔

شاہ ذبیحہ۔ اچھا۔ تو اس نے فرار ہوا تھا جسے
 یہی کہاں کہاں کی شکست چھوڑا گیا۔
 خواجہ محمود۔ جی ہاں۔ اس نے اسے
 نہ روک دیا۔ اس کو قیامت پڑی۔ اس نے اسے

پسکہ شاہ ذبیحہ سے اجازت حاصل کر گیا
 وہ نہ ہی قیامت کی بات ہوگی۔
 کب تک وہ ان کی کاروائی ہے۔
 شہر اندھ میں تو بھی تیار ہوں۔ کیونکہ
 جسے کچھ لانا نہ تھا وہی ہے نقطہ آپ
 صاحبزادہ کی وہ ہے۔

خواجہ محمود۔ وہاں تو فرمائیے کہ بچے
 یہ تمام مصیبتیں چینی جاتی ہیں۔ اس
 کی خیر فرمائیں کہ گزشتہ روز ہوتی رہی۔ اور
 اس سے بھی اجازت نہ لی یا اس سے
 متوجہ کیا کہ چلے پے کا ارادہ ہے۔ اگر
 ایسا کیا گیا تو وہ بیماری اسے ہی میں کیا
 ہوگی۔ اور آپ کیا سمجھتی ہیں۔

شاہ ذبیحہ۔ اہں اس سے تو اجازت
 لیلی ہے۔ عیاذ باللہ۔ ان کی ہرگز نہیں
 قتل ہوا سکتا ہو۔ اس کی ضرورت ہے
 کی بھی کچھ تدبیر ہو چکی ہوگی۔
 مر لیدیم۔ پھر آپ یہاں سے جاتے ہی
 کیوں ہیں یہاں نہ ٹھہرے ہیں۔ کیا یہ
 کی سیدنی کا ارادہ نہ ان کا ہے اور وہ یہاں
 عیاذ باللہ ہی تدبیر ہوتی ہے۔

شاہ ذبیحہ۔ اچھی حضرت اقبالہ و کعبہ کی
 ہوا وہ انہیں ابو الفضل کی جو تڑپ
 اس کے حوالہ داروں کے
 ہوا وہ چاہیں نہیں۔ اسے یہی ہے۔ اس کی

دو بھرتیاں خیران ہو رہی تھیں۔ پھر یہاں رہ کر سوائے جان دینے اور ہربے کے اور کیا چاہا دیکھ کر خاک رہ گئی۔

اسے اور بھرتیاں ہوئے عاشق و مشتاق زمان میں رہے اور میں فقیر پر فقیر ہوئے

منہ نکا کروں مبادا وہ اپنے جی میں کیا کہی کہ میں تو حضرت کے لئے قید حیلوں اور حفر

کو جرت تک نہ ہو۔ کیونکہ اسے میرے دل کی کیفیت کی کیا خبر ہے ایسے بہتر ہے کہ اس وقت

یہاں تل جابلے شایر میرے چپے چاہیے ابا کا غنہ رنج ہو جائے۔ اور وہ زندانی

قید سے رہائی پا جاوے۔ مرید میر خدا یاب ہی کرے

خواجہ محمود۔ اچھا اب جا کر شاہ فریاد سے آجارت عوام ہو چیلے۔ دیکھئے تو

ہو کیا فرماتے ہیں۔ ہماری تیاری میں دیدہ ہی کیا ہے۔ ہمیں تو پاس بکاب

ہی سمجھئے۔ شہزادہ اچھا کہل کر سید وقت شاہ

ذی عباد کی خدمت میں آجاتے تھے رواسہ ہوا۔

اسے یہ وہ وقت تھا کہ جیتا دیکھا

بکیر شائع اجلاس (ماہنامہ غریب آباد) کی رعیت کی ہر سال سے کھڑی رہتی رہتی

عشق و محبت کی دھار سے ہو رہی تھی کہ یہاں تو دولت کے زبواں پہنچے

میں نہ تو دولت کے زبواں پہنچے

شاہ ذبیحہ کیا آپ کو کچھ تک آئی کی فرصت
ملی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی گناہوں کو سمجھا ہوں بجا پہ اور آپ کے
ایوں کھلا دماغ میں ہے وہاں آپ کے
کے نافع میں ہے۔

آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔

آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔

آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔

آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔
آپ کی جیڑ کر ہے کہ آپ کے ناعاقبت اندیشوں کا
یہ کام آئی کی فرصت کر دی۔

شاید انہی دنوں میں وہ خیال نہ ہو کہ جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے
تشر کا تھا اگر کہ ہے میں یہ ناک تالی دل ہی دل
یہ سوچ رہا ہے

اے اگر میں ایسا حاشیہ - کہ اسی نامراد
اکبر باد میں آکر تھا ہی دلیل میں پھنکیروں
برباد ہو جاؤ گی - تو اس جاہ و شوکت اور اس
دولت و شوکت کو آگ لگاتی - کیسی بھرے
سے یہی اس طرف کا رخ نہ کرتی -

اے یہ وہی گھر ہے - جس میں دل نہ رہا
عید رہا کرتی تھی - یا اب یہ وہی گھر
ہے - جس میں کوئی چراغ کے علاوہ والا
بھی نہ رہا - شرم میں کے دامن سے
وہ ابستہ تھی - اور اسے نہیں کھاڑ پٹکی رہی
ہی ایک لڑکی جو میرے دل کی راحت
روح کی فرحت جان کی آرام جگہ کی چین
اور تمام عمر کی پوچھ تھی - اس کی
یہ کیفیت ہوئی - جو دیکھی نہیں جاتی -

ہو تا نظر نہیں آتا بلکہ ہر روز بڑھتا ہی جاتا
ہے نہیں معلوم شاہ فریاد کو خطہ صیت نامہ
ہی و بعض الہی گدوں پیدا ہو گئی ہے میری
مصلحت کچی کی جان کے دشمن ہو گئے اے یہ
کھٹے اس سلیم می بغت کے پورے ہو گئے
دروازہ و لاری کچی کے پیچھے اقصیٰ و ہر گز
پڑتا - نہ غماز نگاروں کو غمازی کا سر ق
ملتا - نہ میر کا کدوئی بچی پر یہ آفت
اور یہ مصیبت پڑتی -

اے اب سلیم بخت سے بھی کچھ
کرتے دہرتے نہیں بن پڑتی اب تو اپنی
جان بچا کر دی میں جا ہیٹھا یہاں میرے
لخت جگر پر نظر پرنت نئی بلا آتی ہے
جسے جھیلے جھیلے میری پیاری بچی کو
قریب ہو گئی ہے سے تو روز روز کی آؤتے
ہیں دیکھی جاتی - اب تو مجھے موت ہی
آ جاتی تو میری روح دوسرے حصہ روحانی
سے بچ جاتی - مگر میرے پر بھی بیخبر قریب
نہ لگے گی نہ چین ہی آئے گا - کیونکہ جب
اکس میری بچی تیرہ کی مصیبت سے فحاش
نہ پائی - میری روح گدوں میں گدوں کا نام
وہ چین سے نہ سکتی ہے -

اے کدو کدو کیا کر دیں تو کہیں کی
نہ رہی اس نامزد کدو میں مجھے تو اچھا
دیکھا اب سنتی ہوں کہ شاہ فریاد بہری

فرقت نصرت پہنچی کو سلیم کھوج ملے سے جدا
 کر لیں غرض سے لہر کی طرف بھاگتا رہا
 نہیں موم ماں پر سی ہرمل بھلی بھائی کیا قصہ
 کیا سلک کر لیکے اور کس طرح پیش آئیں گے۔
 ناظرین! آپ خود ہی سمجھ گئے ہر گئے کیہ
 عقیقہ کون ہے یہ ہماری ہیر مرین نارنگی
 کی رنگ جلی ماں اور درجہ حسین بانسک کی بڑھ
 جاتی ہے جس وقت اپنے تمام سنگائی
 ایک کو مقرر می میں تنہا چھوڑا ہوئی جبکہ غرض
 حیلالت کی زیر شق ہو رہی ہے یہ دیکھئے اسنے
 کس کرید تاج کو و در پیر طر کتہ تالی اور چہر
 ہی و نقار ضیالات میں مبتلا ہوئی۔
 اسے شاہ ذبیحہ کہ لکھی میری یتیم پہنچی
 پر دم نہیں آتی یکبہ وہ سایہ مرند کا۔
 کو بردستی پڑتی ہر تکی تکی اپنے بد چلن
 لے کے کو تو رکھتے نہیں تیرے غریب و کھرا
 دیکھ کر سلطنت شاہی گئی چھری سے
 فرج کر ہے ہیں۔ اگر انہیں خوف ہے
 تو میری کئی تیرے بدین تا میرا۔
 یکہ کسی اور طرف نکل گویں نہ سر تکی اور نہ
 انکا انوکھا لڑکا اس کی محبت میں
 طراپ دھتہ ہو گیا۔ دیکھو دھن اس کے بدلے
 میں میری کل جانیاد و ملا کہ صفت کر لیں
 میں میری کس کر لکھا و گئی عظمت تیرے
 کہ لکھا سونا و مروہ ہی دھو تا ہے ہر تیرے حوالہ کر
 ناحق کا دوش گھٹائے میں۔ اور میری بکس میری
 کی آہ سے بھی نہیں تو رہے ہیں اسے کشادہ دیا
 بترس آوازہ مظلومہ کہ ہنگام دعا کر و
 اجا بہتہ از ویتقی ہر تیرے قیال سے آید
 اسے۔ مجھ بانسک جلی کی فریاد کون اسنے اور کون
 فریاد میری کرے اسے ناشادہ کیا آہ پوچھتے ہیرا
 گھر سیلہ یا میران کہ ناخدا اسنے اس چھوڑ
 و دولت و صلوت مکان را ملاک میں آگیا لنگ جاتی
 اور یہ ناگوسے خاک خاک سیاہ ہر جاتے ہیں تو
 تیرے بھی ذرا رخ تعلق نہ نہنا۔ مگر میری
 تازک اندام تیرا میزاد اور تیرے مری سے
 حیدر اسنے بہر تاج اگر چھاپا تیرے کھنکھیر تیرے
 جھینوں لیا قوا تیرے ہی کئی ہی گھوڑوں (س)
 سے لگی نہ تھی اور نہ وہ تیرے تیرے تیرے تیرے
 جاتی۔ اگر چھوڑی بھی گئی تھی اس پر سے
 تیرے دھنکالیا تیرے کئی تیرے تیرے تیرے
 میں خدا کی اور تیرے تیرے کھنکھیر تیرے
 کر و کر و تیرے تیرے تیرے اور اس دولت
 و شہرت تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 اسے! شاہ ذبیحہ تیرے تیرے تیرے تیرے
 کیا کہ خدا کی پناہ یہ وی نہیں بانسک تھا
 علی کات با تیرا تیرے تیرے تیرے تیرے
 اسے یہ تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 و تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 کسے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے

ان اف سبارے تہذوہ عالم کو پہنچانے ہی نہیں
جائے عشق ظالم نے بالکل ہی گھلا ڈالا نہ وہ
نہ وہ چین ہے نہ وہ رعنائی ہے نہ وہ بانگین ہے
رخ گنگون رنج و غم سے زعفران کا خشک پتہ ہو گیا
گدیا گدرا گل سا جہم سو کھڑکھا تا ہو گیا روم
کروں تمام تمام بیتے میں جگہ کی میں تپش خنجر
سے کام بیتے میں سجان غلام ہی ہے روح تپا
میں گھبراہی ہے نہ اٹھتے چین نہ بیٹھتے
آرام ہے۔ خواب و خور حرام ہے۔ بیٹھتے
بیمے کراتے میں و غم و دری و سنج مجھری
ساتے ہیں۔ عیش و عشرت سے لولہ
ہے۔ فریاد و فغان سے رعبت ہے۔
سیر و شکار کے نام سے جی گھبراتے ہیں
چوکان کا کھیل تنک خیال آتا ہے۔ صبت
جباب باز حاضر ہوتی ہے زم نشاط دل
کی بار بار ہوتی ہے دن بھر بقراری رات
بھرا ختر شماری ہر ساعت اضطراب اضطراب
میں ہر لمحہ بیچ و تاب ہے نہ کبھی سنتے
میں باہار سرد ہوتے ہیں آہ و زاری مولس و
مخنجر میں۔ المہ دیکھا جبیں دیار میں من
خزق نے گھلا گھلا کر چور کر دیا۔ آتش
انتہائی کے جلا جلا کر بھور کر دیا۔ لب پر
ندان رہتی ہے۔ اور ہمارے مزاج حضرت
میطر سلمہ تدریک کی بیخیزل زبان رہتی ہے

بہتیار رہتا ہوں میں دل پر قصہ رکھ کر آجکل
دروا کھٹا کھٹا کر لیا کرتا ہے مضطر آجکل
فرج کے کیلئے پھرتے ہیں خنجر آجکل
کیسے قدر پر جہم میں المہ اکبر آجکل
ایں ابر سے تباہ کیا رہے ہیں ہر خلش
مہ گھڑی دل میں کھٹک جاتا ہے اشتراک
کیا اثر باقی نہیں یا رب ہمارے آہ میں
کر لیا بت کے دل پر تیرا اپنا آجکل
روح کا ناز خان اس عالم میں پھر پیدا ہوا
می طرح اُتکت ہیں میرے دیدہ آجکل
آپ تو اسے حضرت دل کا بیٹھنے سے آپ ہیں
انکھی تر پائے کچھ جاں بکھڑا آجکل
عقائتم خورشید پر تیرا پھر خورشید لعل میں
ہوں میط خورشید بیان اسے بندہ پر دنا آجکل
دن رات ملال رہتا ہے روز و شب ہی شایا
رہتا ہے کدائے جب سے دلی آواز اس
قبلائے معیت دامیرا ذمیت کی کچھ خبر
ملی نہ کوئی خط آیا نہ کوئی حال ہی آجکل
جہنم میری آرام جہان کا کیا حال ہے
اور اس کے دل الفت منزل کو کیا کیا حال
ہے اے بیٹے تو اپنا وعدہ بھی آجکل
وفا نہ کیا۔ ایک خط بھی نہ لکھا۔ والہ علم
وہ اپنے دل میں کیا اپنی ہر گئی میرے
خون کے لکھنے سے بڑھ کر سے عدم رہتی
ہوتی ہے نہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

مظلوم

بی نہیں لیتے بار بار منظر ہو کر منہ کو چلے آئے
 میں جہاں سینہ میں پیچھا رہے روح غالب میں
 اشکبار ہے بیماری فراغ مرض استیقام و سوز
 ہو رہے ہیں بخار و دہری خش و مجہوری تیر فک
 دوڑ رہے ہیں یہ غبار فتنہ و تلوار جہاں تلوار
 میں غم یا دلم و لدا و طوق و زنجیر میں شرارتا ہوا
 صبر لاکھ چاہتا ہوں کچھ سے کام لوں مگر ہو ہی
 نہیں سکتا۔ سخت آفت و مصیبت میں مبتلا ہوں
 کلیل و ثنائی عیش و عشرت سے غلام ہوں خواہ
 و چین و آرام سے کوسوں دور ہوں ہر طرح مجبور کیا
 ہر طرح مزد و شہ و در و دل سے بیتاب ہوں
 یاد جہان میں سیلاب ہوں۔ مہیٹر
 چھبی جاتی ہے پہلو میں جگہ میں دلیں سنبھلیں
 تیری یاد اے سنگناؤں پہلو نشین نکلی
 خواجہ محمود یہ صبح مگر سحر و حسرت و یاس
 کا لٹ نہ ہو جانا چاہیے جرات و مہمت کو
 منسل کر دینا فطرت مردانہ سے بالکل بید
 ہے میں خوب جانتا ہوں کہ آپکا دل آپکے
 اختیار سے اور حکمت سے اقتدار سے باز نکل گیا
 مگر میری جہاں تک ممکن ہو ادھر پہنچا
 شہزادہ۔ بھائی جہاں بہ تو میں بھی خوب
 سمجھتا ہوں۔ مگر جب میرا کچھ اختیار بھی
 چلے مجھے تو میرے بارے میں بالکل شکا ہی کر دیا
 اور عشق نے کہیں کاتہ نہ کھا۔ سہ غالب
 فتنہ نے غلام کیا کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کلاس کے
 اتر دیا رہ رہ کر سی و ولولہ آتا ہے کہ
 مجھ سے پرقت اپنے ہی میں گین
 کہتی ہوگی کہ وہ شخص بھی کہتا ہے ہوا لپاڑ یا
 پتہ نہیں ہے کہ وہی جاکر کچھ خبر تک نہ لی۔
 اے جب سے یہاں آیا نہ کوئی خبر ہی
 رکھ سکتا نہ کچھ خبریت ہی وریاقت ہوئی
 حالانکہ خلیفہ کتابت کا وعدہ تھا مگر مجبور ہی تو
 یہ ہے کہ کیرا کھینچ لکھوں۔
 قاصد سے نہ جاتے نہ خبر غم نامہ میرے
 قبل کہہ کے خوف سے کوئی بھی اسکی مرگ
 ہی نہیں دیتا کہ خط لکھ لکھ لکھ لکھ
 زمین و آسمان دوست احباب اپنے ہونگے اپنے
 صاحب خوان کے پیاسے نظر آتے ہیں ایک
 میں حیات ناز و دل بہتر رہتا ہے۔ میں
 سب جہاں یعقوب والوں آنکھ نہیں تھکا ہو گیا
 اپنے دوست کی کہیں سے میں خبر سپرد کر گیا
 خواجہ محمود۔ اگر خد خدا بت نہ دیا یہاں
 ہی کیلئے یہ اضطراب سے تو سکا نظام
 کتا ہے مگر شکل تیر ہے کہ وہاں پہرے چوکی
 کا سبب نظام ہے کہ فرشتہ بھی پر نہیں رہا
 کتا۔ انسان اپنی کار سے کل حقیقت ہے ہی کیا
 ہے۔ مگر ایسی حالت میں فطرت کا نظام
 ہی کیا ہے کہ تو اپنی اور میرا کتا۔ اسکی پینٹ
 سے نہ۔ شور و گدگد محفل سے

فتنہ زدہ۔ بھائی جہان مینے بتا ہے کہ
 قبیلہ و کعبہ اسے لاہور لیجانے والے ہیں
 مگر تکیہ یازیکہ منشا کچھ رسوم نہیں ہوسکتی ہے
 کہ وہ کس ارادے سے اسے حال لیجائے
 میں کیا مجھ سے جد اعلیٰ عرض سے اگر
 ایسا ہے تو خیر و رسمہ خیر استہانہوں نے
 اسکے ساتھ کوئی بدسلوکی کی تو میری زندگی

سبھی لڑکا۔ حضرت ونگا۔ سجدہ لڑکا۔ مگر عصبانی خند
 یہ پتہ غور رکھو کہ اباجان اس ماہ کنعان کو
 لاہور لیجائے کیوں غم نہ رکھتے ہیں اور لڑکا کہ
 مرزا تو بہت اچھا لکڑی صنعت ہو گئے
 اور شہزادہ پھر انچی بقول لڑکوں اور آزاد لڑکیاں
 میں مبتلا ہو چکا کہ بہ و بکلت سے ہر قسم یہ
 حال رہتا تھا ہے

چلے جاتے تھے رات دن آئینو
دیدن تھی خلیفہ جاری تھی

پندرہواں باب

زندان غم

دور نہ اگر نصیب دشمنان اس سے بڑھ سکا
 سے آپکی طبیعت کچھنا ساز ہو گئی۔ تو
 قیامت ہی ہو جائیگی۔ اور پھر الفت و محبت
 ایک بھی کام نہ آئیگی۔
 ٹھنڈوں۔ خیر مجھ سے جیسا تک ہو سکیگا
 آپ کے حکم کی تعمیل میں سعی و عمل کر دینگا
 مگر جب کج فتنہ دل مائے بھی۔ اور غفلت
 بچار نہ لیا کر کے اسکی بھی یہ حالت ہو چکی
 شکر اندو کے رنج میں ہے تنہا یہ دل
 نوح عجم پر دوساز سی کو ظفر قیامت ہے
 خیر میں جو خطر آج تک نہ ہو گا دل کو کھانا و لگا

مع خدم و ادا اسی لاہور کو روانہ ہوئے اور ہاٹے کرنے منازل و مراحل لاہور پہنچ گئے۔ اسے اے گردوں اور تائے اسے چرخ و گول پہنچے۔ شہر کا ان دولت و فریاد کاں محبت سے کیا۔ ایسی دلی عداوت و قہری عداوت ہے کہ جس تو ان بچا دیوں کے ورپے انداز رہتا ہے اور اپنے انقلاب کی الٹی مچھڑی سے انہیں فرج کر نکالنا گردان تبدیل رہتا ہے۔

الدرے ترے انقلاب افزہ کیسی ظالم اور چو لکا دینے والی چیز ہے کہ میں نے اپنی گردش میں لاکھ اچھے اچھے کو ناخاد بڑے بڑے کو برا دیکھا کیسی کی عسرت خاک میں ملانی کیسی عسرت میں آگے لگانی کیسی کو تباہ کیا کسی کو خاک میاں کیا۔ جسے دیکھا ترے افسوس نالوں جبری کرتے توں گریاں ہی دیکھا بچی جیسے ممکنہ شعل اور تیرے ہی چالوں کی قیامت افزائی و آفت افزائی تھی۔ کہ جس نے انارکلی سے نازک و بیم اندام کو زنجیر محبت پائی زنجیر حیدر الہم میں حیدر کیا آہ انارکلی حجب نادرہ بیکیم مٹی۔ آہ اس آں بان شکرست و شکر ان سے

آدھی رات کا وقت ہے۔ ملک بیلے اپنی سیاہ نعیں گھر پر کھیرے تخت اتھوئی پر بڑے کدو فرستے جلدہ افزہ ہوئی۔ تارے پر الازر و جھنگو اور لہاس پیچنے دست لبتہ جھنوری میں کھڑے ہیں اور ماہتاب کے صاحبزادہ رات ہوئے کی شکایتیں مہر ہی ہیں۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا کالی دروہی پہنے ہوئے جو کیدار تھا تیرے مسرور و مست ہے

آدھی رات کا وقت ہے بازاروں میں سناٹے کا عالم ہے نہ پیر میں

ایروں کی طرح پاکیزہ زنجیر واپس لگائی آہ اپنے دلیان مالوہ کی مہر چرخ و گول کی نگاہ سے دیکھ دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھرتی ہے دل اندر اندر آتا ہے کلیر رنگ رنگ افق ہوا جاتا ہے اور دیوار کو دور دیکھ کر کانا سیدی و نامرادی کی حالت میں سکھ میں لپٹا لپٹا کر یہ کہتی ہے

— مسطر —

بر باد کی آٹا اسکے سیرتی خاک مسطر یار بار بار نہیں صبا کی ہی مٹی طرب مہر شہر کے باہر حذب کی طرف شاہی کیمپ اترا ہوا ہے۔ اور ایک مہر لی خیمے میں بد نصیب مرگ قرب بکس رہے بس انارکلی اپنی محبت پر آنکھوں سے طنز جگمگ رہا ہی ہے۔

کبھی خیال یار سے شکوہ ہے کبھی آہ ہے کبھی
یہ شعر پیش نگاہ ہے

مولن پیر پیر
ایک نالہ ہے ایک شیریں

آدھی رات کا وقت ہے غریب مزدور دن
کی محنت شاقہ سے چور ہو کر میٹری کی میٹھی
تیند میں خراٹے لے رہے ہیں گویا و نیا دما ہوا
کوئی چٹھے میں اور صبح پوچھتے تو انہیں کی تیند
وہ مزید ارد قیتی تیند ہے جو شاموں کو
کبھی نصیب بہتیں ہوتی۔

آدھی رات کا وقت ہے پور کٹی و نمنا
کے مکان میں نہ تب لگا کر چوری میں

مہر و فہ ہیں اور چند ساتھی ان کے
باہر خبر داری کے لئے مسلح کھڑے ہیں
چننا مکان مکان کے سرمانے نکلی

تواریں لئے اسلئے ڈٹے ہیں کہ اگر
یہ ذرا بھی مسکیں یا ذرا بھی کسمپاشی تو
ذرا بے دردی دے بھی گئے تھکا کر لئے

جائیں۔ حیا اگر کسی بیچارے کی آنکھ
کھل بھی گئی تو وہ ان ظالموں کی بھیانک
مہورت دیکھتے ہی مارے خوف کئے نظر

دم دونوں چراتیا ہے اور دم بخور ہو جاتا
ہے۔ پھیلاتی جمل کہاں کہ بولنیا حرکت
کرنا تو رکنا رکھوڑی دیر کے لئے آتے ہیں

بھی کھلی رکھ کے

شورش نہ حرم میں ہائے ہوئے نہ
خافون میں جام ہے نہ سیوے نہ شلوان

نہا دار کی گم بار رکھا ہے نہ بازوں میں لہن لہی
نہ خریداری ہے نہ کہیں کتوں کی بھوں بھوں سے

نہ کیدڑوں کی جل بون ہے ان کبھی چوکیداروں
کی (جائگے رہنا کی) گرفت و سخت آوازیں

کیطرف سے گاؤں میں آجاتی ہیں۔ آدھی
رات کا وقت ہے مشائخ و عوام نصیب فرقت

دلہ امین تو پا رہے ہیں اور اس ظلمت تاریکی
اور ہو کا عالم کو کھنگڑی بے اختیار سے

انکی زبان سے بار بار یہ نکلتا ہے۔ کہ لے
ہائے سہ احان

سیا ہی محنت و مشق سے جو نکلی

چھپی آکر میری ظلمت سرا میں

اور دو منہ ان محبت و مجبوران الفت

شب تنہائی کی ذرا بونی رات کی صورت ہے
ذرا ڈر اور گھبرا گھبرا کر بڑے جگڑا

پچھے میں یہ کہہ رہے ہیں سہ گویا
شب تنہائی کی سیری نہ حالت پوچھے صبا

بہت رو بہ بہت پیٹا بہت تر یا بہت ملکا
کبھی نصیبت نہ گمان کئے نامی اور کم گنگان

کو چپ گنا می کا دل تو نہالوں کے آرد سے
دمل میں داغ یلغ ہو جاتا ہے اور ہر کے

خوف سے سینہ لالہ کی طالع دس دس
ہو جاتا ہے تھوڑے سے محو ہے کبھی خیال

ہو جاتا ہے تھوڑے سے محو ہے کبھی خیال

آدھی رات کا وقت ہے زبردست بیدار
 یاد پروردگار میں مشغول ہے۔ اور توجہ گدراپنی
 سوسلی توجہ کا سوسلی ہے اور یہ دونوں عالم تہائی
 میں جلاہ احمدی کے نور سے منور ہو کر دل کی بیگناہی
 دھو کر ہے میں دنیا اور دنیا دار کی بلہوسی پر غور
 کر رہے ہیں۔

آدھی رات کا وقت ہے اس سمت جلی آنا لگی کی
 آنکھوں پر ہے ایک بیک لٹکھی جو دو چار ہی
 دوں میں اپنی قسمت کا فیصلہ دیکھنے والی ہے
 اے اس سیاہ بخت کھٹا ٹوپ اندھیرے میں
 صدمہ جبرائی اور درد و مفارقت کا حال
 کہنے کے لئے کالی کالی رات کے سوا کوئی
 اور نظر ہی نہیں آتا۔ دہرے ہوئے دل
 سہتے ہوئے جگر پر آفتہ کھڑے ہوئے
 رہی ہے سہہ احسان

تیم کہیں کس سے شب غم درد دل
 پاس آگاہ اللہ کا بندہ نہیں
 کہی ہو بڑے بڑے سورد و غم سے رو
 رو کر یہ کہتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں
 آتا کیا اس قبہ و مصیبت سے بھی کوئی
 اور سخت سزا بجز کی گئی ہے نہیں نہیں
 ہرگز نہیں۔ عیلا اس اذیت اور اس
 کولہ زنا سے اور کوئی سزا زیادہ پر عتاب
 ہو سکتی ہے۔

ہائے اکل سا ستم اسی رنج و غم میں کہ
 سیکھ میرے ساتھ وہ جو رطلیم ہو تو تھا ہے

کر کاٹنا ہو گیا ہے مگر ننگ گجرتار بھی تک جیلا
 نہ خواہا جانے اپکو نہ شکوہ کھلایا والا ہے
 اؤں اگر میری جان بھی کاوشن اور خطر انگار
 ہے تو یہاں بھی کسے انکار ہے مگر اے ملک
 کینہ و رجور و جفا جو خدا کی بیعت اتنا رحم تو میرے حال
 پر عفو کر کے میری لاش جگر پاش میرے ابا اور
 میرے چچا کی تر میت کے پاس بنے تانکے
 پہلو میں مجھے آرام ملے اور لحد میں
 پویش ملے۔

مگر آہ اگر تجھے یہی منظور ہوتا تو مجھے
 یہاں کیوں گھسیٹ لائے گود اور الحافہ
 سے دوسرے درجہ پر لاہو رہے اور میری
 سخی کا حقدار سے۔ اور دار الحلافہ کے
 بعد یہیں میری خوش قسمتی ہو سکتی ہے کیونکہ
 یہی میرا مولد ہے اور یہیں میرا شہ و اثر
 بھی ہے مگر والد اور چچا کے پہلو سے آرام
 و چین شاید یہاں نصیب نہ ہو۔

ہائے میرا اللہ کو کف ستم باقی ہے
 جواب میرے ساتھ ہوئی والا ہے۔
 کیا میرے ناک کان کاٹیں گے۔ یا
 خدا غواستہ میرا عہد کالا کر کے شہر میں
 تشہیر کرے (خود بخود) اگر یہیں تک میری
 قسمت کا فیصلہ ہونا تھا تو بھی حریت
 بخشی مگر نہیں میری قسمت دل کو کھٹکے رہا
 سیکھ میرے ساتھ وہ جو رطلیم ہو تو تھا ہے

کہ جکی نظیر تاسوع عالم کے صفحات پر قوسوں کے تھے بھی نہ ٹیکتی۔ اُسے میرے
الہامی مجاہد الفت و لذت و لذت محبت سے کوٹنا ایسا ناقابل معفو تصور سرزد
ہو جاتا ہے کہ ترجمہ ترس انصاف جہر و سی کوئی بھی آج سے نہیں آتا اور
یاد یہ گردان عشق کو بھی کوئی ایسی انوکھی و مڑائی لذت ملتی ہے جس سے
انکے لب پر ہر وقت یہی رہتا ہے۔

لاکھوں ستم کر دے کہ تمہیں دید یا ہے دل بہ لاکھوں شرابیں دو کہ کیا ہے گناہ عشق
آد پیارے شہزادے جو رونک و عتاب شاہی محمد ہی محمد ہی ملک محمد و محیط نہیں بلکہ
تو بھی (گو قدر سے ہی سہی) میرا شریک حال ہے۔ اں اتنا فرق خدو ہے کہ تیرے
ساقی رفیق و مہم ہیں کہ جن سے تیرا دل بہل جاتا ہے۔ اور وہ اس کا سامان
پیدا کر بھی لیتے ہر نئے اُسے مجھے یہ بھی میر نہیں کاغذ تو میرا یہ پڑ و رد
صال اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ میں تیری الفت و چا بہت کے جرم میں
و لاہور کس دور و ناک حالت سے لگتی ہے۔ اُسے اُسے! پیارے میرا
یہاں لانا خالی اذیت نہیں ہے۔ حضور بظور یہ لوگ میرے ساتھ کچھ
ایسا سوک کر چکے۔ کہ گردن سا سگدل بھی قیامت تک خون کے اشک بہا ٹینگا
زمین کا کلجہ پاش پاش ہو جائیگا۔

پیارے خدا کیلئے ذرا آکر میری مصیبت و اذیت کی کیفیت تو دیکھ اور
مجھے تسکین تو دے ورنہ اسی امید و تمنا میں جان وید رنگی اور قیامت پر
پر تیری ادیدہ نظر رکھتی ہے۔

امیری میں بھی وحشت ہے وہی بگڑے ہوئی گئی اب اسے پاؤں نہیں چیری ہے انہوں میں گریبان
یہ خزن و غنیمت دل ہی دل میں بھی باتیں کر رہی ہے اور خیال محبوب سے شکر
کھل کر رہی تھی لیکن جب اسے دل حشر منزل کے سیطرہ چلین پڑ گیا اور الجھن زیادہ ہی ہوتی
گئی تو مجبور ہو کر دل کے غبار نکالنے کیلئے ہمارا اُٹسا و حضرت احسان اللہ کی یہ غزل آہستہ
آہستہ جیسے درد و ہرے پھ میں گنگنا تے ہوئے دل پہلائے گئی۔ منزل حضرت احسان
و غزلے عیش و درد و ذمہ تم تیری خوشی سے کیا کیا اک انگ ہو کر
اوڑے تو یاد بہاری کر سہ تو محفل کا رنگ ہو کر

خاموش اسے بت رہیں گے کب تک تیری مہرانی میں تنگ ہو کر
 جو ب دیدیں گے ضبط کو اب اپنے جیسے سے تنگ ہو کر
 خیال آیا جو اس ماہ کا تو درودوں نے کہا یہ اوتھر

ہمارے پہلو میں تو کوئی دم بھی نہیں حضور خدنگ ہو کر
 جسے بھی ہو آئینہ تم یہ دیدہ شوق ہے کھینکا
 کہ شکل تو سریر بن گیا ہے کمال حیرت سے خدنگ ہو کر
 طرح طرح کے انکسار مددے مگر نہ الفت سے باز آیا

لالا کر دلو پھینک دینگے ہم اپنے پہلو سے تنگ ہو کر
 جو پیش کا کس طرح کوئی پھر نیگے شل غبار ہر سو
 رہی وحشت ہمارے دل میں بوسوں جو چڑے اُننگ ہو کر
 کبھی جو تیغ لگاؤ قاتل صدف مژدے لکھا اشارہ

شہید الفت کے مرغ دل پر چلیں گے ہم می خدنگ ہو کر
 خدا بجائے لگاؤ بد سے اور بجا رہیں کاہل ہے

سنگی من نوبوانی بتوں کے دل میں اُننگ ہو کر
 جن میں بیض قدم سے تیرے خوش تنگگی میں
 عجیب نہیں سوچ کر سے نکرتے قبا ہو غنچے کی تنگ ہو کر
 نہیں بیس جو وصل جاناں تو ہو جو دم الم بہار ہے

یوں ہی نکل جائے دل کی حسرت ہمارے سینہ سے نکال ہو کر
 چھپتے ہیں اُٹھان نامہنوں میں زخم سے فرصت نہ دل کو راحت
 نصیب سے قید زندگی بھی ملی ہے قید فرنگ ہو کر
 حسب الحال منقطع کو بار بار پڑھتی ہے۔ اور سو مٹتی مٹتی۔ اور دل یہ

کہہ کر چھپاتی مٹی سے بیٹھ کر
 لاج سے ضبط احتیاج اندر آئیں بجے
 جو جگر مولا کلمہ مگر لفظ نہ کہہ سکا

سوطھوال باب

خدمانی فیصلہ

ایسے چورس کے پسند و ناپسند یا چرخ کے
کوئی کہتا ہے کہ اس پر کتر کہ چھوڑ د
اور کوئی پیدا کر کہتا ہے۔ پیداوی سے
ہائے اگر تاشاہ بکینا ہو تو فوج کرے

چور و د -
تاشاہ خاورد کا فیہ و خراگاہ منزل بن رہا
پہنچ چکا ہے اور اگر کسی کیمپ لایا
میں خیمہ زن ہے۔ لوگ اپنے اپنے
کار و بار میں مصروف ہیں۔ تاشاہ و بیا
ایک آرم کر سی پر بیٹھ چکی ہیں ہاٹھ میں
عز و فزا رہے ہیں۔ جب طیلاست سے
وہاں پر صفہ پہنچا ہے تاکہ قیدی کو گھبرا کر لانا
پورا افضل کو یاد کیا جو تھوڑی ہی دیر میں حاضر پا
کئے گئے آئے حاضر ہوئے ہی تاشاہ سکندر رجاہ تے
یہ حکم صادر فرمایا کہ کل صبح میں مجرورہ کے انارکلی
منفرد ہوگی جس میں شوکارا کین سلطنت اور
ہا میں ملکت کے اور کوئی بار یا بار نہ چھو پاؤں گا۔

ناکسی اور کو مطلق اسکے پیش شدہ زیر و بہو
تشریف کی خبر نہ ہونے پائے۔
مولا نا ابو الفضل یہ حکم پاتے ہی اسکی تعمیل
میں مصروف ہو گئے اور فوراً اٹھادی نوش جاری کر دی
صبح وقت مقررہ منہودہ پر تمام مدبران
سلطنت و مدبران مملکت جمع ہو گئے۔
تاشاہ و مدبران نے ابو الفضل سے ارشاد فرمایا
ابو الفضل کا حلیہ کو سامنے دو اوقات سناؤ کیونکہ
تا حاضر حلیہ کو اپنی اپنی رائے آنکھوں
سے ظاہر کرنے کا موقع ملے۔

ابو الفضل نے گفتگو کر کے روئے
و ادعا ملکہ کسی شناساں حلیہ کو سنائی
مدبران مملکت و مدبران مملکت
سین الملک مرحوم کی نادرہ بیگم کا انارکلی
سے تشریف لے گئے عالم عالیان مزار سلیم
طالعہ کے خدائیں پسندیدہ عادات
سینیدہ کردار خوب رفتار مرغوب
پائے نامعلوم عن ناممور و عنانی
کے نمونے سایا کا ناپاک و صوفی و الناجا
عشا۔ مگر غیب سے اس کی پردہ داری
کے سامان ہو گئے۔ اور ایک طو راسکا
پردہ و رہا۔

بھیسری۔ بجا ارشاد ہوا آپ کے تشریف
موجب سے ہی موسم میں دیدہ ہمارے
کو کچھ جانتے ہی نہیں ساری دکھیا

<p>ناورہ بیگم ہی کی ہے۔ اچھی قبلہ آپ اگر لیا نہ فراموش تو تھراوے عالم کا دور مسطنت آپ کے کاٹوں کی طرف اور زمانہ سکوت آپ کی گردن کی جانب، اقمہ بڑھائے کھڑی ہیں اور دیدہ صولت ان کا پرنا ہر سالور یا آپ کو دور ہی سے دکھلا رہی ہے۔</p> <p>اسٹے شاہ ظل العباد صاحب سے متغفار فرماتے ہیں کہ میں اہل لکھی لکھی کا ہے جو اس وقت حرارت میں ہے کتنا تار لیجئے نا دورہ تو بخیر وغیرہ حاصل ہو رہی ہے ایسی حرارت ناپاک کی جرات نہ ہو۔</p> <p>تمام جلیہ ابو الفضل کی یہ تقریر خلافت سے متغافل رہ جب تقریر ختم ہوئی تو سب سے پہلے راجہ نورمل نے یہ عرض کی کہ</p> <p>راجہ نورمل میری رائے میں تو ایسی نذر دیدہ لیل لکھی کی ایسی ہے جادنا خانہ کا حرکت پر گردن اڑا دیا جائے اور مرد کو عرق ہو اور یہ خبر پہنچنے پہلے پاک رستم ہو جائے پر برہمچے راجہ صاحب کی رائے سے کلی اتفاق ہے۔ بیشک اس ناپندیدہ حرکت کی کلمات سنا کر اسکے اور کچھ علانی نہیں۔</p> <p>ابو الفضل۔ بیشک راجہ صاحب کی رائے مدلل و مناسب ہے مگر یادداشت ایسی ہی ہونی چاہیے کہ پھر اور کوئی ایسی خبر نہ ملے</p>	<p>مہبت نہ کرے اور نہ کیجے والے فوت سے محروم ہوں۔ اور اپنے مکان پر پرے خیال میں قتل سے کھائی اچھی سزا فیضی۔ مجھے دستور العظم کی رائے دل سے پسند ہے۔</p> <p>حکیم ابو الفتح۔ میری رائے بھی ان سب سے متفق ہے</p> <p>حکیم بہرام۔ میرے نزدیک جاننا ہے جہاد طعی بہتر۔</p> <p>خان خانان۔ مجھے ابو الفضل کی رائے پسندیدہ نظر آتی ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔</p> <p>راجہ بیارہ۔ بڑے تعجب و اسف کا مقام ہے کہ ایسی مولانا ابو الفضل کی تقریر بلا غفلت تشریف سے عجم حکیم مشکف نہیں ہوا اور نہ طریقین نے حاضر ہو کر بیان دینے اور شا کا پلہ ایک ہی طرف جمع کیا ہو اسے۔ علوں بریں ابھی یہ بھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ علوان جس کا پردہ وہ ہوا۔ وہ معاملہ کب مقام جیب یہ کل معاملات امکان طلب ہیں۔ تو جیسے کیونکہ کچھ سے دوستوں نے بغیر اس بات سے کہ تشریف کا انکشاف ہو مقدمہ متروک کیا ہے اس کے لیے دوستوں سے یہ خبریں دی ہیں۔ خدا انکی مدد</p>
--	--

ناحق ہو تو اس کا رو بار کس کی گردن پر
 رہے گی۔ اور کون اور منتر کے آگے منتر میں
 اس کا جواب دہ نہ ہو گا۔ پہلے ابراہیم
 تمام معاملات کو روشنی میں لائیں پھر ہر
 صاحب سے عدائے طلب نہ ہو میں
 دہندہ اگر یہوں تحقیقات و تفتیش کسی کو
 گردن پر ہار دی جائے گی۔ وہ یہ دعویٰ
 کیا ہے کہ اگر یہی سلطنت کی تمام
 عدل و داد انصاف و دیدہ جی جھٹکتا
 اشاری منصب مزاجی میں خاک میں
 مل جائیگی۔ اور اس دور پر حق ناحق
 کا بد نما و حدیہ کیا ہے کہ یہ رہ
 جا بیگا۔ آئندہ نسلیں ایسی حکومت
 کو حکومت ہو رہے ہیں کہ ایک چہرہ
 خشنوں سے مشابہہ نہ ہو گی اور بہت
 ذلیل و خلیفہ نظر آئے گی۔ اگر
 اس سے ہی قطع نظر سے یہ کیا ہے اور اس
 ملک کی گردن حسب را سے مولانا
 ابراہیم افضل کے ماری جا گئے۔ تو تمام
 حکمران شاہی کی موت پر ہوا ہو
 جائیگی۔ اور دونوں سے سلطنت کا
 اعتبار بالکل اڑ جائیگا اور یہ خیال
 پیدا ہو گا کہ شاہ بالکل ایک نقصاتی
 ہے۔ جسے غماز و بھڑچ چاہیں نہیں
 کیونکہ جب میں ملک ملک سے مفور و محترم
 بعد اس کی لڑکی سے غمازوں کی غمازوں
 میں پر کر لیا تا انصاف سلوک کیا گیا
 اور کچھ تحقیق و تفتیش سے کام نہ لیا گیا
 تو ہم پیچھے سے کس شمار و قطار میں ہیں
 ہمارے ہر ماہوں کے ساتھ ہی ایسی ہی
 ہوا کرتی حیرت کا مقام نہیں ہے پتوں اکہن
 و فترتی و شکاری سب ہر ماہوں و بدول
 ہو جائیگا اور ان کی بددول سلطنت
 کی گردن کیلئے ایک زہریلی چھری ہو جائیگی
 کیونکہ سلطنت کے کارآمد پرزے سلطنت
 کے متعلقین ہی ہوتے ہیں۔ جیسے
 یہی بد خلق ہو گئے اور اس سے ہر ملے بہت
 گروہ و پر مولانا ہی ہر ماہوں کی سلطنت
 کی جس کیونکہ میں کہتی ہیں۔
 اس کے اس کے ابراہیم میں ملک کی
 کاٹی رہا داری لڑکی ہے جس کے اعزاز
 و احترام کا اس دربار میں دلکا بھرا تھا
 اور شادی کا مقصد یہ کہلا تا تھا۔
 یا رو خدا کیلئے میں ملک سے منظم
 و محرم کی روح کو مدد نہ پہنچا۔ اور
 اس کے بعد خدا دے بس نوز و نظرات حکم
 تو انصاف یا جو تو حکم کے تیرے نشانہ بنا کر کہ نہیں
 رہا اور خدا کو نہ حکما ہے اور اپنے بھائی
 کو نہ کہے۔ مگر اس تقریر نے میرے تمام

خضار جیسا کہ نفع لڑو یا اور تمام حاضرین
 و معاین انگشت بدن ان میتر و حیران بیست
 کے عالم میں خاموش رہے۔ تن کوئی جھجھکا
 آپ اپنی تقریر بار بار تکرار کر چکا تو فوراً مکتب
 سے کسی کسے سے بات نہ نکلتی تھی اور تیک
 مجلس بالکل شہ غرض کا شہ نہ بنی رہی۔
 دیر کے سکوت کے بعد راجہ تو فوراً ملنے
 اپنی ہوائے تقریر کے چھوٹے گھر کی حیر
 سکوت اس طرح توڑی اور کہا
 راجہ تو فوراً مل۔ صاحبو بیچ یہ ہے کہ
 صاحب کی ناخلائے تقریر و عالمانہ نہیں نہیں
 منعفا نہ وعدا نہ تقریر کے بالکل دور وہ
 کا دودھ پانی کا پانی کر دیا۔ مجھے آقا ایک ہی
 نظر نہیں ہوتا جہاں مالکی اس بلا دور رہا ہے
 کا تقریر بتا کر تہ ہوا بیشک انیسویں ہونا
 چاہیے کہ پہلے پوری پوری تحقیق و تفتیش
 ہوئے پھر اس پر راستے قائم کیا گئے ورنہ یہ بالکل
 بے انصافی کہل بیگی۔
 پھر راجہ ابومیری بھی ایسی راستے پہلے درتہ یہ
 بہت دور میری خلوت اکبری کی تمام نیکیوں کو
 میں ملا دیگی۔ مرزا ابوالفضل تو راجہ غرضائیں
 کہ آیا ملا کا بیان کیا مدلل و مستند ہے
 فیضی۔ ایسے نازک و ننگ زمانہ ہوا
 کی علانیہ تحقیقات مناسب نہیں کیونکہ
 حاضرین مسخر دین سے ہیں۔ تو اگر حکومت

اور انیکا موقع اور انگشت نما کی کاشتہ
 ملجا بیگا میرے نزدیک خاموشی اور زار و آری
 سے تاکا ایک تیک کی راستے قائم رہنی چاہیے
 حکیم ابوالفتح۔ بدوں کامل تحقیقات
 کے کسی راستے قائم نہ ہونی چاہیے۔
 حکیم ہم سب سب ملکی راستے سے بالکل
 اتفاق ہے۔
 خان خانان فیضی کی بالکل داندلی پرستی
 ہے۔ مجھے دن و جان سے ملا کی راستے
 کا اعتراض ہو کینکہ ملا سرد و گرم
 چشمہ ہے۔ اور فیضی طفل ناخمد ہے
 ابوالفضل۔ میں نہیں سمجھتا کہ ملا صاحب
 کا کیا منش ہے۔ کیا ملا صاحب سے
 چاہیں یا لقیل انہیں کے میدان الملک سے
 مفتر و مکر صاحب کی لڑکی کا پردہ بھری
 محفل میں ناش کیا جائے گا کیا وہ اسکو
 پسند فرمائے ہیں کہ نامبروہ لڑکی کی ناگفتہ
 یہ کارروائیاں تمام شہر میں شہر کی جہاں
 کیا وہ خوش ہوئے کہ ایک جو تین روزہ و
 ناگفتہ لڑکی ملعون روزگار بنائی جائے
 کیا جوہر و اراکین کے کہ ایک بزرگ و شریف
 فائدہ ان کے گھر سے مرد و عورتی راز ہیں اس
 انگشت شہان لڑکی کی ناہ طبعیت چال ملین
 کی تقریر ہے بے چہرہ کی جہاں کیا وہ فیضی
 میں کہ شہزادہ سلیم کو مجرم ٹھہرا کر بھی ملتا

کو صدمہ پہنچایا جائے اور دوسری کو قیامت تک
مردن کیا جائے کیا وہ آئیں رہی ہیں کہ ہنر
عالم کو اس نامزدی کا رعبہ اسلوب رفتار کا
کچھ لگا رہتا ہے اگر ہفتہ ہفتہ ملام کیا جائے
ہرچہ بلیں نہیں دے را کین سلطنت و بوندہ
وہا میں ملک میں سے کوئی بھی اس سلطنت
کے عدل و انصاف کے نہ ہو یہ کیا شاکی نہ ہوگا
البتہ کچھ نہیں کی کیفیت شدید ملاحب کو ملو
ہو مجھے ان کے خیالات سے بحث نہیں
بھیلا فاضلان سلطنت کیوں بدظن ہونے
لگے کیا وہ ملاحب کی طرح حرکات
شروع کے حامی یا طرفدار ہیں خدا کرے
کہ بعد مانس خاندان میں اس کے بعد ایسی
نافیہ واروات وقوع میں آئے
میں تو خیال کرتا ہوں کہ اگر اتفاقاً کسی
شریف خاندان میں کوئی ایسا ناک
خاندان واقع کسی بدچلن خاتون سے
سرزد ہو جائے تو یقیناً اس خاندان
کے ہر فرد اس بدچلن خاتون کے پیاسے
ہو جائیگا پھر ملاحب ہی فرمائیں
کہ ہا یہ ہیں ورا کین کیونکہ اس سلطنت
و حکومت سے بظن یا بدظن ہو سکتے ہیں
ہاں اگر کوئی صاحب ملاحب کے ہمنوا
ہوں اور اپنے خاندان میں کیسی بے حیائی
و بے شرمی سمجھتے ہوں تو وہ البتہ بدظن و بدکار

ہو سکتے ہیں ورنہ اور تو کوئی نظر نہیں آیا یہ
صرف ملاحب کی ساسی ہو سکتی ہے۔
میں یہ کہہ بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ
حیثیت و رویہ و مقدمہ کی بیان لکھی
اس قدر تجویز ستر کیلئے کافی ہے۔ زیادہ
وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں۔
ملا۔ وہ مولانا ابو الفضل آپ کو اپنے
زعم بلاغت و جوش فصاحت میں بہت
کچھ فرما گئے اور مجھے سلطنت کا مدبراہ
ثابت کر نہیں بہت ہی زور دے چکے مگر
میں کہتا ہوں اور قیامت تک کہتا رہوں گا
کہ یہی سلطنت و حکومت قیامت تک
یہی ہے ساقیہ یا کی جائیگی جو انصاف و
انصاف کی پابند اور پیرو ہوگی آپ نے
اس نازک و اہم معاملے میں کرشنے فرمیں
بتتے ہیں و کہتا ہوں نہ آئیں اگر ہی
بڑا کیلئے نہ آئیں محمودی سے کام لیا گیا
اندھا دہندہ اوت چانگ ایک بیگہ سے
قتل کا فتروا دید گیا۔ شریعت شرافت
کو اور عین بطع نہایت کو نہیں دیکھی ہیں
بلکہ شاہ و گدا۔ امیر فقیر جوان و سپہ
سب کیلئے ایک ہوتا ہے اور عدل و انصاف
کا جریاں رہتا ہے اگر آپ شریعت تازہ
قدرت یا عین بطع سلطنت کی پابندی
فرض مقدم سمجھیں تو آپ نے جس طرح

باز نکا بھری محفل میں بیان کرتا یا رشتی
 میں لانا گودہ یہ سبب کسم زمان عیوب
 عیوب ہی سمجھی جاتی ہوں) اندر تو دل
 خیال فرمایا ہے۔ وہ باتیں آپکو تجویز بتاتی
 ہوئی ہیں اگر شریعت وغیرہ کو طاق پر دہیں
 اور اندر بھر نگرے کا اندر میرے تباہا میں
 نوشق سے بریں اور اگر کسی سلطنت کی
 تمام نیکیاں میرے کو چھوٹ کریں کہ اس میں چاہ
 کیا شاید خدا ہی (نور ذوالعد) جاری ہے
 اتنے تمام جلسہ سالت و صامت
 منتظر احباب صاحب اپنی نظر بخت لکے
 اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور شاہ فرمایا
 نے دیکھا کہ جیسے کارنگ اچھلتی ہے۔
 اختلاف کی گم ہاراری ہے تو فرمایا کہ اچھا
 سب صاحب اپنی اپنی آفتاب فرمائیں کیونکہ
 اب لوگ مرانا دھوا کی پرور رہتے ہیں سن چکے
 سہیے شاہ فرمایا کی اس آکر لپٹ گیا اور
 اپنی رائے میں طرح ظاہر کی
 راجہ تو ڈر رہا۔ مجھے ملا کی رائے سے
 بالکل اتفاق ہے کیونکہ مقدمہ تحقیق و تفتیش
 ہو کر انصاف ہو کر انصاف ہونا چاہیے
 ورنہ بٹیک دور اگر کسی پر خون ناحق دے
 انصاف کا وہ بہرہ فرمایا کہ باقی رہ جائیگا
 جبکہ ساتھ ساتھ ہم اراکین و طایفہ کی انصاف
 بھی ہمارے من و مانی کی تشریف بالکل فضول
 و خلاف اصل سلطنت ہے
 سر میں بالکل راجہ صاحب کا ہر بان ہوں۔
 بیعتی۔ سیرے فیض میں کوئی بے اختیار
 نہیں۔ کیونکہ ایسی بے حیائی کی سزا ہی
 گرجن زونی ہے۔
 حکیم ابو الفتح۔ میں راجہ صاحب سے
 شفق ہوں۔
 حکیم عمام۔ میں اپنے ہم پیشہ حکیم ابو الفتح
 صاحب کا تم لسان ہوں۔
 خان خاندان۔ مجھے اپنے حکم سے انصاف
 ہے۔
 اب شاہ فرمایا بہت ہی گودھرائے
 اور شوش ہوئے کیونکہ ابو الفتح کی ملی ہوگی
 تھی۔ اور وہ یہ نہ جانتے تھے۔ کہ
 یہ مقدمہ عام مقدموں کی طرح سلیک
 اجلاس میں پیش ہو اور عیادہ طور پر چچان میں
 ہونے لیکہ وہ چچا ہتھے تھے کہ چچا چاپ انارکلی
 کا فیصلہ ہو جائے اور کسی کو کانون کا کان
 جھڑ ہووے مگر جلسہ نے ایک ایسا رنگ پیدا
 کر دیا کہ جی سلطان امید نہ تھی۔ آخر سہت
 ہی غور و خوض کی۔ شاہ فرمایا کہ خورجی
 ایک بات ایسی نایاب و لاہر اب سو چھی کہ
 میں سے شاہ اور شاہ کا دور مسکتا بالکل
 ہتھ نہیں ہو سکتا ہے۔ اور فیصلہ ہی
 مناسب ہوا جانا ہے۔

نہیں سہم کر تیا مت فخر و عشر انگیز و انہی
 و ایکے دل و جگر کے ساتھ کیا سلوک کر کے آ
 ائے آج لاہور میں تیا مت ٹوٹ پڑی۔ جسے
 دیکھتے ٹھیکین جسے دیکھتے اندو گین نظر آتا ہے
 یہ کیوں؟ اس لیے کہ شاہ و بیاد نے اپنی روح رو
 اپنی جان آپ کی دلہانہ پہلی غمخوار کو
 جس کی زبان پر ہے تیرے آپ کے اشتیاق
 یہ تیرا جی ہے

اس پاؤں و سر فری ہے
 راہ میں ہوا غم اور آکاش
 آج صبح زندہ در گور کر دیا اور اسے چیتے
 جی ہی تیرے میں جوتہ لیا

اسے کو کنا دل ہے۔ جو اس حیرت
 انگیز علو شہ تیا مت فخر سے غمناک نہوا
 ہائے آگے لکھنے کی تاب نہیں
 کلیجہ شق ہے حرف چار ہی نہیں تھا
 عالم اور خاک لکھ لاہور کا رنگ نق سے نکلا
 رقم نیاز دیک

اس خط کا یہ مفاد تھا کہ شہزادہ منہج سہیل
 کی طرح فخرش زہین پر لوتے نکلا اور صحت
 منہ و اطم سے پیشکش ہو گیا۔ نہ اس نے فتح
 کیلئے کسی فخر پر تکیہ کیا نہ اس نے کسی
 اور نام و فخر پر۔ وہ جسے نہ اس نے تیرے
 اور سہیل کے تھے۔ نہ اس نے تیرے سہیل کے
 اور سہیل کے تھے۔ نہ اس نے تیرے سہیل کے

یہ جو راز اس سہیل یا فخر کی و صوفی کی کچھ مگر
 یہ رسول اسکار رخ عالم سے یہی حال
 رہا۔ زندگی میں اس کا غم و حال رہا۔ آخر حیرت
 انقصائے زمانے نے آہستہ آہستہ
 کچھ دلوں کو ہر باد و تاج شاہی بھی اس کے
 ہاتھ آ گیا تو منہج و مہجوم صابر و شاکر
 شاہ سلیم اس تمام پر جہاں مایوس و پشیدہ
 تار کی زندہ در گور کر دی گئی تھی مگر
 ہی اس کا غم بھرا نہ ہو گیا۔ رہتا تھا چیتے
 چلتا تھا۔ اور بار بار یہ فقرہ زبان آتا
 تھا کہ

فدا ہاں جاؤ تار کی زندہ در گور شد
 اے ایں جاؤ تار کی زندہ در گور شد
 اتفاق دیکھ کر یہی فخر و تار کی کی موت
 کتا شیخ نکلیا جس سے تار کی نکلیا
 آخر سہیل و جبر سے کام سے اس کے ایک
 نہایت غم و جبر سے کام سے اس کے ایک
 سزا شوک صاحب تحریر فرما
 میں کس سزا سے نقش و نگار و نگار
 تمام مطلق سے دیگا نہ زور و سزا
 ہیں۔ اس کے زور و دیوار سے پار کا تھا
 سزا شوک صاحب تحریر فرما
 اس کا سہیل پر تیرے سہیل سے
 اور سہیل کے تھے۔ نہ اس نے تیرے سہیل کے
 اور سہیل کے تھے۔ نہ اس نے تیرے سہیل کے

است تھانگو نیم کرو گا رخ لیشیں اور
 کر یک ہار نیم رو سے یا رخ لیشیں رو
 تے کے شمال کی طرف باری تو اٹھے کے
 بہ اسوں کی تختہ میں کینہ بہت
 بنوں سلیم اکبر
 شمار میں اپنے پر رشتہ نگہ جا جو
 سحر پنج اتار ملی کے نام سے مشہور
 یہ عمارت خاصہ خدا کر دوسکی مصداق
 بیورگر جا استعمال میں آئے گی تو اٹھا
 بوت نکال کر ہی عمارت کے ایک دہا میں
 ایک باغ پر سنگ مہر کا تہیز تھا جسے
 سے نکال کر پہلو کے ایک کونہ میں رکھا گیا
 اور کور بلورق سے اس کی تاریخی نشاندہ
 بنی ۱۵۹۹ء میں ہوئی ہے
 رید خد سے مندرجہ کی طرف (۱۵۹۹ء)
 کے اوپر ایک اور تاریخی تختہ شہر
 جو شہر میں سے ملزم ہوتا ہے کہ یہ تختہ کا
 تعمیر ہے کیونکہ تختہ شاہ گبری نے
 شاہ کو دفنانا ہائی تھی اس صائب کی قبر
 کی وفات کے دس برس بعد تعمیر ہوا
 عمارت کی شکل مدور ہے ۔ اور
 ایک وسیع گنبد آج بھی جاری ہے جو
 ہوا اس کے ہر کونے پر چٹائی ہوئی
 شہر اس کے آگے ہے
 عالی شان قبر عمارت مقبرہ میں

اور میں عمارت کے نقشہ کی ایک نقی
 تھانگو نیم رو سے یا رخ لیشیں رو
 تے کے شمال کی طرف باری تو اٹھے کے
 بہ اسوں کی تختہ میں کینہ بہت
 بنوں سلیم اکبر
 شمار میں اپنے پر رشتہ نگہ جا جو
 سحر پنج اتار ملی کے نام سے مشہور
 یہ عمارت خاصہ خدا کر دوسکی مصداق
 بیورگر جا استعمال میں آئے گی تو اٹھا
 بوت نکال کر ہی عمارت کے ایک دہا میں
 ایک باغ پر سنگ مہر کا تہیز تھا جسے
 سے نکال کر پہلو کے ایک کونہ میں رکھا گیا
 اور کور بلورق سے اس کی تاریخی نشاندہ
 بنی ۱۵۹۹ء میں ہوئی ہے
 رید خد سے مندرجہ کی طرف (۱۵۹۹ء)
 کے اوپر ایک اور تاریخی تختہ شہر
 جو شہر میں سے ملزم ہوتا ہے کہ یہ تختہ کا
 تعمیر ہے کیونکہ تختہ شاہ گبری نے
 شاہ کو دفنانا ہائی تھی اس صائب کی قبر
 کی وفات کے دس برس بعد تعمیر ہوا
 عمارت کی شکل مدور ہے ۔ اور
 ایک وسیع گنبد آج بھی جاری ہے جو
 ہوا اس کے ہر کونے پر چٹائی ہوئی
 شہر اس کے آگے ہے
 عالی شان قبر عمارت مقبرہ میں

اور میں عمارت کے نقشہ کی ایک نقی
 تھانگو نیم رو سے یا رخ لیشیں رو
 تے کے شمال کی طرف باری تو اٹھے کے
 بہ اسوں کی تختہ میں کینہ بہت
 بنوں سلیم اکبر
 شمار میں اپنے پر رشتہ نگہ جا جو
 سحر پنج اتار ملی کے نام سے مشہور
 یہ عمارت خاصہ خدا کر دوسکی مصداق
 بیورگر جا استعمال میں آئے گی تو اٹھا
 بوت نکال کر ہی عمارت کے ایک دہا میں
 ایک باغ پر سنگ مہر کا تہیز تھا جسے
 سے نکال کر پہلو کے ایک کونہ میں رکھا گیا
 اور کور بلورق سے اس کی تاریخی نشاندہ
 بنی ۱۵۹۹ء میں ہوئی ہے
 رید خد سے مندرجہ کی طرف (۱۵۹۹ء)
 کے اوپر ایک اور تاریخی تختہ شہر
 جو شہر میں سے ملزم ہوتا ہے کہ یہ تختہ کا
 تعمیر ہے کیونکہ تختہ شاہ گبری نے
 شاہ کو دفنانا ہائی تھی اس صائب کی قبر
 کی وفات کے دس برس بعد تعمیر ہوا
 عمارت کی شکل مدور ہے ۔ اور
 ایک وسیع گنبد آج بھی جاری ہے جو
 ہوا اس کے ہر کونے پر چٹائی ہوئی
 شہر اس کے آگے ہے
 عالی شان قبر عمارت مقبرہ میں

ہمیں اکثر کائنات سے اور عرصہ
 اور بڑے شان و شوکت سے بنے ہوئے
 میں جنہیں بڑے بڑے تاجروں کی
 دودھائیں اور کارخانے ہیں اور انگریزی
 لائبریری اور رسول لائبریری اسکول اور
 عجائب خانہ اور بیربر
 وغیرہ ہو

تمام شد

قطعات تاریخ طبع ناول

ابو العیاض ڈاکٹر ابو الحسن محمد عبد الغفور صاحب میٹر شاگرد حضرت احسان

چشم بد و در فرق پر فن کی	الائی شلخ طبع ہزار ہی	دو دہن رہا کی حکمت
ہو گئی کھل کے عطر بار سکی	فوق کا غنچہ بلاغت ہے	ایضاعت کی حمد پیار کا
فوق کے گلشن سخن میں یوں	میلو سے تا عشر بار بار سکی	ہو جو غنچہ وہ ہوا گل خوش
چلو آہود و خوشگوار سکی	گلشن اردوں کا ماجہ کھلے گا	یا کھلا ہیں میں شمار کا

۱۵۰۷۶
 لکھنؤ تاریخ طبع اسکی میٹر
 خزین طرفہ ہے ہمارا

CALL No. { ۸۹۱۵۴۳۳ } ACC. No. ۵۴۲.۱

AUTHOR نوح، محمد علی

TITLE انارکلی



URDU STACK
MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 paise per volume per day for general books kept over-due.

